برائے ملاحظہ عزیزم سید عبدالرحیم
سید عبدالقدوس
24.1.63

تذکرہ

حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ

جسمیں

حضرت مخدومؒ اور آپ کی اولاد و احفاد و دیگر ان ہم مشرب کے
حالات اور کارنامے بھی درج ہیں

از

جناب مولوی سخاوت مرزا صاحب
بی۔ اے۔ ایل ایل بی (عثمانیہ)

شائع کردہ
انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز حیدرآباد
سنہ ۱۹۶۲ء

مطبوعہ

اعجاز مشین پریس چھتہ بازار

حیدرآباد۔ اے پی

فہرست مضامین

باب		صفحہ

	شہاب الدین تہرا۔ سیّد حسن بحر العلوم۔ سیّد زین الملک۔ سیّد شجاع الملک سیّد کمال جہانیان لاہوری وغیرہ۔	
ثمرِ سوم	اولاد سیّد قطب شہاب الدین الملقب بہ قریشی۔ سید عبد الکبیر سنتاپوری سیّد حامد کیرت پوری۔ سیّد امیر علی وغیرہ مشاہیر اودھ۔	۲۰۹
ثمرِ چہارم	اولاد سیّد قطب اسمٰعیل اوچیؒ:۔ سیّد کبیر بخاری۔ سیّد قطب بخاری (ساداتِ منڈی شکارپور)۔ شہاب الدین قطب عالم (شکارپوری)۔ سیّد شمس الدین شمس شاہ سادات (شمس شاہی) سیّد فضل اللہ بخاری سادات قطب در قریہ سادات گنج۔ سادات موتی محل (شکارپور) سیّد بدر الدین بخاری ابنِ سیّد محمد تقی (سادات چوک شکارپور) داماد مداری خاں قایم خانی راجہ فتح پور جھونجھنو۔ سیّد زین العابدین بخاری ابن رحم علی بخاری اورنگ آبادی و سیّد منصور علی بخاری شکارپوری (ابن زین العابدین اورنگ آبادی) مؤلف نظام الانساب وغیرہ۔	۲۱۱
ثمرِ پنجم	اولاد سیّد فضل الدین لاڈلے:۔ عبد المالک بہاولپوری۔ عبد الجلیل چہچل شاہ دیوان (اودھ) عبد القادر بخاری (احمد پور شرقیہ)	۲۴۵
ثمرِ ششم	اولاد سیّد قطب العالم برہان الدین گجراتیؒ:۔ سیّد محمود دریا نوش۔ سیّد حسین بڑے، سیّد جلال الدین مخدوم جہانیان ثانی۔ شاہ عالم گجراتی۔ سیّد زاہد گجراتی۔ سیّد ماہِ عالم۔ سیّد مقبول عالم۔ سیّد مقصود عالم۔ سیّد بدر عالم۔ سیّد حمید عالم۔ سیّد مجید عالم وغیرہ۔	۲۴۶
ثمرِ ہفتم	سیّد قطب علاؤ الدین کشمیری:۔ سیّد فخر الدین تاج الدین، سیّد ضیاء الدین سیّد ذوالفقار علی واعظ (گجرات پاکستان)۔	۲۵۲
شاخِ دوم ثمرِ اوّل	اولاد سیّد شاہ عبد اللہ بخاری ابن مخدوم جہانیانؒ:۔ سیّد نظام الدین بندگی و سیّد شرف الدین بندگی دہلوی۔	
شاخِ سوم	سیّد محمد بخاری:۔ (بمقام روم ترکستان) و بمقام دکن۔ سیّد شاہ جمال الدین ملتانی۔ سیّد یوسف ملتانی۔ سیّد شاہ کمال الدین اوّل۔ سیّد محمد جمال الدین بیجوٹی سیّد محمد شاہ میر۔ سیّد شاہ کمال الدین۔ سیّد شاہ نور اللہ شاہ اکمل سیّد شاہ افضل، مقبل میسوری۔ غوث نما سالک۔ سیّد شاہ مخدوم بخاری امام شاہ بخاری کرنولی وغیرہ۔	
شاخِ اوّل	اولاد سیّد شاہ صدر الدین راجو قتال برادر مخدوم جہانیانؒ	۲۷۳
شاخِ دوم ثمرِ اوّل	اولاد سیّد علی بخاری ابن سیّد جلالِ اعظم بخاریؒ۔ سیّد بہاؤ الدین حلیم۔	۲۷۵
ثمرِ دوم	اولاد سیّد جعفر بخاری ابن سیّد جلال اعظم بخاریؒ۔ سیّد جمال الدین معاصر چنگیز خاں۔	۲۷۷
ثمرِ سوم	اولاد سیّد صدر الدین محمد غوث:۔ سیّد شادن۔ سیّد ابو سعید (حکیم شفائی خاں حیدر آبادی)۔ سیّد ابو الکرام (ابن سیّد محمد غوث) سیّد مونگر سیّد شیخ (شکارپوری) سیّد مبارک خاں۔ سیّد صدر الدین ابن سیّد مونگر اورنگ آبادی۔ شاہ مراد علی اورنگ آبادی۔ حاجی سیّد عبد الوہاب دہلوی۔ سیّد جمال الدین دہلوی وغیرہ۔	۲۷۸ ۲۸۱ ۲۹۱
ثمرِ چہارم	سیّد ابو الغیث۔ عبد اللہ عدلانی۔ شیخ فرید نواب مرتضیٰ خاں وغیرہ۔	۲۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از

ڈاکٹر سید عبداللطیف صاحب

شیخ اکبرؒ نے فتوحاتِ مکّیہ[1] میں تصوّف کے سلسلے میں لکھا ہے: "اہل طریق اللہ نے تصوّف کی اس طرح تعریف کی ہے کہ "التصوف خُلق، فمن زاد علیك فی الخلق زاد علیك فی التصوّف " یعنی تصوّف خلق یا وصف نیک کا نام ہے، جس شخص کے خلق تجھ سے زیادہ ہوں وہ تصوّف میں تجھ سے افضل ہے۔ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کان خلقه القران خود حق تعالیٰ نے آپ کے خُلق کی ثنا فرمائی ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ، یعنی آپ محمود ازلی ہیں، خُلق عظیم آپ کا حصہ ہے۔ صوفی صاحبِ حکمت یا حکیم بھی ہوتا ہے یعنی وہ عالم حقوق اشیاء ہوتا ہے اور ان حقوق کے مواضع کا بھی جاننے والا۔ کیونکہ حکمت تصوف ہی کا دوسرا نام ہے، حکمت کے لیے معرفت تامہ، عقل راجح و حضور اور اپنے نفس پر کلّی قوت و تمکن ضروری ہے تاکہ اغراض نفسانی و اغراض شیطانی کا اس پر تسلط نہ ہو (ہویٰ و تمنا سے آزاد ہو) اور قرآن عظیم کو اپنا امام و مقتدا بنائے اور معلوم کرے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو کس صفت سے موصوف فرمایا ہے اور کس حالت میں موصوف فرمایا ہے، اور باوجود اس

---

[1] باب ۶۲، فتوحات مکیہ۔

صفت سے خود کو موصوف کرنے کے کس کے لیے اس کو صرف کیا ہے۔ اب صوفی کا کام یہ ہوگا کہ وہ اس وصف پر اس حالت میں اور اس طرح کہ حق تعالیٰ نے اس کو صرف کیا ہے قائم رہے! تصوف اس فرد کے لیے آسان ہے جو اس کو اس طریقے سے اخذ کرتا ہے اور اپنے نفسِ شوم کی خاطر احکام کا استنباط و استخراج نہیں کرتا، بلکہ نظر و استنباط میں میزانِ حق پر قائم رہتا ہے اور اس سے باہر نکل نہیں آتا۔ جو لوگ میزانِ حق سے باہر نکل آتے ہیں وہ زیاں کار ہیں اور قرآنِ حکیم نے ان کو اَخسرین اعمالا سے تعبیر کیا ہے اور ان کے متعلق خبر دی گئی ہے: الذین ضلّ سعیہم فی الحیاۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعاً، ان زیاکاروں کے اعمال کا قیامت کے روز کوئی وزن نہ ہوگا فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا، جس طرح کہ انھوں نے دنیا میں حق کو وزن نہیں دیا تھا یا میزان اعتبار قائم نہیں کی تھی، گویا ان ہی کی دنیوی صفت قیامت میں ان پر عود کریگی"

تصوف اور صوفی کے جن معنی و مفہوم کی شیخ اکبرؒ نے مذکورہ بالا الفاظ میں وضاحت کی ہے وہ ہمیں سہروردی نظام تصوف کی خصوصیت خاصہ نظر آتی ہے۔ سہروردی مسلک کے شیوخ نے کتاب اللہ کو اپنا امام و مقتدا بنایا اور صاحبِ کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان دادہ طریقوں پر نفس و ہویٰ سے فارغ ہوکر جادۂ حق پہ گام زن رہے۔ اتباع کتاب و سنت اس خانوادہ کی خصوصیت ممیزہ رہی ہے۔

اسی مسلکِ تصوف کے ایک عظیم الشان شیخ
شاہ آگاہ دل خجستہ گہر
قدّس اللہ سرّہٗ الازہر

حضرت سید جلال الدین بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیان جہاں گشت ہیں جو اوچہ علاقہ ریاستِ بھاولپور میں ۷۰۷ھ م ۱۳۰۸ء میں پیدا ہوئے اور اپنی ۷۷ سالہ بابرکت زندگی میں اپنے فیوض و برکات، حقائق و معارف سے ہندوستان کو کاملاً و شاملاً بہرہ اندوز فرمایا، اس میں شک نہیں کہ آپ مویدان حضرت الوہیت سے تھے جن کے متعلق قرآن حکیم نے خبر دی ہے کہ

اولٰئک کُتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ

لیکن تاسف اس امر کا ہے کہ آپ کے سوانح حیات و تعلیمات پر کوئی کتاب کسی زبان میں تفصیل سے نہیں لکھی گئی جس میں آپ کے اولاد و احفاد و یاران نامور کے کارناموں کا بھی کچھ ذکر ہو۔ اس صورتِ حال کا قلق خصوصاً مجھے یوں بھی زیادہ تھا کہ میرے آبا و اجداد کا سلسلہ حضرت مخدوم تک راست پہنچتا ہے۔ مقام مسرت ہے کہ پیش نظر کتاب میں میرے شاگرد عزیز مولوی سخاوت مرزا صاحب بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ) نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لائق مولف نے کافی محنت اور کوشش سے مواد جمع کیا ہے اور ابھی مزید تحقیق و تدقیق کی گنجائش ہے۔ مولف کے علاوہ اس کی نظر ثانی اور اس کو قابلِ طباعت بنانے میں میرے دو اور عزیز شاگرد یعنی ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب سابق پروفیسر شعبۂ فلسفہ اور مولوی سید محمد صاحب سابق ریڈر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ نے غیر معمولی محنت کی ہے اس کے لیے میں ان دونوں کا ممنون ہوں۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو قبول عام عطا فرمائے۔

آغا پورہ، حیدر آباد
مارچ ۱۹۶۲ء

سیّد عبداللطیف
صدر انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز
حیدر آباد

مقدمہ

حضرت سید جلال الدین بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیانِ جہاں گشت قدس سرہ کا شمار اُن اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جنھوں نے ہندوستان کو اپنے فیوض وبرکات سے بہرہ اندوز کیا۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی جامع سوانح عمری آپ کے اور آپ کے اجداد کے حالات اور خاندان کے مشاہیر کے متعلق دستیاب نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے حالات اور فیضان سے متعلق ایک ضخیم سوانح عمری لکھی جاسکتی ہے۔

بعض تذکروں میں جو آج سے نصف صدی قبل کے ہیں مثلاً خزینۃ الاصفیا، تحقیقاتِ چشتی وغیرہ میں ان کا کچھ مختصر ذکر ملتا ہے۔ کئی سال قبل ایک کتاب "بزم صوفیہ" ندوۃ المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی ہے۔ اُس میں ایک طویل مقالہ ہے مگر وہ بھی، کافی نہیں، نہ تو اُس سے آپ کی تصنیفات وتالیفات پر کافی روشنی پڑتی ہے اور نہ اُس میں آپ کے اولاد و احفاد کے کارناموں کا ذکر ہے۔ اس لیے کہ وہ تو صرف حضرت مخدوم جہانیاں سے متعلق ایک مقالہ ہے۔ جس کا ماخذ زیادہ تر الدار المنظوم ترجمہ جامع العلوم ہے، جو آپ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے۔ نیز بعض معاصر تاریخوں یعنی تاریخ فیروز شاہی مولفۂ شمس سراج عفیف وغیرہ سے کچھ مدد لی گئی ہے،

دوسرا مقالہ اس عنوان سے رسالہ نوائے ادب، بمبئی ۱۹۵۱ء میں تین اقساط میں حضرت شاہ عالم گجراتی کے پوتے سید مقبول عالم متخلص بہ جلالی احمد آبادی کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جس کے ضمن میں گجرات کے اس بخاری خاندان کے کچھ حالات آ گئے ہیں۔ تذکرہ اولیائے دکن مولفہ عبدالجبار خاں ملکاپوری، اور تاریخ الاولیاء مولفہ امام الدین میں بھی اس خاندان کے بعض بزرگوں کے حالات مختصر طور پر درج ہیں۔ اور وہ بھی گجرات اور پنجاب کے بعض مشاہیر کی حد تک محدود ہیں۔ آپ کا خاندان وسیع ہے اور تمام ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ اگر ہم زیادہ تحقیق سے کام لیں تو اس خاندان کے مشاہیر کے کارہائے نمایاں کے متعلق کئی جلدیں مدوّن ہو سکتی ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ سجادگان وقت کو اس طرف توجہ نہیں، رہا سہا سرمایۂ کتب تلف ہو چکا۔ سلاطین کی داد و دہش کی وجہ سے اُن کی حیثیت ایک جاگیردار کی سی ہو کر رہ گئی۔ اپنے آبا و اجداد کے علمی شغف اور تحقیقات اور حصول علوم باطنی کی طرف رجحان نہیں ان ہی کے اسلاف کا حق تھا کہ ایک ایک مسئلہ علمی کی تحقیقات میں ہزاروں میل سفر کرتے۔ اور اُس کو اپنا سرمایۂ ناز و افتخار سمجھتے تھے۔

چنانچہ حضرت مخدوم جہانیانؒ خود اس جد و کد کا ایک بے مثل نمونہ تھے۔ تزکیہ نفوس، تصفیہ قلوب، تجلیۂ روح، تہذیب اخلاق، خدمت خلق ان کا ہمیشہ مطمح نظر رہا، اور باوجود سلاطین کی طرف سے فتوحات اور نذرانوں کی پیش کش کے کبھی دنیا کی طرف نظر نہ ڈالی، اور صاف طور پر اپنے مریدین و معتقدین کو تاکید کر دی کہ اس میخ کو زمین ہی میں گاڑو دل میں نہ گاڑو۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ والی اللہ المشتکیٰ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان دنوں استاذی ڈاکٹر سید عبداللطیف صاحب بخاری مدظلہٗ نے خاص طور پر اس کمی کو محسوس کیا۔ آپ ہی کے امتثال امر میں اس خاکسار نے بڑی جد و جہد کے ساتھ جو کچھ مواد دستیاب ہو سکا اس

مختصر مجموعہ سوانح حیات حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ اور اُن کے مشاہیر افراد خاندان کے متعلق ان صفحات میں پیش کر دیا ہے۔ پیش نظر دیباچہ میں "تاریخ اوچ" اور آپ کے اور آپ کی اولاد و احفاد کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی ہے۔

تاریخ اوچ پر ایک سرسری نظر

اوچ۔ اوچہ یعنی اونچا، بلند۔ یہ ہندوستان کا نہایت قدیم شہر ہے۔ جو بہاولپور سے اڑتیس میل کے فاصلے پر دریائے ستلج اور چناب کے سنگم کے قریب واقع ہے۔ کسی زمانے میں یہ ملک سندھ کا عظیم الشان دارالسلطنت تھا۔ اِس کی آبادی بلحاظ عرض و طول ۲۴ اور ۳۰ میل تک علی الترتیب پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے قدیم نام کے متعلق مسلمان مورخین نے کوئی ذکر نہیں کیا، ایک انگریز مورخ مسٹر راورٹی[1] نے اس کا قدیم نام بھاٹیا، متصل ملتان بیان کیا ہے، جس کو سلطان محمود غزنوی نے ۳۹۳ھ میں فتح کیا تھا۔ بارھویں صدی عیسوی مطابق چھٹی صدی ہجری میں اس کا نام دیوگڑھ تھا۔ حضرت سید جلال اعظم بخاری، جد امجد حضرت مخدوم جہانیانؒ جب یہاں تشریف لائے تو کسی معرکہ میں یہاں کا راجہ فرار ہو گیا تھا۔ اُس کی لڑکی سُندر پوری آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دریائے سندھ کے کنارے دو مشہور قبائل، بھاٹ[2] اور میرون آباد تھے جو آپس میں برسرپیکار رہا کرتے تھے۔ اور ایک عام بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ راجہ دیو ردھن نامی نے اپنی بہن رانی دھسلا کو وہاں حاکم بنا کر بھیجا، جس کے حسن انتظام سے امن و امان قایم ہو گیا، اس کے بعد کافند نامی بادشاہ نے حکومت کی جس کے قبضہ اور تصرّف میں پورا ملک سندھ اور بلوچستان تھا۔ اس کے زمانے میں ایران کے ساسانی بادشاہ بہمن نے سندھ پر حملہ کیا اور کچھ علاقہ فتح کر کے یہاں اپنا ایک نائب مقرر کر دیا۔

---

[1] امپیریل گزیٹر جلد ۲۴ صفحہ ۸۳۔
[2] رسالہ ماہ نو اکتوبر ۱۹۵۴ء بحوالہ طبقات ناصری مرتبۂ راورٹی مطبوعہ۔

مگر کچھ عرصہ بعد کافند نے اپنا ملک واپس لے لیا۔ اس کے فرزند آہند کے عہد میں اس مملکت کے چار صوبے تھے، جن میں اوچ بھی ایک صوبہ تھا۔ اس کے بعد اہل فارس اور[1] تاتاریوں کے حملے ہوئے اور یہ اُن کے تصرف میں آگیا تھا۔ چنانچہ اس دور کے نقرئی سکے[2] نہر بہاولپور کے مضافات میں برآمد ہوئے ہیں۔ اور ایران میں بھی (بمقام اصطخر[3] قدیم پایۂ تخت) برآمد ہوئے ہیں جن میں ہندوستان کا ذکر ہے۔ غرض پانسو سال ق۔م دارائے اوّل اور اسفندیار کے قبضہ میں پنجاب کا کچھ علاقہ تھا۔ جب سکندر اعظم کا حملہ ہندوستان پر ہوا (۳۲۶ ق م) تو ٹیکسیلا (ہندوستان) کے راجہ پورس نے نہایت بہادری سے دریائے جہلم کے کنارے اس کا مقابلہ کیا۔ بالآخر سکندر نے فتح پائی اور کچھ علاقے فتح کر لیے۔ اس وقت اوچ کے راجہ نے بھی اطاعت قبول کر لی تھی مگر سکندر کی فوجوں نے اوچہ پر حملہ کر کے راجہ کو موت کے گھاٹ اتارا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے فتح کے بعد دریائے راوی اور چناب کے سنگم پر ایک عظیم الشان شہر بسایا تھا۔ بعض ماہرین آثار قدیمہ مثلاً مسٹر کننگھم وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ شہر یہیں تھا جہاں اب اوچ واقع ہے۔ مشہور مورخ رشید الدین نے کافند کے چار صوبوں میں اس کا شمار کیا ہے مگر اس کا بیان بقول بعض کچھ مشتبہ ہے۔ دراصل سکندر اعظم نے دریائے جہلم کے کنارے دو نئے شہر بسائے تھے، ایک تو فتح کی یادگار میں خاص میدانِ جنگ کے قریب، اور دوسرا شہر اپنے محبوب گھوڑے بوکفالوس کی یاد میں جو موجودہ مقام "کری" کے میدانِ جنگ کے متصل واقع تھا۔ اس کے بعد کٹھی[4] یا کیتھو قوم سے بھی سکندر کی لڑائی ہوئی تھی جس کا صدر مقام سانگلا، موجودہ شہر امرتسر ہے۔ اغلب ہے کہ اس عظیم الشان شہر کی وسعت میں اوچ بھی شامل ہو۔ تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ

۱ ماہِ نو اکتوبر ۱۹۵۸ء۔ ۲ تاریخ ہند حصہ اول ص ۲۲ سلسلہ عثمانیہ۔ ۳ تاریخ ہند ص ۲۲۔ ۴ تاریخ ہند ص ۲۱
۵ امپیریل گزیٹیر جلد ۲۵، ص ۸۲، مطبوعہ ۱۹۰۸ء۔

سکندر نے واپسی کے وقت شہر اسکندریہ کے طرز پر دریائے سندھ کے دہانہ پر آباد کیا تھا۔ بہرحال سکندر اعظم کے حملے سے دو سو سال قبل اس علاقے میں ایرانیوں کی حکومت تھی۔ اس کے بعد یونانیوں کا قبضہ رہا، مگر سکندر کی واپسی کے کچھ عرصہ بعد راجاؤں نے اپنے کھوئے ہوئے علاقے پھر واپس لے لیے۔ اور یونانی صوبہ دار قتل کر دیا گیا۔

اسلامی دور

عرب سپہ سالار محمد بن قاسم[1] کے سندھ پر حملے کے وقت یہاں ایک راجا دیوراج[2] نامی حکمران تھا جس کا پایۂ تخت بمقام روہڑی متصل الور تھا۔ اس خاندان کے راجاؤں نے یہاں ایک سو سینتیس[3] سال حکومت کی، جن میں راجا سہارا اول و دوم اور راجا سہیسی اول و دوم مشہور تھے۔ آخرالذکر نے اوچ کا قلعہ تعمیر کیا، اس کے وزیر مسمی بدھیمان کے زمانے میں چچ سلائچ نامی ایک برہمن نے اس کے پاس ملازمت حاصل کر لی، اور اپنی غیر معمولی قابلیت اور ذہانت وچالاکی سے رفتہ رفتہ راجا کی وفات کے بعد اس کی رانی سے شادی کر لی، اور خود راجا بن بیٹھا، اور چالیس سال حکومت کی، اس کی وفات کے بعد اس کے بھائی راجا چندر سلائچ نے سات سال حکومت کی، پھر چچ کے بیٹے راجا داہر[4] نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی، یہ وہی راجا ہے، جس کا مقابلہ محمد بن قاسم سے ۹۳ھ/۷۱۲ء میں ہوا۔ جس میں راجا کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا، اور ملتان کی فتح کے بعد پورا ملک سندھ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ محمد بن قاسم کے بعد یزید سکسکی[5] اوچ کا گورنر ہوا مگر اس کی وفات کے بعد سندھ کے مقامی سردار اوچ پر پھر قابض ہو گئے۔

۱ تاریخ ہند ص ۱۸۰ سلسلہ عثمانیہ ۲ تحفۃ الکرام مؤلفہ علی شیر قانع
مطبوعہ، ص ۳ ۔ ۳ چچ نامہ مطبوعہ
۴ آب کوثر، مؤلفہ شیخ محمد اکرام مطبوعہ

۳۹۱ھ/۱۰۰۰ء میں سلطان محمود غزنوی نے راجہ جیپال کو شکست دی، اور اوچ پر حملہ کیا تو یہاں ایک قرامطی خاندان کا بادشاہ ابوالفتح حکمران تھا جس کو محمود غزنوی نے شکست دی مگر باوجود اس کے اسی ابوالفتح کو پنجاب اور اوچ کی صوبہ داری سپرد کر دی۔

سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اوچ میں مشہور اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے صدر مولانا صفی الدین گاذرونی ۳۵۲/۳۹۸ھ تھے اور یہاں تقریباً[1] ڈھائی ہزار طلباء تعلیم پاتے تھے۔ اس کے بعد سلطان محمد غوری وفات ۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء نے ۵۸۲ھ سے کئی سال قبل اوچ اور ملتان فتح کیا۔ اور محمد غوری کا ایک نائب[1] ناصر الدین قباچہ نے ۶۰۲ھ/۶۲۳ھ تک حکومت کی، سلطان شمس الدین التمش نے جب اوچ پر ۶۲۳ھ میں حملہ کیا تو قباچہ فرار ہو گیا۔ اس کے بعد جلال الدین کھوکر کی قباچہ سے معرکہ آرائی رہی، بالآخر کھوکر کو کامیابی ہوئی جس نے اوچہ کو تباہ کر دیا۔

ناصر الدین قباچہ نے پھر اوچ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر اس کے سخت مظالم کی وجہ سے رعایا زخم خوردہ تھی، انھوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے مگر اس نے کئی سال پھر حکومت کی۔ شیخ بہاؤ الدین ذکریاؒ اور قاضی شرف الدین حاکم ملتان نے قباچہ کے مظالم کے خلاف سلطان التمش کو دعوت دی تھی، اس طرح قباچہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ سلطان التمش کے زمانے میں قاضی منہاج سراج، جامعہ فیروزی اوچہ کے صدر مدرس تھے۔ قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ "مدرسہ فیروزی اوچ" "باین داعی حوالہ شد"۔ افسوس ہے کہ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے شیخ بہاؤ الدین[2] جیسے

۱ـ ترجمہ تاریخ فرشتہ مطبوعہ سلسلہ عثمانیہ ۲۰۷/۳۰۹ ـ ع طبقات ناصری مقیمی ص ۲۱۸/۲۱۹ (کتب خانہ آصفیہ)
۲ـ رسالہ میڈیول انڈیا کوارٹرلی جولائی ۱۹۵۷ء ص ۱۱۹/۱۴۹ مضمون خلیق احمد نظامی و تنقید بشیر الدین ایم۔اے۔ مقدمہ رسالہ العلم کراچی جولائی تا ستمبر ۱۹۶۰ء مولانا بشیر الدین نے اس سخت مذمت کی ہے ص ۲۹-۹

بلند پایہ عارف باللہ کو سازش سے متہم کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کسی ظالم کے خلاف احتجاج کو سازش پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

اوچ پر مغلوں کے حملے

لاہور پر مغلوں کا حملہ بزمانہ سلطانہ رضیہ ۶۳۹ھ/۱۲۴۱ء ہوا تھا جنھوں نے خون کی ندیاں بہا دی تھیں۔ اسی میں شہزادہ بہرام[1] برادر رضیہ سلطانہ بھی شہید ہوا۔ الغ خاں وزیر سے سخت مقابلہ رہا، اور اوچہ پر بھی بزمانہ سلطان رکن الدین اور ناصر الدین محمود کئی حملے کئے۔ سلطان جلال الدین خلجی ۶۹۵ھ/۱۲۹۶ء کے زمانے میں اوچ اور ملتان سلطنت دہلی کے آزاد صوبے تھے جن کو سلطان علاؤ الدین نے فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد پھر مغلوں نے ۷۰۴ھ میں اوچ پر حملے کئے تھے، آخر میں غازی بیگ الملقب بہ غیاث الدین تغلق اوچ کا گورنر رہا۔ اس کے زمانے میں دارالعلوم اوچ کو بہت فروغ ہوا۔ مگر مغلوں کے پے در پے حملوں کی وجہ سے تاراج بھی ہوتا رہا اور سلاطین سادات ۸۱۷/۸۵۵ھ کے بھی زیر اثر رہا۔ ان کے بعد سلاطین لودی (۸۵۵/۹۳۲ھ) کے زمانے میں ملتان کے مسلم زمیندار لنگاہوں نے اوچ پر قبضہ کر لیا۔ جن میں سلطان قطب[2] الدین لنگاہ المتوفی ۹۳۰ھ/۱۵۲۴ء (ابراہیم لودی) اوچ کا مشہور فرمانروا گزرا ہے۔ اس کے بعد یہاں سموں اور ارغون بادشاہوں کی حکومت رہی۔ سلاطین لودی اور لنگا، اس بخاری خاندان کے بڑے معتقد تھے، بلکہ باہم ازدواجی رشتے بھی قائم تھے۔ سلطان محمد تغلق کے زمانے میں مشہور سیاح ابن بطوطہ ۷۳۴ھ/۱۳۳۳ء میں اوچ بھی آیا تھا اس وقت شیخ رکن الدین ابوالفتح (نبیرہ شیخ زکریاؒ) اور حضرت مخدوم[3] بقید حیات تھے۔ شہنشاہ ہمایوں (۹۳۶ھ) کے عہد میں اوچ سلطنت مغلیہ میں شامل ہوا اور عہد اکبری میں بہادر خاں، بیرم خاں اور شمس الدین انگہ

۱ـ رسالہ ماہ نو کراچی ماہ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۳۵ تاریخ اوچ مضمون سید فیروز۔ اس مضمون میں بعض اہم غلطیاں ہیں اصل تاریخ اوچ بدست نہ ہو سکی۔ ۲ـ تاریخ ناصر نامہ قلمی، مولفہ غلام حسین جعفر حیدرآبادی ص ۳۴۳ (باب سلاطین لنگاہ)
۳ـ تاریخ سندھ مولفہ ابوظفر ندوی مطبوعہ ص ۴۹/۵۰۔

یکے بعد دیگرے یہاں کے حاکم رہے۔ جب اکبر اعظم نے ۹۶۶ھ/۱۵۵۸ء میں محمد صادق خاں بروہی کو شکست دے کر سیوستان پر قبضہ کیا تو ملتان، اوچ اور سکھر علیحدہ علیحدہ صوبے بنا دیئے گئے، عہد شاہجہانی اور عالمگیری میں قلیچ خاں، نواب جانی محمد اور سیّد موسیٰ یکے بعد دیگرے اوچ کے صوبہ دار رہے مگر ان کا مستقر ملتان تھا۔ نائبین اوچ میں رہا کرتے تھے۔

۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء میں بزمانہ محمد شاہ دہلی ۱۱۳۱ھ/۱۷۴۸ء جب عباسی شہزادوں نے بھاولپور کی ریاست قائم کی تو اُس زمانے سے اب تک اوچ ریاست مذکور میں شامل ہے۔

ملتان اور اوچ میں سادات کی آبادیاں

سادات فاضل شاہ از اولاد مولانا حسام الدین بخاری نواب پورہ ملتان میں آباد ہیں۔ سید جلال بخاری اعظم سرخ پوش کی اولاد اوچ بخاری میں کثرت سے ہے۔ راجا پور میں بھی ایک شاخ اسی بخاری خاندان کی تھی۔ ان میں میراں سید غلام علی بخاری راج پور سے لودھراں آکر آباد ہو گئے تھے۔

سادات جلال پور پیر والہ، میں سید جلال بخاری اور سید سلطان احمد قتال بخاریؒ۔ اور سادات علی پور میں دیوان شاہ اسمٰعیل صاحبؒ کا خاندان ہے، سادات قصبہ کوٹ نگا، میں سید اسمٰعیل بخاری اوچی مشہور تھے، جن کی اولاد قتال پور میں بھی ہے، کوٹ نگے میں مہر شاہ بخاری نہایت مشہور اور ممتاز تھے۔ اس بخاری خانوادہ کے علاوہ دوسرے سید خاندانوں میں سادات شمس تبریز کا خاندان بھی موجود ہے۔ سادات کہرور مشہدی کے جد شاہ سید محمد زندہ پیر بھی مشہد سے اوچہ آئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ رکن عالم کے معاصر تھے۔ نیز سادات گردیزی اور

[1] ملتان گزیٹر صفحہ ۱۰۷/۱۱۲ ۔ مطبوعہ ۱۹۲۶ء لاہور۔

سادات گیلانی بھی اوچ میں مشہور ہیں آخر الذکر حضرت پیران پیر غوث الاعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔ جو سادات بخاری سے تین صدی بعد اوچ آکر آباد ہوئے غرض اوچ اب ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گیا ہے، جس کی آبادی آٹھ دس ہزار سے زاید نہیں یہاں خصوصاً دو خاندان اوچ بخاری اور اوچ گیلانی بہت مشہور ہیں۔ اور ان پیرانِ عظام کے مقابر کی وجہ سے اوچ ایک مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔

اوچ، سلطان محمود غزنوی (۳۸۹ھ/۴۲۱) کے زمانے سے نہ صرف ایک زبردست علمی مرکز رہا ہے بلکہ یہاں اکابر اولیاءاللہ کے مقابر بھی ہیں مولانا صفی الدین گازرونی صدر مدرس دارالعلوم اوچہ ۳۵۲ھ/۳۹۸ یہیں مدفون ہیں جو بغداد سے سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں ہندوستان وارد ہوئے۔ اور اوچ میں بہت سی عمارتیں بنوائیں اور مدرسۃ العلوم اوچ کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کے صدر مدرس رہے۔ اور اسلامی علوم و فنون کی اشاعت فرمائی۔

سید جلال سرخ بخاریؒ

حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہٗ (۷۸۵ھ) کے جد امجد، سید جلال اعظم سُرخ پوش بخاری ۵۹۵ھ/۶۹۰ اجل خلیفہ شیخ بہاؤالدین ذکریا قدس سرہٗ متوفی (۶۶۶ھ) بزمانہ سلطان علاؤالدین نبیرہٗ سلطان التمش (وفات ۶۳۴ھ) اوچ تشریف لائے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی، سلطان بخارا نیز سلطان دہلی ناصر الدین محمود آپ کا معتقد تھا۔ آپ کے ایک لاکھ سے زائد مرید تھے۔ شیخ بہاؤالدین ذکریا سہروردی ملتانیؒ نے ناصر الدین قباچہ کے مظالم کے خلاف، سلطان التمش کو اوچ آنے کی دعوت دی تھی۔ اور اُس کو سخت زک اُٹھانی پڑی تھی۔ شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاءالدین ذکریاؒ اور اُن کے صاحبزادے شیخ رکن الدین ابوالفتح المتوفی (۷۳۵ھ) وغیرہ معتقدین آپ کے

[1] آب کوثر مطبوعہ صفحہ ۸۱ ۔ اخبار الاخیار مطبوعہ صفحہ ۲۰۵ ۔

ہم نشین تھے، جن کے تقدس کی تمام اسلامی دنیا میں شہرت تھی۔ حضرت پیر جلال الدین سہروردی جن کا مزار اوچ موغلہ میں ہے، حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے والد بزرگوار کے مخلص دوست تھے۔ غرض سید جلال اعظم بخاری نے بعمرہ ۹۵ سال ۶۹۰ھ میں وفات پائی، آپ کا مزار مبارک اوچ شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سلطان سید احمد کبیر بخاریؒ

۶۴۸/۷۱۴ھ پدر بزرگوار حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا مولد و منشا اوچ ہے گویا آپ سلطان ناصر الدین محمود (۶۴۴/۶۶۴ھ) کے اوائل عہد میں پیدا ہوئے اور سلطان علاؤ الدین خلجی (۷۱۶ھ) کے زمانے میں وفات پائی۔ سلطان غیاث الدین بلبن ۶۶۴/۶۸۵ھ سلطان جلال الدین خلجی ۶۸۹/۶۹۵ھ اور سلطان علاؤ الدین خلجی ۶۹۵/۷۱۶ھ کا زمانہ دیکھا، جبکہ پنجاب سے لے کر بنگال تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اسلامی فوجیں فتوحات میں مصروف تھیں اور عہدِ علائی اپنی علمی سرپرستی اور متبحر علماء کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھا۔ اپنے والدِ ماجد کے پیرِ طریقت شیخ بہاؤ الدین ذکریاؒ (وفات ۶۶۶ھ) کے وقت آپ کا عالم شباب تھا۔ آپ نے شیخ ذکریا کو بھی دیکھا اور آپ اپنے والدِ ماجد کے علاوہ شیخ صدر الدین عارف کے تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے، اور انہیں سے عوارف کی سند بھی حاصل کی تھی۔ شیخ صاحب قدس سرہٗ سے ملتان اور اوچ کے تمام باشندے مدد طلب کرتے اور دینی و دنیوی فوائد حاصل کیا کرتے تھے۔ باوجود بے شمار فتوحات کے قرض پر زندگی بسر فرماتے تھے۔ غرض حلم و بردباری، علم و فضل اور تقدس و کمالاتِ روحانی میں فرد فرید تھے۔

ابو الفتح رکن الدین نبیرہ شیخ ذکریاؒ سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا۔ آپ نہایت رقیق القلب، بڑے متقی اور شرع کے سخت پابند تھے۔ حضرت

۱۔ نوائے ادب جنوری و اپریل ۱۹۵۱ء بمبئی بحوالہ روضات شاہی مؤلفہ جلالی احمد آبادی (سید مقبول عالم)

شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے بھی آپ کو بڑا خلوص تھا۔ چنانچہ حضرت چراغ دہلیؒ آپ سے ملاقات کے لیے تھٹھہ ہوتے ہوئے اوچ بھی آئے تھے۔ بعض شاہانِ وقت بھی آپ کے معتقد تھے۔ چنانچہ سلطان محمد تغلق (۷۲۵/۷۵۲ھ) اپنے زمانے کے مشائخ کی باوجود سخت مزاج ہونے کے بڑی قدر و منزلت کرتا تھا۔ اور مخدوم زادوں کو خلعت درویشانہ پہنایا کرتا تھا۔ چنانچہ مشہور مورخ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں عہد علائی کے علماء[۳] کی ایک فہرست ہی دے دی ہے جن کے منجملہ خاص خاص نام درج ذیل ہیں:۔

قاضی صدر الدین عارف قاضی الممالک صدر جہاں، ملک افتخار حمید الدین ملتانیؒ، قاضی فخر الدین نافلہ، تاج الدین مقدم، مولانا ظہیر الدین بھکری، مولانا علاؤ الدین صدر شریف، مولانا شمس الدین گاذرونی، مولانا افتخار الدین رازی، مولانا حمید الدین بلھوری، مولانا علاؤ الدین لاہوری، مولانا منہاج الدین، مولانا حمید الدین ملتانی، مولانا شہاب الدین ملتانی مولانا علیم الدین ملتانی (نبیرہ شیخ بہاؤ الدین ذکریاؒ) وغیرہ اور علماء قرأت میں مولانا ناشاطی، مولانا خواجہ ذکی، مولانا علاؤ الدین سنقری، اور واعظین میں مولانا حسام الدین درویشؒ، مولانا جلال الدین برادر حسام الدین، مولانا شہاب الدین جیلی وغیرہ عدیم المثال مقرر تھے۔

غرض سید احمد کبیرؒ ابن سید جلال اعظم سرخ پوش بخاریؒ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے، عہد علائی کے اکابر علماء اور صوفیا میں آپ کا شمار تھا۔ آپ نے بعمر ۷۶ سال ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔ مؤلف نظام الانساب نے آپ کی تاریخ وفات ۷۵۹ھ اور عمر ۱۱۳ سال لکھی ہے۔ دونوں تاریخیں غلط معلوم ہوتی ہیں۔ آپ کا خاندان

۱۔ نوائے ادب اپریل ۱۹۵۱ء ص ۹۲۔ ۲۔ بحر ذخار ص ۱۳۳۲ قلمی۔ ۳۔ ترجمہ تاریخ فرشتہ سلسلہ جامعہ عثمانیہ جلد ۱ ص ۷۰۶۔ ۴۔ شجرہ سید ریاض علی بخاری ساکن لائل پور۔ ۵۔ نظام الانساب قلمی جلد ۱ ص ۲۸۸ (آصفیہ حیدرآباد)

گویا ہمہ خاندان آفتاب است کا مصداق تھا۔ آپ کے برادرانِ عزیز میں مولانا سید صدر الدین محمد غوث، اور آپ کے برادر زادہ سید بہاؤ الدین حلیم ابن سید علی، بڑے اہلِ کمال گزرے ہیں۔ جن کے مقابر اوچ شریف میں مشہور ہیں۔ اور ان کی اولاد تمام ہندوستان اور پاکستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک تو سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور دوسرے حضرت سید صدر الدین راجو قتال قدس سرہٗ۔

خصوصاً حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ کا نام ہندوستان اور عرب و عجم میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے، آپ بڑے محقق، صوفی، فقیہہ، اور محدث تھے آپ کا شمار اکابر اولیائے ہند میں ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ ۷۰۷ھ میں بمقام اوچ شریف پیدا ہوئے، اور اپنے والد ماجد اور عم بزرگوار کے زیرِ عاطفت تعلیم و تربیت پائی۔ اور بعض متبحر علمائے وقت مثلاً مولانا موسیٰ، نبیرۂ شیخ رکن الدین ابوالفتح۔ اور شیخ مجد الدین سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ آپ کو آپ کے والد ماجد نے بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا، مگر زیادہ تر آپ کو آپ کے پیر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے فیض حاصل ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عنفوانِ شباب میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے، چنانچہ سلطان محمد تغلق (۷۲۵ھ–۷۵۲ھ) نے آپ کو سیوستان کی قضاوت پر مامور کیا تھا۔ مؤلف بحرِ ذخار کے الفاظ یہ ہیں:

سلطان محمد تغلق، درویش زادگان را از "لباس درویشی بیرون می آورد، و لباس پوشانید، شیخ نصیر الدین خلعت متبرکہ دستار و بارانی" "خود پوشانیدہ فرمود، بر و جامۂ درویشانہ ترا بیرون نخواہد آورد، ہمچناں شد، بادشاہ بہ تعظیم

ﻟـ بحرِ ذخار قلمی کتب خانہ آصفیہ (سنٹرل لائبریری) صفحہ ۱۳۲۲۔

تکریم نیابت شیخ الاسلام بخشیدہ و خانقاہ و مسجدے کہ در سیوان است با چہل موضع مضافات آں بہ اسم مخدوم معین ساخت و رخصت کرد۔"

کچھ دنوں ہی آپ نے شیخ الاسلام کی خدمت انجام دینے پائی تھی کہ آپ کے پیر شیخ رکن الدین ابوالفتح کا اشارہ ہوا کہ آپ فوراً حرمین شریفین چلے جائیں اس طرح آپ کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا، اور نہ صرف کئی مرتبہ حج بلکہ بقول بعض سات حج اکبر ادا فرمائے، اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ، عالمِ اسلامی کی سیر و سیاحت، علوم حدیث و فقہ کی تحصیل، اور علوم باطنی کے اکتساب میں گزارا۔ اور بڑے بڑے متبحر علماء اور شیوخِ باطنی۔ مثلاً شیخ امام عبداللہ یافعی اور شیخ عبداللہ مطری، وغیرہ سیکڑوں علماء اور محققین سے علوم ظاہری و باطنی میں انتہائی کمال حاصل فرمایا۔

آپ کی زندگی کا معتدبہ زمانہ تقریباً ساٹھ سال، سلطان محمد تغلق (۷۲۵ھ–۷۵۲ھ) اور سلطان فیروز تغلق (۷۵۲ھ–۷۹۰ھ) کے عہد میں گزرا اور آپ کا وصال اُسی سال ہوا جبکہ سلطان فیروز نے وفات پائی۔ سلطان فیروز آپ کا مرید تھا اور نہایت احترام ملحوظ رکھتا تھا۔ اکثر آپ اوچ سے دہلی آیا کرتے تھے اور سلطان کے مہمان رہتے، اور عوام و خواص کی عقدہ کشائی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے بعض مہمات میں بھی آپ شریک رہے ہیں، چنانچہ مہم ٹھٹھہ میں آپ نے سلطان اور اُس کے مخالف راجاؤں کے درمیان صلح کرا دی، اور انھوں نے سلطان کی اطاعت قبول کی۔ بلحاظ اخلاق حمیدہ آپ "تخلقوا باخلاق اللہ" کے مصداق تھے، ایک ظالم حاکم سے آپ نے ایک مظلوم کی سفارش کی وہ انکار کرتا رہا، مگر آپ متواتر چھ سات روز تک سفارش سے باز نہ رہے بالآخر آپ کے اس بلند اخلاق، ضبط و تحمل سے حاکمِ وقت نہایت متاثر اور شرمندہ ہوا اور اُس مظلوم کو رہا کر دیا۔ بہر حال آپ بہ لحاظ

علوم ظاہری، باطنی اور بلحاظ تہذیب اخلاق سرتا پا خلق نبویؐ کا نمونہ تھے۔ بڑے بڑے اکابر علما اور مشائخ نے آپ سے استفاضہ کیا۔ ان میں حضرت میراں اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اور حضرت اخی جمشید۔ جن کو آپ اخی سے مخاطب فرماتے تھے۔ مشہور و معروف ہیں۔ آپ کو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ سے بھی ارادت اور خلافت حاصل تھی۔ مؤلف ثمراۃ القدس[عہ] نے ایک لطیفہ بیان کیا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جس کسی شیخ محقق سے مصافحہ کرتے نعمت باطنی آپ کو حاصل ہو جاتی۔ اسی طرح آپ نے کئی سو شیوخ سے استفاضہ کیا تھا۔ ایک روز شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ آپ سے بغل گیر ہوئے تو جس قدر نعمت آپ نے سیکڑوں شیوخ سے حاصل کی تھی وہ سب شیخ مذکور نے سلب کر لی۔ آپ بہت پریشان ہوئے، تو فرمایا کہ تم نے سیکڑوں صوفیوں کی نعمت جذب کر لی، تو اُن کا دل کیا کہتا ہوگا۔ پھر حضرت چراغ دہلیؒ نے آپ کے سینہ سے اپنا سینہ خوب مس کیا تو تمام نعمتیں اور فیوض اُس سے بھی بہت زاید حاصل ہو گئے، بہر حال اس سے تو اتنا تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے آپ نے کما حقہٗ استفاضہ کیا تھا حضرت سید محمد گیسو درازؒ، قاضی عبد المقتدرؒ، شیخ حمید قلندرؒ، وغیرہ آپ کے برادران طریقت تھے، جن کے تصرف و فیوض کی دنیا میں نظیر نہیں۔

آپ کی کوئی خاص تصانیف تو نہیں ہیں جس طرح کہ حضرت گیسو دراز قدس سرہٗ کی ہیں۔ مگر آپ کے ملفوظات کے کئی مجموعے ہیں۔ جو فقہ، حدیث، تفسیر اور اخلاق اور آداب تصوف اور واردات قلبی سے مملو ہیں۔ اور سالک کے لیے مشعل راہ ہیں، آپ کا تصوف زیادہ تر قرآن و حدیث اور واردات قلبی پر مبنی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فلسفیانہ اُلجھنوں سے آپ نے گریز کیا ہے، یہ ایک خاص خصوصیت

عہ ثمراۃ القدس مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ ورق نمبر ۲۷ ب۔

ہے۔ آپ اپنے شیوخ حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ خلیفۂ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ صدر الدین عارف معاصر حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی، اور امام عبد اللہ یافعی اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ وغیرہ کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔ بقول مولانائے رومؒ ؎

قال را بگذار مرد حال شو ۔۔۔ پیش مردے کاملے پامال شو

اشغال و اذکار اور مختلف مراقبے آپ کے طریقۂ عالیہ میں متداول رہے ہیں اور عوارف المعارف نیز عقاید نسفی اور عقاید تفتازانی ہمیشہ پیش نظر رہی آپ عقاید حنفیہ کے سخت پابند تھے۔ آپ نے خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نہایت درجہ احترام ملحوظ رکھا ہے۔ نیز اسلام کی اشاعت بھی فرمائی، بہت سے راجپوت خاندان آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور ان نو مسلموں سے اس خاندان نے انتہائی رواداری برتی۔ اور باہم رشتہ ازدواج بھی قائم رکھا۔ چنانچہ قائم خانی راجپوتوں میں ان کے ایسے رشتے موجود ہیں۔ بہر حال آپ کا فیضان عرب و عجم اور ہندوستان میں خوب پھیلا اور آپ کی اولاد و احفاد نے بھی تمام ہندوستان میں اُسی آب و تاب کے ساتھ اپنا فیض جاری رکھا اور اب بھی جاری ہے۔

مخدوم زادگان آپ کے تین صاحبزادے تھے، جن میں شیخ ناصر الدین محمودؒ کثیر الاولاد تھے۔ دوسرے صاحبزادوں میں سید عبد اللہ بخاری اور سید محمد بخاریؒ کی بھی اولاد ہندوستان میں ہر جگہ معزز و ممتاز رہی جس کا کچھ حال سلاسل اولاد و احفاد سے واضح ہوگا۔

شیخ ناصر الدین محمود اوچی قدس سرہٗ کے تعلقات سلاطین لنگاہ ملتان اور اوچ سے بھی تھے۔ سلطان حسین لنگاہ کی ایک لڑکی آپ سے منسوب تھی۔

آپ کی اولاد میں، حضرت شیخ حامد کبیرؒ کے حصہ میں تو سجادگی روضہ مخدومؒ بمقام اوچ شریف قایم ہے اور آپ کے نبیرگان میں بعض مثلاً شیخ رکن الدین ابو الفتح کی اولاد قنوج اور بھوپال میں آباد ہو گئی، اور وہاں سے ان کے احفاد دکن چلے آئے چنانچہ مدراس، کڑپہ، کرنول، اورنگ آباد، حیدرآباد میں زیادہ تر انھیں کے احفاد کے فیض کی اشاعت ہوئی نیز حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے دوسرے فرزندوں یعنی سید عبداللہ اور سید محمدؒ کی اولاد بھی دکن میں موجود ہے اور ان کے علمی و روحانی کارنامے مشہور ہیں۔ حضرت برہان الدین قطبِ عالم گجراتی ابن شیخ ناصر الدین محمود قدس سرہٗ کا فیض تمام گجرات میں عام رہا۔ سلاطینِ گجرات نے ان کا احترام ملحوظ رکھا اور اہم سیاسی عہدے بھی دیئے۔ حضرت قطب اسمٰعیل ابنِ ناصر الدین محمودؒ کی اولاد و احفاد شمالی ہند میں مثلاً بلند شہر، شکارپور۔ خورجہ وغیرہ میں براجمان رہی جن کے علم و فضل اور کمال کے سلاطینِ لودی بڑے معترف اور معتقد تھے۔ نیز بہار و بنگال وغیرہ میں بھی ممتاز رہی۔ اسی طرح پنجاب میں لاہور، پٹیالہ، اور انبالہ میں حضرت قطب علم الدین ابن ناصر الدین محمود بخاری کی اولاد نے خطۂ پنجاب کو اپنے فیض سے معمور کر دیا، چنانچہ حضرت میراں موجِ دریا[1] بخاری معاصر اکبر اعظم اور ان کے صاحبزادے شیخ شہاب الدین تہراؒ بخاری، نہایت مشہور بزرگ تھے۔ اکبر اعظم (۹۶۳ھ / ۱۰۱۴) کی فوج کے ساتھ حضرت میراں موج دریا بخاریؒ فتح چتوڑ میں شریک تھے آپ کی دعا سے چتوڑ کا قلعہ فتح ہوا۔ لاہور میں اس خاندان کی بڑی بڑی خانقاہیں موجود ہیں۔ بہرحال آپ کی اولاد احفاد اترپردیش، قنوج، دہلی، لکھنؤ، سہارنپور، بہار، بنگال میں اب بھی آباد ہے، قنوج کے خاندان میں نواب صدیق حسن خانؒ بڑے عالم متجر گزرے ہیں جن کو اکابر علما بھی مانتے ہیں۔ آپ سیکڑوں کتابوں کے مصنف

۱؎ روائح المصطفٰے مطبوعہ ص ۳۷۷ / ۳۷۹

و مولف تھے۔ اور اودھ میں سید امیر علی بخاری تعلقدارانِ اودھ کے ہم پلہ تھے۔

اس بخاری خاندان میں مشہور اطبا احاذق بھی گزرے ہیں، ایک حکما کا خاندان قطب دروازہ شکارپور[1] وغیرہ میں آباد ہے۔ دوسرا مشہور خاندان حضرت مخدومؒ کے بنی اعمام میں، حکیم سید فضل علی شفائی[2] خاں کا خاندان تھا۔ جو دہلی سے مدراس آیا، اس کے بعد حیدرآباد دکن میں بزمانہ نواب افضل الدولہ آصفجاہ پنجم، و نواب میر محبوب علی خاں آصفجاہ ششم نہایت مشہور اور ممتاز رہا اور علما و اولیا حیدرآباد میں سید عبدالحی بخاری مؤلف ہدایت الترتیل اور سید محمد بادشاہ بخاری مدفن متصل گنگا اجالے شاہؒ مقدس بزرگ تھے۔ اضلاع کڑپہ کرنول میں سید ناصر الدین محمود کے برادر عزیز سید عبداللہ بخاری اور سید محمد بخاری کی اولاد اور احفاد نہایت ممتاز رہی۔ چنانچہ سید محمد شاہ میر بخاری (۱۱۸۶ھ) اور ان کے برادر خورد سید شاہ کمال الدین بخاری (۱۲۲۴ھ) کڑپہ میں بڑے محقق صوفی اور صاحب تصانیف تھے۔ ضلع کرنول (آندھرا) میں قاضی مخدوم امام الدین بخاری، اور قاضی احمد بخاری حکیم سید مظہر علی بخاری دیوان کرنول اور سید شاہ حسین بخاری۔ اور سید شاہ لطیف حسینی عرف شاہ یاہو بخاری بیجاپوری جد ڈاکٹر سید عبداللطیف بخاری۔ اپنے فضل و کمال کی وجہ سے مشہور و معروف رہے ہیں۔ نوابانِ کرنول، آپ کے معتقد تھے۔ اورنگ آباد میں سید اسمٰعیل بخاری خلیفہ شاہ شریف اور مراد علی بخاری کا خاندان اور شعرا میں سید عبدالوہاب افتخار دولت آبادی معاصر آزاد بلگرامی مشہور تھے۔

نیز چنچولی ضلع گلبرگہ شریف کا بخاری خاندان سید ہاشم خداوند ہادی بیجاپوری کا ایک مشہور خاندان تھا جو بیجاپور کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ امین الدین اعلیٰ[3] المتوفی ۱۰۸۶ھ۔ کے مرید و خلیفہ اور حضرت میراں جی خدانما حیدرآبادی (۱۰۷۴ھ

۱؎ نظام الانساب قلمی جلد ۲ ص ۵۶۹۔ ۳؎ گلزار آصفیہ مطبوعہ ص ۴۳۱۔

معاصر عبد اللہ قطب شاہ کے برادرِ طریقت تھے۔ آج کل مدراس میں سید عبد الوہاب بخاری، ایم، اے، پرنسپال نیو کالج مدراس، اور حیدر آباد میں ڈاکٹر سید عبد اللطیف بخاری، پی، ایچ ڈی سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ و پریزیڈنٹ انڈو الیسٹ کلچر اسٹڈیز حیدر آباد دکن اپنی ذہانت، اعلیٰ قابلیت اور معیاری تصنیفات کی وجہ سے مشہور ہیں، اور اب صدر مسلم وقف بورڈ، آندھرا پردیش کی جیسی اہم قومی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف ہی کے ایما اور بیش قیمت مشورے کے تحت، حضرت سید جلال الدین بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیان جہانگشت قدس سرہٗ کی سوانح عمری اور تعلیمات اور اس خاندان کی مشاہیر کی قومی اور علمی خدمات کو پیشِ نظر کتاب میں اُجاگر کیا گیا ہے جو ایک جامع کتاب ہے جس کی زمانہ کو ضرورت بھی تھی تاکہ حضرت مخدوم جہانیانؒ کی سوانح، تعلیمات اور خدمتِ خلق، بلکہ اُن کی اولاد و احفاد کے کارنامے بھی حتی الامکان منظرِ عام پر آجائیں۔ اور یہ اس قسم کی پہلی کوشش ہے۔ حضرت مخدومؒ کی اولاد ہندوستان میں چہار طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے مواد کے فراہم کرنے میں بڑی دِقت پیش آئی۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس میں بہت سی کمی رہ گئی ہو

ہمیں قارئینِ کرام سے توقع ہے کہ بمقتضائے فاصفح الصفح الجمیل ان کوتاہیوں سے صرفِ نظر فرمائیں گے ؎

العفو عند کرام للناس ما

۳۰ دسمبر ۱۹۶۱ء   محمد سخاوت مرزا عفی عنہ

حالات

حضرت مخدوم جہانیانِ جہاں گشت بخاری قدس سرہٗ

و

آپ کی اولاد و احفاد

باب اوّل

شجرۂ نسب ابوعبداللہ حسین کنیت سید جلال الدین بخاری ابن سید احمد کبیرؒ ابن سید جلال الدین حسین سرخ بخاری ابن سید علی ابوالمویدؒ ابن جعفر بن محمدؒ بن محمود بن احمد بن عبداللہ بن علی اشقر بن جعفر ذکی بن امام علی نقیؑ بن امام محمد تقیؑ ابن امام علی موسیٰ رضاؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ ابن امام زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ ابن علیؑ بن ابی طالب۔

آباواجداد فاضل مؤلف بزم صوفیہ نے علی اشقر کے صاحبزادے اور پوتے کا نام احمد عبداللہ لکھا ہے[1]۔ اس بیان کی تصدیق شجرۂ مندرجہ نظام الانساب[1] اور شجرۂ انساب سادات قلمی اور شجرۂ خاندانی شاہ کمال کڑاوی بخاری[2] سے ہوتی ہے۔ بہرحال آپ سادات نقوی و رضوی اور جعفر التواب المعروف بہ ابی البین الملقب بہ سید مرتضیٰ الاعظم کی اولاد سے تھے۔

حضرت جعفر التواب[3] ۲۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۱ھ میں بعمرہ ۴۵ سال وفات پائی۔ امامت محمد مہدی[4] ابن حسن عسکریؑ کی مخالفت کی وجہ سے فرقۂ امامیہ نے ان کو کذاب کے لقب سے مطعون کیا ہے۔ جعفر التواب کے صاحبزادے ابی الحسن علی الاشقر، اس لیے کہلاتے ہیں، کہ آپ کے موئے مبارک سرخ تھے۔ اس لیے بقول بعض علی الاصغر غلط معلوم ہوتا ہے[5]۔ آپ کی عرفیت علی المختار تھی۔ آپ ۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۰ھ میں بعمر ۶۲ سال وفات پائی۔ آپ بغداد کے سید النقبا تھے۔ سید

۱؎ انساب سادات قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ۲؎ نظام الانساب : قلمی آصفیہ، مگر مؤلف ہذا نے سید عبداللہ کے صاحبزادے کا نام سید احمد لکھا ہے اور مؤلف منبع الانساب نے بھی تائید کی ہے مگر مؤلف الفرع النامی نے اختلاف کیا ہے۔ ۳؎ الفرع النامی مؤلفہ صدیق حسن خاں بھوپالی ص۳۹۔ ۴؎ ایضاً ۵؎ ایضاً۔

علی الاشقر کے صاحبزادے سید عبداللہ (۳۰۱/۳۶۳ھ) کے ایک فرزند محمد التاروک تھے جن کی اولاد شاید مقام قریش میں موجود ہے! ان کے صاحبزادے سید محمد ابن سید عبداللہ المعروف بہ محمد الجواد تھے۔ (۳۴۰/۴۲۲ھ مدفن بغداد شریف) آپ نے ۸۲ سال کی عمر پائی۔ خواجہ نظام الدین اولیا بدایونی انھیں سید محمد جواد کی اولاد میں تھے۔ جن کے جد امجد خواجہ علی بھی بخارا سے آکر بدایون میں توطن پذیر ہو گئے تھے۔ جن کے ایک صاحبزادے سید محمد بن خواجہ علی کی اولاد میں شاہ فرید طویلہ بخش اور ان کے احفاد میں محمد سلطان اور بہاؤ الدین کی اولاد چاند پورہ بہار میں ہے۔ جن کا تکیہ خرد بہار میں مشہور ہے۔

سید محمود کی کنیت ابوالسیف تھی، آپ ۳۸۷ھ/۹۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء میں بعمر ۸۰ سال فوت ہوئے۔ آپ کے ایک صاحبزادے سید محمد الملقب بہ سیف اللہ المعروف بہ شمس الدین تھے جو ۴۴۳ھ/۱۰۵۱ء میں تولد ہوئے اور ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء میں بعمر ۸۶ سال واصل بحق ہوئے۔ اس خاندان کے یہی وہ پہلے بزرگ ہیں جو بغداد سے بخارا آکر مستقل طور پر توطن پذیر ہوئے تھے ان کے بعد کئی پشتیں بخارا ہی میں گزریں چنانچہ سید جعفر ابن سید محمد (۵۱۰/۵۷۵ھ) مطابق (۱۱۱۶/۱۱۷۹ء) جد امجد سید جلال اعظم سرخ بخاری نے بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔ اور آپ کے والد ماجد سید علی ابوالموید نے بعمر ۷۰ سال بخارا ہی میں رحلت فرمائی۔

جد امجد حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین سرخ بخاری، ابن سید علی ابوالموید بخاری قدس سرہٗ۔ جد امجد حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہٗ ایک جلیل القدر صوفی تھے۔ بوجہ تقدس اور بزرگی آپ مختلف القاب مثلاً میر شاہ، میر سرخ، شریف اللہ، جلال اکبر، مخدوم اعظم، عظیم اللہ، ابوالبرکات ابواحمد، میر بزرگ کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضرت جلال اعظم بخاریؒ بمقام بخارا ۵۹۵ھ/۱۱۹۸ء میں پیدا ہوئے اور بعمر ۹۵ سال بعہد سلطان جلال الدین خلجی

۱؎ نظام الانساب قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ص۹
۲؎ الفرع النامی مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں ص۳۴ مطبوعہ

۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء میں وفات پائی۔ آپ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی ساتویں پشت کے بزرگ ہیں، جو سب سے پہلے بخارا سے بھکر۔ (سندھ) بعہد سلطان شمس الدین التمش ۶۰۷ھ/۱۲۳۳ھم ۱۲۱۰/۱۲۳۶ء تشریف لائے، اور یہاں آپ نے اپنے بنی اعمام مولانا سید بدرالدین بھکری متوفی (۶۸۰ھ) ابن سید محمد مکی کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے شادی کی، جن کے والد ماجد، حضرت سید اسمٰعیل ابن ابی الحسن علی الاشقر کی اولاد میں تھے اور یہ بھی حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مرید تھے۔ غرض سید جلال اعظم "بھکر (سندھ) سے ملتان گئے اور وہاں شیخ بہاؤالدین زکریا" (۵۷۸ھ/۶۶۶) سے علوم باطنی کی تکمیل فرمائی، بقول بعض چالیس سال پیر کی صحبت میں رہے۔ خرقۂ خلافت حاصل فرمایا۔ اور وہاں سے اوچہ[2] (علاقہ بھاولپور) جاکر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ اِن قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ سید جلال اعظم عالم شباب میں ہندوستان وارد ہوئے تھے۔ تقریباً پچاس ساٹھ سال تک ہندوستان میں رشد و ہدایت کا بازار گرم رکھا، آپ کے لاکھوں مرید تھے آپ نے ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء میں بعمرہ ۹۵ سال وفات پائی۔ بمقام اوچہ مغربی جانب آپ کا مزار متصل مقبرہ راجن قتال واقع ہے۔ آپ کا موجودہ مقبرہ[3] نواب بھاول خاں والی ریاست بھاولپور نے ۱۸۳۵ء میں بنوایا تھا۔ اوچہ پانچ دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے۔ طغیانیوں کی وجہ سے آپ کی قبر بہہ گئی تھی، جو پہلے بمقام جناب رسول واقع تھی۔

اولاد سید جلال اعظم سرخ بخاری کے حسب ذیل چار صاحبزادے تھے:۔

۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید جعفر۔ ۳۔ سید محمد غوث الملقب بہ صدرالدین۔ ۴۔ سید احمد کبیر۔ سید علی اور سید جعفر، شاہ بخارا کی لڑکی کے بطن سے تھے جو آپ کے ہمراہ بھکر (سندھ) آئے تھے، سید علی تو آپ کے پاس سندھ میں رہ گئے۔ مگر

---

[1] سفینۃ الاولیا ص ۲۱۔ [2] اوچہ یعنی بلند مقام (علاقہ بھاولپور تحصیل احمد پور) اس کا قدیم نام دیو گڈھ تھا۔ سلطان التمش ۶۰۷ھ/۶۳۳ کے زمانہ میں اوچہ بڑا علمی مرکز تھا، مشہور مورخ منہاج الدین سراج مولف طبقات ناصری۔ فیروزی کالج اوچہ کا صدر مدرس بھی تھا۔ (امپیریل گزیٹر مطبوعہ) جلد ۲۴ ص ۸۱۔ [3] تاریخ اوچہ اور اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۳۵۔ [4] الفرع النامی ص ۶۔

سید جعفر بخارا واپس ہو گئے جن کی اولاد وہیں ہے۔

سید محمد غوث کی والدہ ماجدہ بی بی زہرہ بنت سید بدرالدین بکھری تھیں جن کی وفات کے بعد آپ نے دوسرا عقد مرحومہ کی بہن بی بی فاطمہ سے کیا تھا جن کے بطن سے سید احمد کبیر والد بزرگوار حضرت مخدوم جہانیاں جن[1] سید علی ابن سید جلال اعظم کے صاحبزادے سید بہاؤالدین[1] حلیم کی اولاد سادات بہائی کے نام سے بمقام قصبہ بھداؤنی[2] (پنجاب) مشہور ہے۔

سید احمد کبیر ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی اور علوم باطنی کی تکمیل فرما کر خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے سلاطین خلجی اور سلطان فیروز تغلق کے زمانے میں بقید حیات تھے۔ محقق کامل اور صاحب خرق عادات تھے بوجہ تقدس بعض تذکروں میں آپ کو سید احمد کبیر شیر سوار لکھا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بعمر ۱۱۳ سال ۷۵۹ھ اور بقول بعض ۷۱۴ھ میں وفات پائی مگر اور ذرائع سے صحیح سنہ وفات کی تصدیق نہ ہو سکی البتہ آپ محمد تغلق[3] ۷۲۵ھ/۷۵۲ھ کے عہد میں بقید حیات تھے۔ غرض آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اور دوسرے سید صدرالدین المعروف راجو قتال قدس سرہٗ۔ اُن کی والدہ محترمہ بی بی خوند خاتون آپ کے ماموں سید مرتضیٰ ابن سید بدرالدین بھکری کی صاحبزادی تھیں۔

باب (۲)

ولادت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ برّاعظم پاک اور ہند کے

---

[1] مؤلف بزم صوفیہ نے بلحاظ بیان مؤلف الدر المنظوم آپ کے صاحبزادوں کے نام سید احمد کبیر کے علاوہ بہاؤالدین اور سید محمد لکھے ہیں۔ آخرالذکر دونا موں کے متعلق کچھ چوک ہو گئی ہے۔ دراصل سید بہاؤالدین حلیم سید جلال اعظم کے پوتے کا نام تھا جو سید علی کے صاحبزادے تھے اور سید محمد کسی صاحبزادے کا نام تھا بلکہ سید محمد غوث تھا۔ ملاحظہ ہو الفرع النامی مولفہ صادق حسن خاں مطبوعہ۔ منبع الانساب (سادات بھکر) قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ [2] مخطوطہ نظام الانساب کتب خانہ آصفیہ (منتقل الابریری) جلد ۱ ص ۶۸۔ [3] الدر المنظوم ص ۲۵۵ پر لکھا ہے کہ مخدوم محمد تغلق کے زمانے میں باجازت الد ماجد حرمین شریفین گئے تھے

بڑے جلیل القدر صوفی تھے آپ کے اور آپ کی اولاد اور احفاد کے کارنامے آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ کی علمی اور روحانی ضیا پاشیوں سے تمام ہندوستان اور پاکستان کو منور کر دیا تھا بلکہ آپ کی تعلیم اور روحانی فیض عرب و عجم میں جہاں جہاں آپ بطور سیاحت تشریف لے گئے خوب پھیلا، سلاطین دہلی و گجرات و دکن نے آپ کے فیوضات اور برکات سے استفادہ کیا۔ اور بڑی بڑی معرکہ آرائیوں میں، آپ کے تصرفات اور روحانی امداد کی وجہ سے بامراد اور کامراں رہے۔ ہمیشہ نصرت و کامرانی شامل حال رہی۔ ہم یہاں آپ کے اور آپ کی اولاد کے علمی اور روحانی کارنامے زیب قرطاس کرتے ہیں:-

آپ کا اسم گرامی سید حسین[1]۔ لقب جلال الدین، اور خطاب مخدوم جہانیاں جہاں گشت تھا۔ یہ خطاب آپ کو بطور تہنیت و تحفہ عید، روحانی طور پر حضرت سید بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔ اس لیے آپ نے اپنی سیر و سیاحت میں، بقول حدیث نبوی، "اطلبوا العلم ولو کان بالصین"۔ طلب کرو علم اگرچہ وہ چین جیسے دور دراز ملک میں ہو۔ سیکڑوں علمائے متبحر اور محققین صوفیا سے، ہزاروں میل کا سفر طے کر کے حاصل کیا تھا۔ ہم یہاں آپ کو بہ نظر اختصار صرف لفظ مخدومؒ سے مخاطب کریں گے۔

حضرت مخدوم ۔ ۷۰۷ھ / ۱۳۰۷ء میں بمقام اوچ (شریف) علاقہ ریاست بہاولپور مغربی پنجاب حضرت سید احمد کبیرؒ کے کاشانہ مقدس میں پیدا ہوئے، اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ سلطان علاؤ الدین خلجی ۱۲۹۵ / ۱۳۱۶ء کی یلغار دکن کی دور دراز گھاٹیوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں ہو رہی تھی اور اوچ (ملتان) بھی اُس کے زیر نگین تھا۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار اور عم محترم سید محمد غوث بخاریؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ اور فقہ و اصول فقہ کی معیاری کتابیں ہدایہ اور بزدوی علامہ قاضی بہاؤ الدین اوچی سے پڑھیں۔ اور بعد وفات

۱۔ سیر العارفین و مشکوٰۃ النبوۃ قلمی ورق ۳۶۵ الف۔

اُستاد محترم، ملتان تشریف لے گئے اور وہاں حسب ایما شیخ رکن الدین ابو الفتح مولانا موسیٰ، نبیرہ حضرت موصوف اور مولانا مجد الدین سے مزید فقہ[1] وغیرہ کی کتابوں پر عبور حاصل فرمایا، آپ کی رائے یہ ہے کہ علم وراثت علم درایت پر موقوف ہے۔ محقق ایسا ہو جو فقہ اور اصول فقہ پر تبحر رکھتا ہو۔ اور نیز فن قرأت میں بھی آپ نے کمال حاصل فرمایا آپ نہایت خوش الحان، ہفت قرأت کے ماہر تھے۔ اور قرأت کے اسناد آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک حاصل تھے۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ میں نے تفسیر مدارک اپنے والد ماجد سے پڑھی ہے۔ اور ایک محدث فقیہ سے جو والد ماجد کی خانقاہ میں مقیم تھے میں نے مصابیح اور دوسری کتب اور سات جلدیں تفسیر قرآن کی کسی اور عالم سے پڑھی تھیں۔ جو میرے پاس موجود ہیں۔ نیز تفسیر کشاف اور ترک الکشاف[3] و اقرار المدارک بھی پڑھی ہے۔ زمخشری صاحب کشاف معتزلی تھا اس لیے سارے اقوال اپنے مذہب کی رو سے اُس نے نقل کئے ہیں اور صاحب مدارک سنی تھے انھوں نے زمخشری کے سارے کلام کو اہل سنن کے نقطۂ نظر سے لکھا ہے۔ جو ایک موجہ اور مستند تفسیر ہے۔ اہل حجاز کشاف نہیں پڑھتے۔ حدیث میں مشارق، مولانا شرف الدین محتسب سے پڑھی۔ جن کے فرزند آپ کے ہم سبق تھے۔ مشارق کی بعض احادیث پر بحث مباحثہ بھی ہوا کرتا تھا۔ مزید علم حدیث کی تکمیل بزمانہ زیارت حرمین شریفین مکہ معظمہ میں حضرت امام عبد اللہ یافعی متوفی (۷۵۵ھ) اور شیخ عبد اللہ مطری شیخ الحدیث مدینہ منورہ ابن شیخ جمال الدین مطری مرید شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے فرمائی۔ تصوف اور سلوک میں، عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حسب ہدایت حضرت امام یافعیؒ و شیخ عبد اللہ مطری، خاص طور پر قصبہ شوکارہ (عراق) جا کر شیخ شرف الدین محمود تستری سے پڑھی، جو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ تھے۔ اور خود بھی شیخ موصوف نے آپ سے فرمایا تھا کہ عوارف کا درس مجھ سے لے کر جانا اور آپ کو

۱۔ الدر المنظوم ص۵۶۸۔ ۲۔ الدر المنظوم ص۵۹۸ ۳۔ تفسیر کشاف۔ الدر المنظوم ص۴۹۶ مطبوعہ۔
۴۔ الدر المنظوم ص۲۶۴۔

عوارف کی سند بھی عطا فرمائی تھی۔ نیز آپ نے شیخ عبداللہ مطری[1] سے بھی عوارف کا درس لیا ہے۔ جس کا اصل نسخہ شیخ الشیوخ کی نظر سے گزرا تھا، جس کو حسب وصیت شیخ مذکور امام عبداللہ یافعی نے آپ کو تحفۃً عطا فرمایا تھا اور وہ نسخہ[2] بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے فرزند سید ناصر الدین محمودؒ کے پاس موجود تھا۔

مخدوم جہانیاںؒ بحیثیت معلم

حضرت مخدوم جہانیاںؒ جمیع علوم اسلامیہ، فقہ، حدیث، کلام، تفسیر، تصوف وغیرہ کے متبحر عالم تھے۔ اور اپنی مجلس میں سیکڑوں مریدین و معتقدین وغیرہ کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مرید و خلیفہ علی بن سعد بن اشرف مؤلف جامع العلوم[3] نے آپ سے فقہ، حدیث، عقائد وغیرہ کی کتابیں پڑھی تھیں چنانچہ فرماتے ہیں:-

"چہار کتب قرأت کردم۔ یکے در فقہ علم شریعت، یکے علم احادیث نبوی، یکے علم سلوک و طریقت، حقوق پیری بود، حقوق استادی واجب شد، و علم احادیث نبوی و مشارق، و مصابیح، و اوراد اربعین صوفیہ کہ مخدوم در مکۂ مبارک جمع کردہ بودند، و در علم فقہ مجمع البحرین، و جزوے از قدوری و جزوے ہدایہ در علم اصول فقہ، جزوے حسامی، و جزوے بزودی، و در علم کلام عقیدہ نسفی، و قصیدۂ لامیہ باشرح، و در علم تفسیر چوں مدارک و در علم سلوک چوں عوارف۔ الخ۔"

اسی طرح آپ نے ایک نو مسلم عبدالسلام گجراتی المعروف بہ مولیٰ عبداللہ کو احکام شریعت اور احکام حج کی تعلیم دی تھی۔ غرض آپ نے نومسلموں کو جو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے، علم شریعت و حقیقت کی تعلیم دی اور کمال کو پہنچایا، آپ نے اپنے مریدوں[4] کو ذریعہ خط و کتابت بھی تعلیم دی ہے۔

---

[1] الدر المنظوم ص۲۷۸ و ص۲۷۹۔ [2] الدر المنظوم ص۲۷۸۔
[3] جامع العلوم فارسی مخطوطہ آصفیہ مکتوبہ ۸۵۱ھ۔
[4] مقر نامہ مکتوبات مخدوم موسومہ تاج الدین سیاہ پوش قلمی آصفیہ۔

حضرت مخدوم اور آپ کے اجداد و اولاد کا مذہب سنت والجماعت تھا

بعض تذکرہ نویسوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ آپ کے اجداد کا مذہب امامیہ اثنا عشری تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کی اولاد میں سے بعض نے امامیہ مذہب قبول کر لیا تھا۔ مگر آپ کے اجداد اور اولاد بھی اہل سُنّت والجماعت تھی، چنانچہ خود آپ نے اور آپ کے مشاہیر فرزندوں نے اس کا کھلے الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ اس کا کچھ ذکر مدلل طور پر یہاں نامناسب نہ ہوگا۔

مؤلف ریاض الانساب[1] معروف بہ بحر الانساب نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔ کہ سب سے پہلے سید جلال ماضی (سید جلال سرخ بخاری) عراق سے بخارا تشریف لے گئے۔ وہاں مروانیوں نے آپ کو بہت ستایا تو آپ وہاں سے کابل (افغانستان) آگئے وہاں بھی سکون نہ ہوا تو وہاں سے ہندوستان چلے آئے۔ چونکہ یہاں کے باشندے عقائدِ حنفیہ کے پیرو تھے اور اہلِ بخارا بھی اسی عقیدہ کے متبع تھے اس لیے آپ نے ہندوستان آکر تقیہ کو ترجیح دی اور سلاطین ہند نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم ملحوظ رکھی، اور اُن کی اولاد ہندوستان کے اہلِ سُنن کی صحبت کی وجہ سے اپنا مذہب اور عقیدہ تقیہ کھو بیٹھی" وغیرہ . . . . غرض یہ ایک شیعی عالم کی افترا پردازی ہے جس کی تائید میں کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔

لفظ صدیق کی توجیہہ و تشریح میں مخدومؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میں دونوں وجہیں موجود تھیں، انھیں کثرتِ محبت بھی حاصل تھی، اور کثرتِ تصدیق بھی، چنانچہ آپ جو کچھ آنحضرت صلعم سے سُنتے اُس سے انکار نہ فرماتے۔ نیز فضائل حضرت صدیقؓ سے متعلق، مخدومؒ نے بعض احادیث ارشاد فرمائی ہیں مثلاً[2]

لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع اُمّتی لرجح وھوا فضل الصحابۃ

مولانا رفیع الدین و معین الدین، فرزندان سید ابوبکر بدہ لی دانا و مخدوم زادہ

---

[1] ریاض الانساب مطبوعہ (کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد)۔
[2] الدر المنظوم ص۱۴۸۔

ناصر الدین محمودؒ سے مخدومؒ نے فرمایا کہ میں بعد نمازِ چاشت سلام پڑھا کرتا ہوں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ پر مشتمل ہوتا ہے، تم بھی پڑھا کرو، مثلاً السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا صفوۃ اللہ، اس کے بعد السلام علیک یا امیر المومنین ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنک جزاک اللہ عنا خیراً ما جزیٰ، صاحب النبی عن امتہ، السلام علیک یا امیر المومنین عمر بن خطابؓ، یا امیر المومنین عثمان بن عفانؓ، یا امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، الخ[1]

شاہ نواز خاں مؤلف مآثر الامرا (مرتبہ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی) نے حضرت سید مقبول عالم المتخلص بہ جلالی احمد آبادی (از احفاد شاہ عالم گجراتی بخاریؒ) اور ان کے آبا و اجداد کو مذہب امامیہ کا پیرو ہونا لکھا ہے۔ لکھتا ہے:-

"گویند مذہب سید و آبائے ایشاں امامیہ است"[2]۔ ہم نے سطور بالا میں خود مخدومؒ کے اقوال نقل کر دیئے ہیں، اور یہ بھی کہ خود مخدوم نے تفسیر مدارک کی تدریس کو تفسیر کشاف پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ مفسر کشاف معتزلی تھا۔ حضرت مخدوم کے مشہور اخلاف نے بھی صاف طور پر وضاحت کر دی ہے کہ ہم اہل سنن سے ہیں، چنانچہ سید مقبول عالم گجراتی مؤلف جمعات شاہیہ کے الفاظ یہ ہیں:-

"سخن از سبقت ایمان سابق بالتحقیق خلیفہ رسول اللہ ابی بکر الصدیقؓ برآمد"
"قربان شد وقتیکہ در میان خدا و مصطفےٰ ہیچ مردے ثالث محرم اسرار نبوی نبود، وے رضی اللہ عنہ"؛ "گوئے سبقت از اقران ربود"[3]

حضرت شاہ عالم بخاری ابن قطب العالم گجراتیؒ کی والدہ ماجدہ آمنہ المعروف بہ سلطان خاتون حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد سے تھیں[4]۔ حضرت جلالی نے حضرت شاہ عالم گجراتی کے خواب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے آپ کو زانو پر بٹھلایا

۱ الدر المنظوم ص ۲۱۸/۲۱۹ ۔ ۲ مآثر الامرا جلد ۲ ص ۲۵۶ مطبوعہ۔ ۳ نوائے ادب بمبئی ص ۵۵ بحوالہ جمعات شاہیہ ۴ جمعات شاہیہ ص ۳۱ مندرجہ نوائے ادب بمبئی۔

اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے تعارف کرایا[1]۔

مولانا جلالی (مقبول عالمؒ) نے منقبت صحابہ میں قصائد کہے ہیں ؎

لاسیما ز جملہ ایشاں چہار یار — بردند گوئے فضل ز یاران باوفا الخ

مسٹر اوانو مرتب فہرست کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کو بھی بہ تقلید مآثر الامرا غلط فہمی ہوئی ہے۔ مولانا جلالی کے مزید الفاظ صاف اور صریح یہ ہیں۔ "ایں خانہ زاد جلالی گوید طایفہ عالیہ صوفیہ را در ترتیب صحابہ کرام و تعظیم و تبجیل ایشاں با سایر اہل سنت و جماعت موافقت است، و حاشا و کلا کہ مقدار یک سر موئے تفاوت باشد[2]، الخ"

البتہ بعض اشخاص حضرت مخدومؒ کی اولاد میں اثنا عشری بھی گزرے ہیں۔ مثلاً نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کے بعض اجداد شیعہ تھے۔ اور یہ خود سنی مذہب تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے صاف طور پر اس کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی نور الحسن نے مناقب خلفائے راشدین میں ایک کتاب تالیف کی ہے البتہ مؤلف نظام الانساب مولوی منصور علی بخاری شکارپوری ثم حیدرآبادی اثنا عشری تھے۔ ایک شیعہ سید عباس علی قنوجی نے شاہ جلال قنوجی کی درگاہ از سر نو تعمیر کرائی تھی[3]۔

غرض حضرت مخدومؒ اور آپ کی اولاد و احفاد کا اصل مذہب جو محققین صوفیاء گزرے ہیں سنت والجماعت رہا ہے۔ مدراس کے محقق صوفی شاہ کمال فرماتے ہیں ؎

شیر حق کو طلب حق میں تقیہ جائز — طبع روباہ دلوں کی ہوئی ہمت معلوم

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح بن شیخ بہاؤ الدین ذکریا قدس سرہٗ اور حضرت امام عبد اللہ یافعی جیسے بلند محققین اہل سنن سے فیض حاصل کیا ہے۔ اور اُن پر تقیہ کا الزام ایک بہتان عظیم ہے۔

۱ نوائے ادب ص ۵۵۔
۲ جمعات شاہیہ خطبہ ص ۳۲ بحوالہ نوائے ادب بمبئی۔
۳ الفرع النامی مؤلفہ نواب صدیق حسن مطبوعہ ص ۴۳۔

پیرانِ طریقت حضرت مخدومؒ

علم باطنی میں حضرت مخدوم جہانیانؒ کو ہندوستان میں اپنے والد ماجد سید احمد کبیرؒ سے سلسلۂ سہروردیہ میں بیعت و خلافت تھی۔ نیز خاندانی خلافت آئمہ رضی اللہ عنہم سے بھی تھی۔ شیخ ابوالفتح رکن الدین (۷۳۵ھ) نبیرۂ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی (۶۶۶ھ) کے آپ تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے۔ اور طریقۂ چشتیہ نظامیہ میں آپ کو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ (۷۵۷ھ) سے خرقہ ملا تھا۔ اس طرح آپ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہٗ کے برادرِ طریقت تھے۔ اور جب مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت امام شیخ عفیف الدین عبد اللہ یافعی سے طریقۂ قادریہ میں بیعت و خلافت حاصل فرمائی گویا آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے پیر بھائی بھی تھے، آپ نے اپنی سیر و سیاحت کے سلسلے میں سیکڑوں کاملین و عارفین سے فیض اور خرقے حاصل فرمائے۔ جن کی تعداد ایک سو چالیس سے زاید بیان کی جاتی ہے، چنانچہ لطائف اشرفی[2] میں بروایت شیخ اشرف الدین مشہدی لکھا ہے کہ "حضرت مخدوم جہانیاں خلافت و اجازت از صد و چہل و چند اولیا و مشائخ اہلِ ارشاد خرقہ یافتہ اند، و علم شریعت و طریقت از ایشاں گرفتہ اند۔ الخ[3]"

آپ کے برادر خورد شیخ صدر الدین راجہ قتال کا بیان ہے کہ۔ "او از سی صد و چند مشائخ صاحب ارشاد نعمت یافتہ و خرقہ و اجازت از دست ایشاں پوشیدہ بود[4]"

اس سے آپ کی بلند حوصلگی، اور علم الہیات کے شوق و ذوق اور باطنی کیفیات و وجدانیات پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ کس طرح اپنے پیرانِ طریقت کا ادب و لحاظ رکھتے تھے، چہ جائیکہ موجودہ زمانے میں صرف ایک مرشد کی خدمت اور اس کی عظمت کا قائم رکھنا بھی سخت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

نواب صدیق حسن خاں بخاری نے اپنی تالیف الفرع نامی میں اور لطائف اشرفی

---

[1] الدر المنظوم مطبوعہ۔ [2] لطائف اشرفی مطبوعہ۔

[3] لطائف اشرفی جلد ۳۹/۲۹۲ مطبوعہ۔ [4] مراۃ الاسرار قلمی آصفیہ۔

یعنی ملفوظات مخدوم میر اشرف جہانگیرؒ میں آپ کے پیرانِ طریقت کے حسبِ ذیل نام درج ہیں[1]:۔

۱۔ سید احمد کبیرؒ والد ماجد۔ ۲۔ سید بہاؤ الدین عمّ بزرگوارؒ عہ۔ ۳۔ شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ ۴۔ سید اوحد الدینؒ۔ ۵۔ شیخ قوام الدینؒ۔ ۶۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ ۷۔ شیخ امام عبد اللہ یافعیؒ۔ ۸۔ شیخ عبد اللہ مطریؒ۔ ۹۔ شیخ ابو اسحٰق گازرونیؒ ۱۰۔ شیخ نجم الدین اصفہانیؒ۔ ۱۱۔ شیخ نجم الدین کبریٰ (فی النوم)۔ ۱۲۔ سلطان عیسیٰؒ ۱۳۔ فقیہ یصالؒ قطب عدن۔ ۱۴۔ شیخ نور الدین علی بن عبد اللہؒ۔ ۱۵۔ سید احمد کبیر رفاعی (فی النوم)ؒ ۱۶۔ نظام الدین محبوب الٰہیؒ (فی النوم)۔ ۱۷۔ خواجہ خضر علیہ السلام۔ ۱۸۔ شیخ حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی ۱۹۔ شیخ رکن الدین علی سے اویسیہ نسبت حاصل تھی۔ ۲۰۔ مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی۔ ۲۱۔ شیخ قطب الدین منور معاصر سلطان فیروز۔ ۲۲۔ شیخ محمد عبید غیثی، (قادریہ) ۲۳۔ شہاب الحق والدین ابی سعید بن محمود بن محمدؒ کرمانی شافعیؒ۔ ۲۴۔ شیخ ربانیؒ۔ ۲۵۔ سید محمد غوث بخاری، عمّ بزرگوارؒ۔

علوم باطنی کا منبع حضرت مظہر العجائب سیدنا علیؓ عام طور پر قرار دیئے جاتے ہیں۔ مگر حضرت مخدوم جہانیانؒ کو بعض خرقے دیگر اکابر صحابہؓ کے بھی پہنچے ہیں جن کا ذکر خالی از دلچسپی نہیں۔

بعض خاص خرقے[2]

۱۔ شجرہ بجیہ۔ ۲۔ چار خرقے بواسطہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ ۳۔ تین خرقے بواسطہ حضرت امیر المومنین عمر الفاروقؓ۔ ۴۔ ایک خرقہ بواسطہ حضرت عباس بن عبد المطلب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ۵۔ دو خرقے بواسطہ ابی الدرداءؓ (من اصحاب صفہ) جن کے منجملہ بعض کی مختصر تفصیل یہ ہے:۔

---

[1] الفرع النامی ص۴۴ مطبوعہ۔ [2] جامع الطرق عربی (قلمی آصفیہ)

عہ مگر شجرہ میں اس نام کے کوئی عم بزرگوار نہیں۔ یا شاید بہاؤ الدین حلیم ابن سید علی آپ کے چچا زاد بھائی مراد ہوں۔ (مولف ہذا)

شجرہ بجیہ: حضرت شیخ بہاؤالدین ابی بکر بن الحسام الکاذرونی بتوسط شیخ عبدالرحمن الطسفونجی۔ و شیخ حمیدالدین اندلسی الی قاضی ابی العلام شریح بن ہانی بن یزید الحارثی و حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

خرقۂ درد ائیۂ بہ آپ کو شیخ المعمر حبیب الدہلوی سے ان کو شیخ عبداللہ مصری سے سلسلہ بسلسلہ حضرت فضیل بن عیاضؓ سے اُن کو حضرت سید اہل الصفہ ابی الدردا رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلعم سے اُن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

خانقاہ سیوستان سلطان محمد تغلق (۷۲۵ھ/۷۵۲ھ) مخدوم جہانیان قدس سرہٗ کا معتقد تھا۔ اور آپ کے فضل و کمالات اور مبلغ علم کے مدنظر خلعت درویشانہ پہنایا اور سیوستان، (سہوان) میں شیخ الاسلام کی خدمت پر مامور کیا تھا اور چالیس خانقاہیں[1] سپرد کی تھیں۔ تاکہ وہاں تبلیغ اسلام اور علوم و فن کی اشاعت کی جائے، تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اُن کے پیر طریقت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ کا عالم رویا میں ایما ہوا کہ اس خدمت کو ترک کر کے فوراً حرمین شریفین چلے جائیں۔ پس آپ نے اس دنیوی شوکت و عظمت کو خیرباد کر دیا۔

زیارت حرمین شریفین اور سیاحت عالم اسلامی آپ اپنے پدر بزرگوار سید احمد کبیرؒ سے جو اس وقت بقید حیات تھے اجازت لے کر بے سروسامانی کے عالم میں مکہ معظمہ[2] روانہ ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے زاد و راحلہ خود بخود مہیا کر دیا اور سفر آسان ہو گیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مخدومؒ کی عمر شریف تقریباً تیس سال ہو گی اور اس وقت آپ کے ایک پیر طریقت شیخ نصیرالدین چراغ دہلیؒ متوفی (۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء) بھی بقید حیات تھے۔ جن کا ذکر حضرت امام عبداللہ یافعی سے آیا تھا۔ اور حضرت

---

[1] تاریخ ہند سلسلہ جامعہ عثمانیہ

[2] الدر المنظوم ص ۲۲۵/۲۵۵ مطبوعہ

موصوف نے فرمایا تھا کہ دہلی میں اب وہی تو ایک چراغ باقی رہ گئے ہیں۔ غرض آپ مکہ معظمہ میں سات سال[1] بقول بعض دو سال[2] رہے، مدینہ منورہ میں آپ کی سیاحت کی آزمائش ہوئی[3] آستانہ روضہ نبویؐ پر سلام عرض کیا اور جواب ملا و علیکم السلام یا قرۃ العینی، جس کا اہل مدینہ پر بڑا اثر ہوا اور لوگ آپ کے معتقد و گرویدہ ہو گئے تھے۔

مکہ معظمہ میں حضرت امام عبداللہ یافعی متوفی (۷۶۸ھ) اور شیخ عبداللہ مطری شیخ الحدیث مدینہ منورہ سے حدیث کی تکمیل کی، عوارف وغیرہ پڑھی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ مکہ معظمہ سے مشہور فقیہ بصالؒ کی زیارت کے لیے آپ عدن گئے تھے۔

مؤلف بزم صوفیہ کا یہ بیان کہ "شیخ بصال عدنی نے یہ کہلا بھیجا تھا کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک تم کو وہ شخص اجازت نہ دے جس نے تم کو وہاں یعنی مکہ معظمہ بھیجا ہے مت آؤ" صحیح نہیں معلوم ہوتا بلکہ الدر المنظوم میں تو یہ لکھا ہے کہ ان کو یعنی شیخ بصال کو میں نے یعنی (مخدومؒ) نے پایا[4] وہ مریض تھے۔ اور چند دن کے بعد شیخ موصوف نے وفات پائی۔ فقیہ بصالؒ کی وفات کے بعد ہی تیسری شب کو شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہٗ (متوفی ۷۳۵ھ) نے عالم رویا میں حضرت مخدومؒ کو خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا کہ یہ خرقہ فقیہ بصالؒ کے چھوٹے لڑکے کو پہنا دو، خواب میں جو خرقہ آپ کو دیا گیا تھا آپ نے دیکھا کہ وہ صبح میں آپ کے سر پر موجود تھا فقیہ موصوف کے لڑکے کو بحیثیت وکیل شیخ رکن عالمؒ مرید فرمایا اور خرقہ حوالہ کیا[5] آپ کو حضرت رکن عالمؒ نے خواب میں قطب عالم کے لقب سے بھی سرفراز فرمایا تھا[6] مکہ معظمہ میں بعض اکابر شیوخ کو آپ کی اطلاع ہوئی تو پہلے شیخ تزالی آپ کے مرید و خلیفہ ہو گئے[7] شیخ عبداللہ مطریؒ آپ کے اُستاد اور دوسرے مشائخ آپ کو مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ عدن سے آپ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے گازرون پہنچے جہاں آپ کی شیخ امین الدین گازرونیؒ سے ملاقات ہوئی۔ جنھوں نے آپ کو بعض تبرکات متفرق[8]

---

[1] بزم صوفیہ [2] خزینۃ الاصفیا ص۵ جلد ۲۔ [3] تقصار الجیود الاحرار مولفہ صدیق حسن خان مطبوعہ [4] الدر المنظوم ص ۲۲۵۔ [5] الدر المنظوم ص ۲۵۵ مطبوعہ۔ [6] الدر المنظوم ص ۲۵۵/۲۲۵ مطبوعہ۔ [7] الدر المنظوم ص ۲۵۵ مطبوعہ۔ [8] الدر المنظوم ص ۲۲۵۔

اور عصا وغیرہ عطا فرمائے۔ کسی نے یہاں مخدومؒ کی مدح میں ایک نظم سنائی تو فرمایا کہ مشایخ کا قول ہے کہ صوفی کے لیے مدح و ذم دونوں برابر ہیں یعنی نہ تو وہ مدح سے خوش اور نہ کسی کی مذمت سے رنجیدہ ہوتا ہے۔

شیراز میں ایک عالم سے ملاقات ہوئی جو تفسیر کا درس دیا کرتے تھے آیت کریمہ اولوالامر منکم پر آپ سے بحث ہوئی۔ آپ نے بعض خاص نکات بیان کیے جس کی اطلاع بادشاہ شیراز کو ہوئی تو وہ خود آپ سے ملنے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اولوالامر کے متعلق آپ سے میں نے ایسی باتیں سنی ہیں، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ توجیہات میں نے مکہ معظمہ کے مفسرین، فقہا، اور مشائخ سے سنی ہیں بادشاہ نے دو طشت سکۂ نقرئی و طلائی نذر دیے آپ نے اُن کو مجبوراً قبول فرمایا اس موقعہ پر آپ کے ایک خادم سید شمس الدین مسعود کے والد ماجد مولانا سید حمید الدین پہنچ گئے جن سے آپ کو بڑا خلوص تھا۔ انھوں نے کہا کہ ایک سید قرض دار ہے اس لیے بلا تکلف اس عطیہ سلطانی میں سے چار سو تنکہ اُس سید کے حوالہ کر دیے اور بقیہ خود لے گئے یہ کہتے ہوئے کہ خدا آپ کو بہت دے گا۔ بقول ع "حساب دوستاں در دل"۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کی دعا سے مجھے اللہ نے بہت کچھ دیا۔ غرض آپ مصر، انطاکیہ، دمیاط[1]، شام، عراقین، غزنین، خراسان، خوارزم، بلخ و بخارا ہوتے ہوئے اوچہ اپنے وطن واپس ہوئے۔ غالباً اس کے کچھ دنوں بعد ہی سلطان محمد تغلق نے ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء میں وفات پائی، اور سلطان فیروز تغلق، بادشاہ ہوا جس کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت حضرت امام یافعیؒ نے آپ سے فرمایا تھا کہ ہندوستان پہنچو تو تم مولانا قوام الدین سے ملنا اور اُن سے بھی فیض حاصل کرنا۔ کیونکہ شیخ رکن الدین ابو الفتحؒ کے خلفاء میں اب وہی ایک باقی رہ گئے ہیں۔

باب (۳)

دربار شاہی سے تعلقات | سلطان فیروز شاہ تغلق[2] متوفی (۷۵۲ھ) آپ کی بڑی

۱۔ دمیاط: مصر کا ایک شہر Damietta انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص۱۳ جلد اول ۲۔ شمس سراج عفیف: تاریخ فیروز شاہی ص۔۔۔ کلکتہ مطبوعہ

عزت اور احترام کرتا تھا۔ اس لیے آپ ہر دوسرے تیسرے سال اوچہ سے دہلی سلطان کی ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور سلطان خود استقبال کے لیے فیروز آباد مضافات دہلی تک خدم و حشم کے ساتھ جاتا اور احترام کے ساتھ آپ کو شہر میں لایا کرتا تھا۔ آپ کا قیام کوشک معظم میں شفاخانے کی عمارت میں رہا کرتا تھا اور کبھی شہزادہ فتح خاں کے حظیرہ میں قیام فرماتے۔ سلطان سے ملاقات کے لیے جاتے تو بحکم اولوالامر منکم اطاعت سلطان کا بڑا لحاظ رکھتے۔ اور "محل حجاب" میں پہنچ کر سلام میں تقدیم فرماتے، سلطان تختگاہ پر سرو قد کھڑا ہو جاتا آپ کی بے حد تواضع کرتا اور اپنے ساتھ حمام خانے کے اوپر لے جا کر جلوس کرتا، سلطان سے باہم محبت و خلوص کے ساتھ گفتگو ہوا کرتی تھی آپ کو اپنے وطن رخصت کرتے وقت بادشاہ تعظیماً کھڑا ہو جاتا بلکہ ایک منزل دو تک آپ کے ہمراہ جاتا۔ اس وقت آپ کے توسط سے سلطان کی خدمت میں اوچہ اور دہلی کے باشندے اپنی اپنی درخواستیں پیش کرتے اور سلطان اُن پر احکام مناسب جاری کر دیتا اس طرح ہزاروں آدمی فائز المرام ہو جایا کرتے تھے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

عبادت بجز خدمت خلق نیست   بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

مگر یہاں تو سجادہ و دلق کے ساتھ خدمت خلق کا جذبہ بھی کار فرما تھا۔

سماجی و سیاسی خدمات | ۷۶۲ھ میں سلطان فیروز شاہ فرمانروایان سندھ جام اور بانبھ[1] کے خلاف حملہ آور ہوا تو حضرت مخدوم جہانیانؒ کی کوشش اور دعا سے سلطان اور اہل ٹھٹھہ کے درمیان صلح ہو گئی۔ چنانچہ پہلے جام بعد ازاں بانبھ سلطان فیروز کی خدمت میں آیا اور معذرت اور اطاعت قبول کی۔ سلطان دونوں کو دہلی ساتھ لے گیا۔ جام کے بیٹے اور تماچی برادر بانبھ کو ولایت ٹھٹھہ سے سرفراز کیا۔ جس نے چار لاکھ تنکہ نذر دیے دوسری مرتبہ محاصرہ ٹھٹھہ میں قحط ہو گیا، اور لوگ بھوکوں مرنے لگے تو رعایا نے

۱۔ شمس سراج: فیروز شاہی ص۲۴۲ (کتب خانہ آصفیہ)

مخدوم کو ٹھٹھ تشریف لانے کی زحمت دی۔ آپ بہ نفس نفیس بہ مقام ٹھٹھ فیروز شاہی لشکر میں آئے اور یقین دلایا کہ اطمینان رکھو ٹھٹھ فتح ہو جائے گا۔ چنانچہ شمس سراج عفیف لکھتا ہے:

"چوں ٹھٹھیاں شنیدند کہ حضرت سید جلال الدین در لشکر نزول فرمودند پیغامہا متواتر بخدمت سید می فرستادند و کیفیت دشواری خویش باز نمودند سلطان فیروز اضعاف آں از راہ مرحمت ارزانی فرمود۔ الخ"[1]

سفر دہلی ۷۸۱ھ حضرت مخدوم جہانیاں اپنی وفات سے آٹھ سال قبل ۷۸۱ھ[2] اوچہ سے پھر دہلی تشریف لائے تھے۔ سلطان فیروز اس زمانے میں بمقام سوہانہ ایک مہم میں مصروف تھا، اس لیے دس ماہ تک آپ سلطان کے انتظار میں دہلی میں مقیم رہے۔ اس زمانے میں آپ لوگوں کو پند و نصیحت اور ہدایت فرماتے رہے۔ نیز درس و تدریس کا شغل بھی جاری رکھا اور عوام کو اخلاق اور طرزِ معاشرت کے سنوارنے کی تعلیم دی۔ وزراء اور شہزادے آپ کی خاطر تواضع کرتے رہے۔ خانِ جہاں مرزا وزیر آپ سے ملاقات کے لیے آیا تو آپ نے اُس کو عدل و انصاف کرنے اور شرع کی پابندی کی ہدایت فرمائی۔ اس سے پہلے خان جہاں مذکور آپ کا معتقد نہ تھا، آپ نے ایک مرتبہ اُس سے ایک مظلوم کی سفارش کی مگر وہ نہ مانا اور صاف انکار کر دیا۔ مگر آپ باوجود انکار کے اُس مظلوم کی نو مرتبہ متواتر اُس سے سفارش کرتے رہے۔ اُس نے برہمی کا اظہار کیا، اور کلمات ناشائستہ بھی کہے، مگر آپ نے اُس مظلوم کی خاطر اس کا کچھ اثر نہ لیا اور بے باکانہ جواب دیا کہ "مجھ کو ہر مرتبہ ایک مظلوم کی سفارش کرنے میں ثواب حاصل ہوتا ہے"۔ بالآخر آپ نے اُس مظلوم کو رہا کرا دیا۔ خان جہاں آپ کی گفتگو اور غیر معمولی بلند ہمتی اور کردار سے بیحد متاثر ہوا۔ خان جہاں نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں تحفتاً چونتیس خلعتیں پیش کیں، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ ملبوسات شرعاً جائز ہوں تو قبول کروں گا ورنہ نہیں،

۱ شمس سراج ص۲۳۲ ۔ ۲ الدر المنظوم ص۱۳ مطبوعہ ۳ الدر المنظوم ص۳۶۱ مطبوعہ جلد ۱

اُس نے آپ کو یقین دلایا تب آپ نے قبول فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے بادشاہ کے ان عطیات کا خیال نہیں ہے۔ بلکہ بقولہٖ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ، بادشاہ کا حکم بجا لانا مجھ پر واجب ہے۔ اس میں اگر ایک تار بھی مالِ حرام سے شامل ہوتا تو، اپنی روشن دلی سے اس کو معلوم کر لیتے اور سخت احتراز فرماتے اور شریعت کو مقدم جانتے اور اس معاملہ میں سلطانِ وقت کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر اکابر صوفیہ کرام نے اس کا پاس و لحاظ رکھا ہے، دکن میں خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ اور سلطان فیروز بہمنی،[2] اور آپ سے قبل خواجہ زین الدین دولت آبادی کا بھی یہی حال تھا، جو سلاطین کو شرع کی پابندی پر زور دیا کرتے تھے بعض سجادگان وقت نے اولوالامر کو نظر انداز کر دیا تھا جس کی وجہ سے باہم بڑی بدمزگی پیدا ہو گئی تھی۔ شہنشاہِ عالمگیر تو اس بنا پر اپنے فرامین[3] میں اسی آیت "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" کو مہر کر دیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صوفیائے کاملین کا کام یہ تھا کہ وہ سلطانِ وقت کو شریعت کا پابند کرا دیا کرتے تھے جس کا عام مسلمانوں پر بڑا اچھا اثر مترتب ہوتا تھا۔

اسی زمانے میں نماز عید الضحیٰ بھی مخدومؒ نے دہلی میں ادا کی عیدگاہ میں خطیب صاحب کو آنے میں دیر ہو گئی تو فرمایا کہ بقرعید کی نماز جلد ہونی چاہیے تاکہ قربانی جلد ہو، اور جانوروں کو زیادہ دیر تک مقید نہ رہنا پڑے بہرحال کوئی خلافِ شرع کام ہوتا تو آپ فوراً ٹوک دیا کرتے تھے اور کسی کی آپ کو پرواہ نہ ہوتی تھی۔

سلطان فیروز جب مہم سوہانہ سے واپس آیا تو شہزادہ معمور خاں کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا کہ آپ کو شاہی محل میں لے آئے بوجہ ہجوم خلق باصرار شاہی محل میں آپ نے قیام فرمایا۔ شہزادۂ مبارک نے ٹوپی خلاف شرع پہنی تو آپ نے تاکید فرمائی۔ ایک مرتبہ جامع مسجد کے مؤذن نے تکبیر کہنے میں غلطی کی یعنی بجائے اللہ اکبر کے اللہ اکبار کہا تو صدر جہاں قاضی وقت اور سید الحجاب کو توجہ دلائی سلطان

۱ الدر المنظوم ص۳۴۱، ۲ سلاطین دکن مولفہ عبد الجبار خاں ملکاپوری ص ۳ فرامین عالمگیری روجستین گجر گزٹیر

نے مؤذن کو طلب کیا اور مؤذن سخت پریشان ہو گیا تو آپ نے اس کی دلجوئی کی اور آئندہ کے لیے تاکید فرمائی۔ کئی بار سلطان آپ سے ملنے آیا اور حج کے واقعات خانہ کعبہ کی زیارت شیخ بہاؤ الدین ذکریا کی بزرگی، خرقۂ مشائخ وغیرہ پر گفتگو ہوتی رہی اور شیخ ذکریاؒ کے پوتوں کے نام وظائف جاری کرا دئیے۔ سلطان سے رخصت کے وقت مخدومؒ نے اترنے کے لیے سیڑھی پر قدم رکھا تو سلطان نے پیش قدمی کی خاطر روکا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بھی تو تمھاری تعظیم کا لحاظ رکھنے دو۔ سلطان نے کہا کہ تعظیم کے لائق تو آپ ہی ہیں، میں نہیں ہوں۔ اس موقعہ پر آپ نے بعض اشعار پڑھے ؎

ہمتش بس بلند روزی کن — کہ من از ترا ہمیں خواہم

یعنی سلطان کو اپنی ہمت بلند رکھنی چاہیے، میری تعظیم بس یہی ہے۔ دوسرا شعر یہ تھا ؎

ہر آں کو غافل از حق یک زمان است — دراں دم کافر است اما نہانست

یعنی خدا کو ایک لحظہ بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ اس سے بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ تیسرا شعر فرمایا ؎

مبادا غائبے پیوستہ باشد — در اسلام بروے بستہ باشد

مطلب یہ تھا کہ غفلت بڑی بُری چیز ہے۔ غفلت اسلام و ایمان کو تباہ کر دیتی ہے۔ غرض سلطان نے ان زرین نصیحتوں کو سید الحجاب سے لکھوا کر اپنے پاس محفوظ رکھا۔ غرض فیروز آباد سے وداع ہوتے وقت آپ عوام کو نصیحت فرماتے رہے۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا اور لوگوں کی کثرت تھی اس لیے آپ نے نماز جمعہ مسجد سلطانی میں ادا فرمائی اور لوگوں کی درخواستیں سلطان کے ملاحظہ میں پیش فرمائیں، اور ان پر احکام لکھوائے۔ اس کے بعد خود مخدومؒ کھڑکی کے پاس آئے اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کر السلام علیکم کہا۔ اور فرمایا کہ میں نے تم کو تمھارے بادشاہ کے جو تمھارا بھائی ہے سپرد کر دیا اور دین اسلام کو خدا کو سونپا، اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ مزید

ا۔ سراج عفیف فیروز شاہی ص۱۴۸ کتب خانہ آصفیہ مطبوعہ۔ ۲۔ تاریخ فیروز شاہی ص۱۶۵ مطبوعہ شمس سراج عفیف۔

دو ایک روز قیام فرمایا۔ عوام کو اور دوسرے امراء کو نصیحت کی، کہ حکام کو رشوت دینا یا اُن کی مالی امداد کرنا، قطعاً جائز نہیں ہے اور نہ بادشاہ وقت کے لیے یہ چیزیں مباح ہیں۔ البتہ ہدیہ لینا سنت ہے بشرطیکہ رشوت کی خاطر نہ ہو۔ اور وہ کسی احسان یا معاوضہ کی خاطر نہ دیا گیا ہو۔ اور خوشنودی خدا و رسولؐ اُس میں مضمر ہو۔ غرض یہ تھا، ہمارے متقدمین صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کام کہ وہ سیاسی جماعت یعنی حکام اور عوام کو رشوت ستانی اور نفع اندوزی کے خلاف تنبیہ اور تاکید میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ کمسن شہزادے جب کبھی آپ کی خدمت میں ریشمی لباس میں آئے تو فرمایا کہ ریشم پہننا حرام ہے، اور اس کی ذمہ داری ولی پر ہے جو ان کو پہناتا ہے۔

سلطان فیروز شاہ پر بزرگان دین خصوصاً مخدوم جہانیاںؒ کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ اُس نے نہ صرف خود شریعت کی پابندی کی بلکہ عملاً اپنے ملک سے بہت سی غیر مشروع چیزوں کی ترویج کا انسداد کیا، مثلاً غلہ، مچھلی، صابون سازی پر محصول کا نیز طرب و نشاط، نہ بازاری کا انسداد کیا، قمار بازی بند کر دی۔ مقامی چنگی (محصول) لینا، عورتوں کا مزارات پر جانا، نیز نقرئی و طلائی ظروف کا استعمال اور اُن پر تصاویر بنانا موقوف کرا دیا۔ اور حکم دیا کہ خراج اراضی، مال لاوارث، معدنیات کے پانچویں حصہ وغیرہ میں شرع کی پابندی کی جائے، غرض سلطان نے جو اصلاحات نافذ کیں وہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی تعلیم و صحبت کا نتیجہ تھیں۔

اخلاق و عادات

حضرت مخدوم نہایت خلیق، منکسر المزاج، مہمان نواز اور بڑے فیاض تھے، جس قدر فتوحات یعنی نذرانے وصول ہوتے، اُس میں سے بقدر ضرورت اپنے لیے رکھ لیتے بقیہ، قرضداروں، مسافروں اور مسلمانوں کی تجہیز و تکفین اور مہمان نوازی میں خرچ فرماتے۔

بزمانۂ قیام مکہ معظمہ، کتابت سے اپنی بسر برد کا انتظام فرمایا۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ا۔ بزم صوفیہ ص۴۲۲ (بحوالہ فتوحات فیروز شاہی قلمی جامعہ علی گڑھ ص۶)

دن کو تو میں تحصیل علم میں مشغول رہتا، اور راتوں کو خصوصاً چاندنی رات میں دو جز کتابت کیا کرتا تھا، جس کی اُجرت ایک سکہ نقرئی مل جاتی، جو نیم تنکہ کے برابر ہوتی، اسی سے دو جو کی اور ایک گیہوں کی روٹی خرید لیتا اور اپنا پیٹ بھر لیا کرتا تھا۔

آپ غیر شرعی تعظیم اور سجدہ کرانے سے احتراز فرماتے جس کو آج کل کے صوفیا، سجدۂ تعظیمی کہتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کی تعریف کرتا تو فرماتے کہ مجھے قطب عالم اور شیخ الشیوخ مت کہا کرو بلکہ گدائے عالم کہو۔

معاصرین سے تعلقات آپ ہمیشہ اپنے معاصرین صوفیائے کرام کا احترام ملحوظ رکھتے تھے۔ مولانا شیخ جمال الدین اوچیؒ آپ کے جدِ امجد سید جلال اعظم کے دوست تھے، بچپن میں آپ کے جد امجد نے آپ کے والدِ محترم کو ان سے ملا دیا تھا، اور حضرت موصوف کی مخدومؒ کے والد سید احمد کبیر پر بڑی شفقت تھی۔ زمانہ مابعد میں آپ کی ان سے راہ و رسم باقی نہ رہ سکی، آپ کے پیر شیخ رکن الدین ابوالفتح نے آپ کو ملتان سے اوچہ واپس جاتے وقت تاکید فرمائی کہ تم اپنے والد ماجد سے کہہ دو کہ وہ حضرت جمال الدینؒ کی رعایت ملحوظ رکھا کریں، جب آپ کے والد ماجد شیخ صاحب موصوف سے ملے، سابقہ تعلقات کا ذکر آیا، اور پھر باہمی اخوت و مودت جاری رہی۔ حضرت مخدومؒ نے بھی آپ کے ساتھ سلوک کرنے میں دریغ نہ فرمایا۔ بقول مؤلف بزم صوفیہ آپ کے صاحبزادوں کے نام وظائف مقرر کر دیئے۔ مگر در المنظوم میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے ان کا ضرور خیال رکھا ہو۔ آپ کے معاصر حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ نے آپ کے پہننے کے لیے تحفۃً کفش روانہ فرمائی آپ نے اُن کو ایک دستار ہدیۃً بھیج دی۔

تبلیغ اسلام ایک ہندو زنار دار برہمن، آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا آپ نے اُس کو قرآن حفظ کرایا جو آپ کی خانقاہ میں علوم اسلامیہ پڑھا کرتا تھا اور اُس کا مولی الاسلام عبدالسلام یا عبداللہ نام رکھا۔ ایک ہندو عورت مسلمان ہوئی تو آپ نے اُس کو علوم باطنی سے بہرہ ور کیا حتیٰ کہ اُس کو درجۂ ولایت حاصل ہوا۔ جو شب بیدار بھی تھی۔[1] ایک دوسری عورت ایسے قبیلے کی مسلمان ہوئی جو بڑا فتنہ پرور اور مفسد قبیلہ تھا۔ سلطان فیروز سے اس کا ذکر آیا تو کہا کہ یہ عورت تو سنبل تر امیز کی رہنے والی ہے۔ اور یہ بات عجیب و غریب ہے کہ ایسے قبیلے کی عورت کیسے مسلمان ہو گئی۔ اوچہ سے جب آپ دہلی تشریف لائے تو آپ کے تقدس اخلاق حمیدہ اور کمالات روحانی سے متاثر ہو کر بہت سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ نیز راجپوت قوم کے کئی قبیلے[2] مسلمان ہوئے جن کے بعض نام درج ذیل ہیں:

۱۔ راجپوت منتیال قبیلہ جس میں مولانا داود جہانیاںؒ آپ کے خلیفہ تھے۔

۲۔ لار قبیلہ کے ایک شیخ جھنڈ بھوٹہ، آپ کے خاص مرید تھے۔ دوسرے قبائل ہیں:-

۳۔ اولاک، ۴۔ داہا۔ (قبیلہ پرہار کی ایک شاخ) ۵۔ دھاندلا۔ ۶۔ سترا ہا، ۷۔ کھوکھر ۸۔ کھرل، جو ایک سردار بھوپا کی اولاد سے تھا، اوچہ میں مع اپنی اولاد کے آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔

مریدین و معتقدین سے برادرانہ سلوک آپ کے خلیفہ اجل، حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ پر آپ کی بے حد شفقت تھی۔ آپ کو شیخ علاء الدینؒ کی خدمت میں بھی بغرض حصول علم باطن بھیجا تھا آپ اپنے ایک خاص مُرید کو یا اخی (بھائی) فرمایا کرتے تھے۔ اور وہ اخی جمشید کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

غیر مسلموں سے آپ کی رواداری اوچہ دیوگڈھ۔ آپ کے آباؤ اجداد کے زمانے میں اسلامی مرکز ہو گیا تھا۔ پہلے پہل وہاں کے ہندو راجا نے مخالفت کی تھی، جب وہاں اسلام کا غلبہ ہوا تو غیر مسلم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان سے آپ رواداری برتتے، جن میں بہت سے آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

---

۱ الدر المنظوم ص ۲۵۲۔ ۲ الدر المنظوم ص ۱۵۵۔ ۳ الدر المنظوم ص ۳۱ ۳۲۔ غالباً یہ وہی مولی الاسلام عبداللہ ہیں جن کے کتب خانہ کے تین ہزار نایاب مخطوطات کا ذکر نے کیا ہے کیا؟ لاکھ اس کی قیمت آئی تھی۔ رسالہ معارف ۱۹۴۶ء جولائی تا ستمبر۔

۱ در المنظوم ص ۸۰۸۔ ۲ بہاولپور گزیٹیر، ص ۱۶۲ مطبوعہ ۱۹۰۵ء لاہور۔

وصال سید جلال الدین حسین الملقب بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ بروز چہار شنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ / ۱۳۸۳ء بعمر ۷۷ سال بوقت مغرب[1] واصل بحق ہوئے مزارِ مبارک اوچہ شریف (ریاست بہاولپور) میں ہے جو ملتان سے ستر میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ آپ کے روضہ کے دروازے پر حسبِ ذیل کتبات نصب ہیں:-

۱۔ تاریخ گشت جملہ جہاں بے جمال شاہ — تاریخ بُد ہفت صد ہشتاد و پنج سال[1]

۲۔ قطعہ[2]

پیر کامل ولی جلال الدین	قرۂ دیدۂ علی آمد
سال تولید آں شہہ مخدومؒ	از قلم "خادم نبیؐ" آمد
سن وسال وصالش از سرور	حامد و مہدی نبی آمد
باز سال وصال او از دل	زاہد و پیر متقی آمد

۷۸۵ھ

اولاد و احفاد حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ

حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے تین صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادی۔

۱۔ سید ناصر الدین محمودؒ از بطن تشکنی بنت ملک حسین لنگاہ۔

۲۔ مخدوم سید عبداللہ از بطن بی بی فردوس بنتِ سید صدر الدین محمد غوث عم بزرگوار مخدوم جہانیانؒ۔

۳۔ سید محمد اکبر، از بطن بی بی شہزادی بنت شاہِ روم۔

۴۔ ملکہ جہاں منسوب[3] بہ اشرف الدین مشہدی۔

بقول مؤلف الفرع النامی، مخدوم سید عبداللہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ متصل قدم شریف دہلی میں مدفون ہیں۔ مگر ایک دوسرے شجرے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دو صاحبزادے تھے ایک تو مولانا نظام الدین بندگی دوسرے شرف الدین بندگی جن کی

۱ بہاولپور گزیٹیر صفحہ ۱۶۲۔ ۲ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۶۳ جلد ۲ مؤلفہ غلام سرور مطبوعہ۔
۳ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۴۲۶۔

اولاد دہلی میں موجود ہے اور سید محمد اکبر کی اولاد بیان کیا جاتا ہے کہ ملکِ روم میں ہے۔ مگر دکن کے خاندان بخاری کرنپہ اسی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں جن کے جدِ اعلیٰ سید جلال الدین ملتان سے دکن آئے تھے اور یہیں واصل بحق ہوئے۔

سید ناصر الدین محمودؒ کثیر العیال تھے۔ تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ آپ کی کم و بیش سو اولادیں تھیں جن میں سے بقول مؤلف نظام الانساب آپ کے بیس فرزند اور بقول نواب صدیق حسن خاں بخاری مؤلف الفرع النامی، اٹھارہ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں اور ایک شجرہ میں پچیس (۲۵) صاحبزادوں اور دو صاحبزادیوں کے نام درج ہیں۔ آخر الذکر قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔

ان میں سے پانچ صاحبزادے تو قطب کے نام سے مشہور ہوئے ان مخدوم زادوں کے نام یہ ہیں:-

۱۔ مخدوم سید حامد کبیرؒ۔ ۲۔ برہان الدین قطب عالم۔ ۳۔ سید قطب علم الدین۔ ۴۔ سید قطب شہاب الدین۔ ۵۔ سید قطب اسمٰعیل۔ ۶۔ سید فضل اللہ۔ ۷۔ سید برہان الدین۔ ۸۔ سید علاؤ الدین عرف بندگی شیخ الاسلام (از بطن سعادت خاتون)۔ ۹۔ سید شرف الدین۔ ۱۰۔ سید نظام الدین مادرش از قوم بقال، جن کو سلطانِ دہلی نے چند دیہات کوشک خاص سے عطا کئے تھے، اور یہ سادات کوشکی مشہور ہیں۔

قطب العالم سید برہان الدین کی اولاد احمد آباد (گجرات) میں ہے۔ جن کے جد مادری ملک اسحٰق کھوکر زمیندار گجرات تھے۔ اور سید حامد کبیرؒ اور سید شرف الدین کی اولاد شہر اوچہ میں ہے۔ اول الذکر کی اولاد میں سجادگی روضہ مخدوم ہے۔ اور آپ کی دختر مسماۃ تاج الملوک کی شادی سید محمود دہلی سے ہوئی، دوسری دو لڑکیاں سید معز الدین بن سید علاؤ الدین رسالدار سے منسوب تھیں!

نیز پانچ اور صاحبزادے مسمیان سید عبد الحق، سید طیفور، سید کمال الدین عرف شرف الدین، سید سراج الدین اور عبد الرزاق ایک جاریہ[1] کے بطن سے تھے غالباً

۱ منبع الانساب قلمی (آصفیہ) صفحہ ۵۹۔

سید کمال الدین عرف شرف الدین وہی ہیں جن کا ذکر، مؤلف الفرع النامی[1] نے کیا ہے چنانچہ دو لڑکوں یعنی شرف الدین و نظام الدین کا ذکر ہے جو لاولد تھے۔

مشہور خلفاء مخدوم جہانیاںؒ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا فیض نہ صرف ہندوستان و پاکستان بلکہ عرب و عجم۔ ترکستان، وایران، مصر وغیرہ میں خوب پھیلا۔ جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے۔ نہ صرف آپ نے اکابر مشائخ سے فیض حاصل کیا، بلکہ لاکھوں اشخاص آپ کے فیض سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ہم یہاں مشہور خلفاء کے نام درج کرتے ہیں[2] جن کے سلسلے تمام شمالی ہندوستان، بہار، بنگال، جنوبی ہند و پاکستان میں جاری ہیں:۔

۱۔ سیّد شاہ صدر الدین المعروف بہ راجو قتال قدس سرہٗ برادر مخدومؒ۔
۲۔ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی (کچھوچھہ شریفؒ)۔ ۳۔ شیخ اخی جمشید راجگیریؒ۔
۴۔ سید علم الدین ترمذی قنوجیؒ۔ ۵۔ حافظ شیخ سراج الدینؒ۔ ۶۔ سید اشرف الدین[3] مشہدیؒ داماد مخدومؒ۔ ۷۔ شیخ یا بو تاج الدین بھکریؒ۔ ۸۔ سید شرف الدین ساحیؒ۔
۹۔ مولانا عطاء اللہ۔ ۱۰۔ سید محمود شیرازیؒ۔ ۱۱۔ سید سکندر ابن مسعودؒ۔ ۱۲۔ ابن قاضی بقّال عدنی (عرب) ۱۳۔ قاضی سماء الدینؒ خلف و خلیفہ قاضی فخر الدین بجنوری۔
قاضی صاحب اور حضرت مخدومؒ سے باہمی مراسلت تھی اپنے فرزند قاضی سماء الدین کو مخدوم جہانیاںؒ سے خرقہ دلوایا تھا۔ ۱۴۔ شیخ فضل اللہ ابن ضیاء العباسی مؤلف خزانہ جواہر جلالی۔ ۱۵۔ شاہ منصور جونپوری ثم دہلوی۔ مرید شیخ عبد اللہ[4] شطاری نے اویسیہ طریقہ پر مخدوم جہانیاںؒ سے فیض پایا تھا اور جونپور سے باشارہ مخدومؒ اعظم گڈھ آئے اور جہانیاں پورہ آباد کیا۔

بعض خاص مریدین و فیض یافتہ سید سلطان علاؤ الدین علی احمد بن سعد حسینی مؤلف خزانہ جواہر جلالی۔ مولانا احمد المدعو بہ بہائی[5]

---

[1] الفرع النامی ص۳۳ مطبوعہ۔ [2] لطائف اشرفی ص۳۹۲۔ [3] خزینۃ الاصفیا ص۳۲۶ میں ان کا نام شرف الدین لکھا ہے اور یہ بھی کہ آپ سے ملکۂ جہاں بنت مخدوم منسوب تھیں۔ [4] بحر زخار قلمی ص۱۰۳۳۔ [5] بحر زخار ص۳۲۲ قلمی

یعقوب بن حسین بن محمود بن سلیمان۔ مؤلف خزانہ جلالی[1] (ملفوظ مخدوم) مولانا احمد برنی، مؤلف و مرتب سیر نامہ مخدوم جہانیاںؒ۔ ممکن ہے ان اصحاب کو بھی خلافت عطا فرمائی ہو۔

باب (۴)

تصنیفات متعلقہ مخدوم جہاں مع توضیح حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی تصنیفات کے متعلق مؤلف ثمرات القدس[2] نے لکھا ہے کہ "وبرا تصنیفات بسیار است ویکے ازاں سراج الہدایہ است الخ۔

مگر سیر نامہ (سفر نامہ) اور سراج الہدایہ آپ کی ذاتی تالیفات نہیں ہیں آپ کے مریدین نے مرتب کی ہیں چنانچہ سیر نامہ کے متن میں آپ کا نام درج نہیں ہے۔ سراج الہدایہ کے متعلق کسی تذکرہ نویس نے کوئی تفصیل نہیں دی ہے۔ صرف یہ لکھا ہے کہ اس کا ایک مخطوطہ کتب خانہ رامپور میں ہے۔ اور ملفوظات[3] ہیں جو مسائل فقہ اور تصوف وغیرہ پر مبنی ہے۔

دوسرا مجموعہ ملفوظات خزانہ جلالی مرتبہ احمد الملقب بہ بھائی یعقوب اور تیسرا ملفوظ خزانہ جواہر جلالی مرتبہ شیخ فضل اللہ ابن ضیاء العباسی ہے۔ چوتھا ملفوظ جامع العلوم مرتبہ علی بن سعد ہے۔ اور سیر نامہ کے مؤلف احمد برنی ہیں۔ البتہ مقرر نامہ مجموعہ مکتوبات تقریباً ۱۱۴ صفحات پر مشتمل ہے جو آپ کی ذاتی تصنیف متصور ہوگی جس کو مولانا تاج الدین احمد سیاہ پوش نے جمع کیا ہے۔

غرض آپ کے ملفوظات کا ایک وافر ذخیرہ ہے جس کو آپ کے مریدین نے مرتب کیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یعنی اُسی حد تک جو ہماری نظر سے گزریں یا نام معلوم ہو سکے۔

---

[1] حاشیہ بحر زخار ص۱۳۲۹ (قلمی آصفیہ)۔ [2] ثمرات القدس قلمی (کتب خانہ سالار جنگ)۔ [3] مکتوب مولوی امتیاز علی عرشی بنام احقر۔

۱۔سیر نامہ مخدوم جہانیاںؒ۔ ۲۔مقرر نامہ۔ ۳۔خزانہ جلالی۔ ۴۔خزانہ جواہر جلالی ۵۔جامع العلوم۔ ۶۔سراج الہدایہ۔ ۷۔اوراد مخدوم جہانیاںؒ۔ ۸۔اربعین صوفیہ ۹۔مظہر جلالی۔ ۱۰۔فوائدِ جلالیہ۔ ۱۱۔جامع الطرق عربی (شجرات خلافت مخدومؒ مرتبہ حضرت قطب عالم گجراتیؒ)۔

۱۔سیر نامہ یا سفر نامہ مخدوم جہانیاںؒ:۔

اس نام کے تین رسالے ہماری نظر سے گزرے ہیں:

الف: سیر نامہ مرتبہ مولانا احمد برنی – مرید مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ مخطوطہ سنٹرل لائبریری حیدر آباد، گیارہ صفحات کا مختصر رسالہ ہے۔ (تالیف ۷۷۲ھ)

وجہ تالیف:۔ مؤلف لکھتا ہے: "اما بعد چنیں بندۂ امیدوار رحمت پروردگار، احمد برنی کہ یکے از مریدان و معتقدان و خدمتگاران اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ بوقت بازگشتن سید السادات از مہم ٹھٹھہ در سمت حضرت دار الملک دہلی حرسہا اللہ عن الآفات در ماہ رجب ۷۷۲ھ اثنی و سبعین و سبعمائیہ یعنی ہفتصد و ہفتاد و دو، لو پنجشنبہ ایں بندہ را سعادت قدم بوسی بوقت نماز پیشین حاصل شدہ۔ . . . . .

بخاطر گزشتہ کہ مبارک قدوم فیض لزوم و از زبان مبارک سید السادات احوال سیر و طیر میاں آوردن قدم مبارک آنحضرت صلعم۔ جمع کنم۔ خدمتگار عرض کرد بہ بندگی سید السادات . . . . کہ اگر اشارت باشد چند ورق ازیں مقدمہ بیان کنم بہ کرم فرمان شد بنویس، نیکو باشد، پس ایں مجموعہ را سیر نامہ نہادم۔ تا خوانندگان را الذتی و ثواب پدید آید ایں رباعی از روئے حال نوشتم ؎

ترا عزت بہ تاج و تخت شاہی	مرا عزت زخاک پائے درویش
الٰہی احمد بیچارہ دل را	بدہ کمنت زخاک پائے درویش

سیر نامہ (ب) مخطوطہ سنٹرل لائبریری حیدر آباد ۲۹۳۶/ع (جدید) ۳۰ صفحات مسطر ۱۴ یا ۱۵ جملہ اسی مقامات کے عجائب و غرائب پر مبنی ہے۔ تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ مرتب نے اس کو خود حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی زبانِ مبارک سے سن کر قلمبند کیا ہے:۔

آغاز: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ سیر نامہ افضل الاولیا۔ سراج العاشقین۔ جلال الملت والدین حضرت سید حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت می فرمایند کہ بر سر کوہے برائے تماشائے قدرتِ حق رفتہ بودم آوازے خیمے در گوشم آمد، کہ اے فرزند نبیؐ درینجا توقف کن کہ آفتابے مشتاق قدم بوسی تو ہست"۔ . .

ہر سفر لفظ سیر سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً سیر اول، سیر دوم، الیٰ آخر، سیر ہشتاد یعنی اسی ویں سیر، دلوار قہقہہ کے عجائب و غرائب پر ختم ہو جاتی ہے۔

اس کا ترجمہ اُردو زبان میں مطبع حیدری کانپور میں طبع[عہ] اور شائع ہو چکا ہے۔

سفر نامہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ۔ (ج) مخطوطہ ۴۲۹/ع (سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن) جملہ صفحات ۱۶۵ مسطر ۱۳ نستعلیق خوشخط۔ تقطیع متوسط۔ سرِ ورق پر سید مبارک خاں کی مہر ثبت ہے۔ اس سفر نامہ میں اور سیر نامہ (ب) میں بہت فرق ہے۔ اس میں زیادہ تر مقاماتِ مقدسہ حجاز، عراق عرب، مصر، ایران، کشمیر وغیرہ کا حال ہے، اور ہر مقام کے اولیاء اللہ مرحومین اور بقید حیات کے مختصر ذکر کے ساتھ، اُن کے مقابر کی زیارت، ملاقات اور استفادہ فیوض روحانی کا ذکر ہے۔

آغاز: الحمد للہ رب العالمین۔ اما بعد ایں رسالہ است متبرک از اں قطب الاقطاب، مخدوم العالم بندگی حضرت مخدوم جہانیاں شیخ جلال الحق عبد اللہ الحسن الحسینی البخاری۔ کہ در عالم کون و مکاں سیر و طیر چہل سال سفر بر و بحر طے کردہ است و ہفت حج اکبر گذاردہ بایں عبارت نوشتہ، و فرمودہ است کہ چوں ایں دعا گوئے ہفتم حج اکبر گذاردہ شیخ عبد اللہ مطری قطب مدینہ ملاقی شد گفت نام تو چیست و از کجا آمدہ، و مولود تو کدام زمین است گفتم نام من جلال الدین حسین است، بیا بہ روضۂ منورہ مطہرہ سلام کن کہ امانت شما پیش من است متوجہ ہم، کہ حکم باسم شما بودہ، آمدہ بہ روضۂ مبارک سلام دادم،

عہ۔ ترجمہ سفر نامہ مخدوم جہانیاں، مترجمہ محمد عباس ابن سید غلام علی چشتی دہلوی، مطبع حیدری کانپور ۱۹۳۶ء۔

وعا ردبی کردہ، گفتم، "السّلام علیک یا جدّی، از روضۂ پاک اوآواز برآمدہ علیکم السّلام یا ولدی دست ایں دعا گوئے گرفتہ بہ حجرۂ خود آورد و با پیراہن سرافراز ساخت فرمود کہ الحمدللہ کہ امانت بشمار سید الخ بعد از مشرافت حکم شدہ کہ اے سید جلال الدین". "قوموا للہ قانتین" برخیز و زیارت مردان خدا کن۔ باشارات بشارت ایشاں بجانب بیت المقدس حکم شد۔"

غرض سب سے پہلے آپ بیت المقدس گئے اور وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی۔ بعض مقامات یہ ہیں: دمشق، کربلا، کوہ لبنان، نہاوند، کوہ طجور، بغداد، وہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بصرہ ہوتے ہوئے، سراندیپ یعنی جزیرۂ لنکا تشریف لے گئے۔ وہاں قدم شریف حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کی اُس کے بعد پھر بصرہ آئے اور عراق عرب اور ایشیائے کوچک و کوہ قاف اور ترکستان کی زیارت کی پھر ایران گئے، نیشاپور، شیراز، کاشمیر۔ تخت سلیمان بلخ وغیرہ کوئی خاص ترتیب مقامات کی نہیں معلوم ہوتی۔ آخر کار پھر مکہ معظمہ پہنچے، وہاں چلہ کشی میں مصروف تھے شیخ مطری صبح کی نماز کی امامت کے لیے موجود نہ تھے تو باتفاق میں نے امامت کی، شیخ تشریف لائے تو میں نے ادباً پوچھا کہ حضرت صبح میں کہاں تشریف لے گئے تھے۔ تو فرمایا کہ ملتان گیا تھا شیخ رکن الدین ابوالفتح کا انتقال ہوگیا۔ میں نے تجہیز و تکفین میں شرکت کی، آنحضرت صلعم اور صحابۂ کرامؓ بھی شریک تھے۔ کسی نے پوچھا تھا کہ مرتبۂ قطبیت کس کو ملا، تو فرمایا کہ اُس شخص کو جو حجرہ میں معتکف ہے، جس کا اشارہ میری طرف تھا، سب نے مجھ کو مبارکباد دی۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے مجھ کو ہدایت فرمائی کہ "اے سید جلال الدین اوچہ، البتہ در ملتان بروید کہ شمارا طلب کردہ اند، غرض اس سفر میں آپ نے ایک سو تیس اولیائے مرحومین سے اور راسخ اولیا اللہ سے جو بقید حیات تھے استفادہ کیا۔ جن کے نام بھی درج فرمائے ہیں۔ اور ان کے ناموں کے اظہار کی وجہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ایں کلمات و اسم ہائے ایشاں شنیدہ کہ در تحریر آوردہ شدہ است محض از ترغیب طالبان و سلوک سالکان تا آنکہ الفاظ ایشاں شنیدہ در طلب حق

تیز رو شوند و سستی و کاہلی ایس پشت انداختہ دامن بزرگان بگیرند، الخ

غرض اس سفرنامہ سے بلاد اسلامی کی شان و شوکت، اور علم و فضل کی ترویج اور علماء اسلام و صوفیائے کرام کی علمی و عملی جد و جہد اور فیوض پر کافی روشنی پڑتی ہے

۲ مقرر نامہ: مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ (مکتوبات) کتب خانہ آصفیہ سنٹرل لائبریری حیدر آباد کا ایک واحد قلمی نسخہ ہے جو "۲" فن تصوف میں محفوظ ہے فہرست میں اس کا نام غلطی سے سیر نامہ درج ہے مگر دراصل یہ سیر نامہ نہیں بلکہ اس کا صحیح نام "مقرر نامہ" ہے، جس کی اس کے متن سے تصدیق ہوتی ہے۔

مقرر نامہ، حضرت مخدوم جہانیاں، کے اُن مکتوبات و ہدایات کا مجموعہ ہے، جو آپ نے، مولانا تاج الدین احمد علوی عرف سیاہ پوش سلطان پوری کو اُن کے بعض مسائل تصوف وغیرہ کے استفسارات کے جواب میں تحریر فرمائے تھے، جو آپ کو بتوسط شیخ معزالدین وصول ہوئے تھے، غالباً شیخ صاحب مذکور سے مراد سید معزالدین رسولدار[1] ہیں۔ جن کو مخدومؒ نے چہل اسم کی تلقین کی تھی۔ اس مجموعہ میں (۴۲) ہدایات بطور مکتوبات ہیں ہر فقرہ "مقرر باد" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے ہر ہدایت یا تاکید مدلل طور پر قرآن و احادیث اور اقوال مستند علما، و صوفیاء اور تمثیلات کے ساتھ تحریر فرمائی ہے۔

آغاز:۔

الحمد للہ ربّ العالمین والسّلام علٰی محمّد وّ آلہٖ وّ اَصحابہٖ اجمعین:۔

"اما بعد دیار سلطان پور حفظ اہلہا اللہ تعالیٰ عن الآفات و نواحی حضرت دار الملک دہلی حرسہا اللہ تعالیٰ عن البلیات کہ از قدیم الایام در سلک خدام قطب العالم منسلک و نہال گردانیدہ الخ

وجہ تالیف:۔

"روزے مع ہذا اندیشہ ام چناں رہبری کرد و فکر بزبان حال از صدق مقال بدیں بیچارۂ شکستہ چنیں گفت کہ اے مسکین کدام علم دستگیر است تا ازاں بازنہ ماند

[1] الدر المنظوم مطبوعہ ص ۸۳ طبع اول۔

وکدام علم است ازاں باز مانند کہ فتوی صاحب شریعت وبحر حقیقت بساحل طریقت
بدیں منوال غواصی میکنند ومی فرماید قال النبی علیہ السلام نعوذ باللہ من علم لاینفع
معنی حدیث چنیں باشد، باز داشت میخواہم از علمے کہ نفع نکند پس میخواستم تا کہ از لفظ
دربار شکر نثار مخدوم جہانیان جہانگیر دام حیلوتہ چند ورقی برا ستقامت کار دینی
وبجہت از دیاد منافع بداں حضرت التماس کنم ... ناگاہ بفضل کہ جلت قدرتہ وعلت
حکمتہ۔ باحسن المقال وامین الحال غرہ ماہ رجب المرجب قدرہ سنہ ست وسبعین
وسبعمایۃ بدریافت ارسال ایں صحیفہ توفیق یافتم ..... جواب التماسات جملہ بریں
مضمون آمد از خدمت ملک السادات منبع العلوم والسعادات ... قرۃ العین الرسول
تاج الحق والدین احمد بن معین سیاہ پوش علوی کہ عزیز تر از مردمک وشیریں تر بدل
جان اولیاء است عزوجل دوام فی کنف اللہ وحفظ اولیاءہ واطال اللہ بقائہ...
... بعد تبلیغ صحیفہ دعا نمودہ آمد ... مکتوب مرغوب فرزندی موشح بفضائل
نظم ونثر وبالتماسات فواید دینی طرف مولانا معزالدین رسانند، اجابت نمودن در
مطلوب فرزندی بر خویش لازم نمودہ شد۔ الخ

آغاز مقرر فرزندے باد، ہمہ منشورہا ونصیحت از حضرت رسالت پناہ صلعم نویسند
وفرمایند، برمی دہد وبہر نصیحتے کہ نہ ازاں حضرت صلعم نویسندہ فرمایند ہیچ بہ نہ دہد۔ الخ

خاتمہ:۔

مقرر فرزندے باد۔ ایں طرف بشستہا داں فرزندے برادر دینی ودوست
معتقد یقینی۔ مولانا عزالدین رسانیدہ بود با ہدایا، محل قبول شد بہ دعاء آں فرزند را
در اوقات خمسہ درونہ خویش ایں فقیر فرض گردانیدہ است ...... ایں جملہ
صحایف بروفق یادگار بفضل کردگار بداں فرزند معتقد بجہت نفع سائر دوستاں فرستادہ
شدہ است باید کہ معمول دارند وساختے وقت خود را مہمل ومعطل نہ گذارند تا عمر
عزیز ضائع نہ گردد۔ ودیدار خویش روزی گرداند۔ الخ۔

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد۔ مقرر نامہ مخدوم العالم مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہ

فی وقت زوال یوم الاربع شہر رجب المرجب بتاریخ چہاردہم ۱۱۵۹ھ ومطابق سنہ ۲۹
جلوس محمد شاہ بادشاہ غازی ..."

۳۔ خزانۂ جلالی:۔ مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (حیدرآباد دکن) نمبر ۱۰۳۸ فقہ
حنفی فارسی۔ اوراق (۲۱۳) سنہ کتابت ونام مولف ومرتب درج نہیں۔ کاغذ چکنا
نستعلیق خوشخط قدرے کرم خوردہ۔ یہ نسخہ مولوی محب حسین فیلسوف جنگ حیدرآبادی
کے کتب خانے کا ہے مگر ناقص الاول ہے حاشیۂ سرورق پر "خزانۂ جلالی" لکھا ہے۔
تذکرہ نویسوں نے یہ نہیں لکھا کہ اس کا مرتب ومولف کون ہے؟ مولف بزم صوفیہ
کی نظر سے بھی نہیں گزرا۔ پروفیسر خلیق احمد نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا نسخہ رائل
ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ہے اور مؤلف بحر زخار عہ نے لکھا ہے کہ اس کے مرتب
ومؤلف حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے خاص مرید مولانا احمد المدعو بہ بھائی یعقوب بن
حسین ہیں، مگر اس کی داخلی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے مرتب حضرت مخدوم
جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کے شاید کوئی صاحبزادے ہوں۔ چنانچہ خرقۂ صوفیائے
کرام کے ضمن میں لکھا ہے:۔

"وزعم خود سید صدر الدین بخاری"

اور سید صدر الدین محمد غوث بخاری حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے عم بزرگوار تھے۔ ورق
(۱۳۴ الف) اور سید صدر الدین المعروف بہ راجو قتال آپ کے بھائی کا بھی نام تھا
مگر کوئی قوی سند نہیں کہ یہ ملفوظ آپ کے صاحبزادے کا مرتب کردہ ہے اس میں مخدوم
جہانیاں کا نام بھی "سید جلال الدین بخاری" ورق ۱۹۷ب۔ اور ورق عہ ۱۹ پر درج
ہے اور حضرت موصوف کا بیان نقل کیا ہے کہ شیخ عبداللہ مطری نے مجھ سے پوچھا کہ
تمہارے شیخ کا نام کیا ہے تو میں نے کہا کہ "ابوالفتح" تو فرمایا کہ یہ تو کنیت ہے اور اصل
نام شیخ فیض اللہ ہے۔ الخ بہرحال بقول مؤلف بحر زخار تصدیق ہوتی ہے کہ خزانہ
جلالی کے مرتب حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے خاص مرید وخلیفہ مولانا احمد المعروف بھائی

عہ بحر زخار قلمی ص ۱۳۲۹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن۔

یعقوب قدس سرہٗ ہیں۔ اور یہ "خزانہ جلالی" ہی کا قلمی نسخہ ہے۔ جو کتب خانہ آصفیہ موجودہ سنٹرل لائبریری کے نادر نسخوں میں سے ایک ہے۔ یہ مخطوطہ ناقص الاول ہے ابتدائی چھ ابواب موجود نہیں چھٹے باب کی اس عبارت سے شروع ہوتا ہے "

" سائل شکستہ خاطر باز گشت"۔ اس کے بعد باب ۷ شروع ہوتا ہے جس کا عنوان یہ ہے " الباب السابع فی ذکر الصوم والاعتکاف البعید، "

خاتمہ :۔ باب فی ذکر شروط الاستجابۃ الدعاء والادعیہ الماثورہ۔

بعض اہم ابواب۔ الباب الثامن فی ذکر الحج والمدینۃ المعظم۔

الباب التاسع فی ذکر السفر والتجارۃ والکسب۔

کسب مکروہ وجمع مال۔ برائے تفاخر و تکبر۔

باب ۱۱۔ ذکر نکاح و طلاق اور اوراد الجامعہ۔ باب ۱۲ مناقب اولیا اور لباس رباط و ح

خرقۂ صوفیا و کرام از عم خود سید صدر الدین بخاری۔

باب ۱۸۔ فی ذکر شروط الاجابت الدعاء وادعیہ ماثورہ۔

آخری باب۔ ہذا باب من کتاب الطب والحکمت وغیرہ۔ اور آخر میں بعض تعویذ و نقوش وغیرہ۔ مثلاً۔ حرز ابراہیم۔ رموز النجات۔ حرز یمانی سجدے وغیرہ۔

بعض ماخذ:۔ قرآن و حدیث کے علاوہ۔ کتاب الشفاء۔ شارح قدوری۔ ابی داؤد نسائی و ترمذی۔ عوارف، طہارت القلوب۔ خلاصۃ الاذکار، ترمذی، تفسیر شرائع الاسلام، تقطیع۔ نوادر الاصول ترمذی۔ تفسیر ناصری للامام مالکؒ۔

۴۔ خزانہ جواہر جلالی :۔ (مخطوطہ ۳۲۸ سنٹرل لائبریری حیدر آباد) اوراق (۲۳۵) تقطیع "۶×۱۰" مسطر (۱۵) (فقہ حنفی) مؤلفہ شیخ فضل اللہ بن ضیاء العباسی۔ خلیفہ سید جلال الدین حسین بن احمد الحسینی بخاری مد اللہ ظلہ۔ شجرہ مندرجہ تالیف ہذا کی رو سے ان کا سلسلۂ باطنی بہ دو واسطہ شیخ ابو النجیب سہروردی حضرت احمد الغزالی تک پہنچتا ہے۔

سنہ تالیف ۷۸۱ھ "الفاظ یہ ہیں:۔ "تعنی لی شیخ مخدومی و مرشدی

ادام اللہ جلالہٗ فی الخامس عشر من شہر رجب سنہ احدی وثمانین وسبعمائۃ۔

موضوع : این خزانۂ جواہر جلالیہ مشتمل بر اذکار و اوراد و بعضے از منقول حضرت علیہ شیخی واستادی ومرشدی وملاذی رضی اللہ عنہ۔ الخ

جو ۴۲ اذکار یا ابواب اور مختلف فصول پر مشتمل ہے۔ باب اول در تقدیر اوراد، در چہار فصل، بیان توحید، ۲۔ فرض و واجب، ۳۔ احادیث، ۴۔ شریعت و طریقت و حقیقت۔ الخ۔

اہم ابواب یہ ہیں:۔ باب ۱۶۔ مراقبہ و تفکر۔ باب ۱۱ خلوت و عزلت و شرائط آداب آں۔ باب ۱۸۔ اسرار عارفاں۔ باب ۲۷ سلام گفتن بروح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر ارواح خلفائے راشدین و شیوخ سلف وغیرہ باب ۳۲ سماع و وجد و رقص۔ باب ۳۸ ہدایا و فتوح وغیرہ

بعض ماخذ: صحیفۂ کاملہ۔ تکملہ۔ قوت القلوب۔ عوارف۔ ارشاد یافعیہ، فوائد جلالیہ اوراد شیوخ سلف وغیرہ۔ ہر باب لفظ "ذکر" سے شروع ہوتا ہے۔

خاتمہ:۔ ذکر چہل و دوم در بیان نماز تعریف و فضائل و کیفیت و روایات نماز یہ کتاب ختم ہوتی ہے۔

نوٹ:۔ جواہر جلالی کا حوالہ جمعات شاہیہ مؤلف جلالی احمد آبادی میں بھی موجود ہے جو خزانہ جلالی سے ایک علیحدہ کتاب ہے۔

۵۔ جامع العلوم:۔ (مخطوطہ ۸۳ سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن)

مؤلفہ و مرتبہ سید علاؤالدین علی بن سعد حسینی ابن اشرف دہلویؒ۔ مرید حضرت سید جلال الدین حسین المعروف المخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری قدس سرہٗ تالیفی سنہ ۷۸۱/۷۸۲ھ۔ جامع العلوم کا ترجمہ اردو الدر المنظوم۔ مترجمہ ذوالفقار احمد نقوی ابن سید ہمت علی ابن سید شاہ ولی ابن سیدہ نجیب النساء بنت سید زین الدین از اولاد سید علی الدین ثانی بن سید ناصر الدین محمود ابن حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ بایمائے سید نور الحسن خاں ابن سید صدیق حسن خاں قنوجی بخاری سنہ ۱۳۰۸ھ اتمام کو پہنچا۔ جلد اول (مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۸ھ) جلد دوم سنہ ۱۳۰۹ھ میں چھپی۔ ....

"درِ منظوم" تاریخی مادہ ہے۔ جلد ۷، ۵۸ صفحات کراؤن سائز پر مشتمل ہے (۶×۱۰)
جس میں سیکڑوں عنوانات و مباحث حاشیے پر درج ہیں، کوئی خاص ابواب
مقرر نہیں ایک روزنامچہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس درالمنظوم ترجمہ جامع العلوم
میں ۱۴ر جمادی الثانی ۷۸۱ھ سے ۷ ارمحرم ۷۸۲ھ تک بقید تاریخ و وقت تقریباً
ساڑھے سات ماہ کے ملفوظات مختلف موضوعات حدیث و تفسیر و فقہ اور تصوف
پر درج ہیں، بعض جگہ ایک دن کے کہی گئی ارشادات، اور بعض ایام کے بیچ بیچ میں
دن مؤلف کو قدمبوسی حاصل نہیں ہوئی نہیں لکھے مؤلف نے دیباچہ میں اس تالیف
کو ایک سو اٹھیاسی علوم کا مجموعہ قرار دیا ہے، مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جو علم
اخلاق و تصوف میں آجاتے ہیں۔ مثلاً۔ علمِ صبر، علمِ شکر، علمِ خوف، علمِ رجا،
علمِ تواضع، علمِ تکبر، علمِ فراق و وصال وغیرہ بعض اہم علوم درج ذیل ہیں:
علمِ قرأت (تجوید)۔ علمِ تفسیر۔ علمِ احادیث۔ فقہ، اصولِ فقہ، علمِ کلام، علمِ معانی،
منطق، صرف و نحو، علمِ لغت، علمِ عروض، علمِ حکمت، علمِ طب، علمِ نجوم (بقدرِ ضرورت)
علمِ مناظرہ، علمِ معیشت، علمِ سلوک (توحید۔ معرفت۔ مشاہدہ ملکوت و جبروت
علمِ دعوات۔ علمِ اجتہاد، علمِ ماہیت بشر، (ماہیت جن و حیوانات) قصص و حکایات،
علمِ عقائد، (ایمان و اسلام) علمِ ماہیت فرائض و نوافل (ماہیتِ صوم۔ تلاوت،
امر و نہی، زکواۃ)

اصل فارسی "جامع العلوم" کے نسخہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔
"مسلکنی مسلک الارادۃ المخدوم بارادتہ و جنابتہٖ و رضایہٖ ولاقنی صحبت المخدوم الخ"
. . . چہار کتب قراۃ کردم یکے در فقہ علمِ شریعت و یکے علم احادیث نبوی و دوم در
علمِ سلوک و طریقت و حقوق پیری بود، حقوق استادی نیز واجب شد، و چند
کتب سماع کردم۔
در علم فقہ، منتفق و مجمع البحرین و چیزے قدوری، و چیزے ہدایہ، و در علم اصول
فقہ چیزے حسامی و چیزے بزودی، در علمِ کلام عقیدہ نسفی و قصیدہ لامیہ، با شرح،

و در علمِ تفسیر چوں مدارک، و در علمِ سلوک چوں عوارف الخ۔
نسخہ ناقص الآخر ہے، جو حسب ذیل عبارت پر ختم ہوتا ہے:۔
"از سبق شنیدہ ام لعنت ظالم رواست زیرا چہ او ظلم کردہ است،
و لعنت کفر نتواں کرد، و لے کارے کہ او کردہ است مآل او کفر است
مخدوم فرمودند رسول خدا ے را شاید، فاما یزید استحلال قتل بندہ شتہ
باشد زیرا چہ سر مبارک امیر المومنین رضی اللہ عنہ بر سر کنگرہ آویختہ چنانکہ
دشمنان بیاویزند و ایں دلیل استحلال۔ . . . الخ
سنہ کتابت ندارد البتہ بعض مہریں ہیں ایک مہر پہ صرف . . . نواز جنگ ۱۱۵۵ھ
مبہم ہے دوسری مہر کے نیچے کے حصے میں ایک نام [سید جلال الدین بن بخاری ۱۱۴۰] لکھا ہے۔
(یہ مخطوطہ ۸۳ متفرقات قلمی و فارسی سنٹرل لائبریری میں محفوظ ہے)۔
۶۔ سراج الہدایہ:۔ جو ہماری نظر سے نہیں گزرا، اس کا ایک مخطوطہ مولف
مشائخ چشت کا بیان ہے کہ کتب خانہ اسلامیہ کالج اٹاوہ میں ہے۔ اور دوسرا
نسخہ بموجب بیان مؤلف بزم صوفیہ کتب خانہ رام پور (رضا لائبریری) میں محفوظ
ہے۔ یہ کس موضوع پر ہے کوئی صراحت نہیں البتہ مولانا امام بیگ[1] مؤلف "ثمرات القدس
من شجرات الانس" معاصر اکبر اعظم خزانہ دار شہزادہ مراد نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے:۔
"و یرا تصنیفات بسیار است و یکے ازاں سراج الہدایہ است"
و در آنجا فضیلت سورۂ فاتحہ از حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ، می آرد کہ
فاتحہ را السبع المثانی گویند، جہت چیست! فاتحہ را ازاں سبع المثانی
گویند کہ در ہر رکعتے تکرار خواندہ می شود، دیگر سبع المثانی کہ در وے
ہفت حرف ہست الخ (شاہ عالم در رسالہ مذکورہ می آرد کہ شنیدم از
شیخ صدر الحق والدین سید راجو قتال قدس سرہٗ کہ می گفت مخدوم از
یازدہ سالگی تا روز وصال با زدہ متعال دہ رکعت نماز ہرگز قضا نہ کرد۔
(اعتماد المریدین شاہ عالم گجراتی)

[1] امام بیگ مولف ثمرات القدس ورق ۳۶۸ الف قلمی سالار جنگ حیدرآباد۔

مولانا عرشی لائبریرین رضا لائبریری رامپور نے اطلاع دی ہے کہ سراج الہدایہ کا ایک نسخہ ان کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اس کا کوئی ایک خاص موضوع نہیں فقہ، تصوف وغیرہ پر مبنی ہے، اور یہ آپ کا ملفوظ ہے (مکتوب موسومہ احقر مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۱ء)۔

۷۔ اوراد مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ:۔ (مخطوطہ سنٹرل لائبریری حیدرآباد ۲۱ ادعیہ عربی) مؤلفہ و مرتبہ سید منظہر علی ابن سید جمال الدین ابراہیم احمد حسینی بخاری۔ سنہ تالیف و کتابت ندارد۔ صفحات ۱۹۷ سطر ۱۱۔ بخطِ نسخ خوش خط۔ مرتب سید منظہر علی، حکیم تھے اور دیوان ریاست کرنول۔ اور ملا عبد چندو لعل کے معاصر تھے۔ حکیم صاحب سید جلال الدین ابن سید ابو الفتح رکن الدین کی اولاد سے تھے۔ ان کے اجداد میں پانچویں پشت اوپر کے جد سید نور اللہ بدایوں میں متمکن تھے جن کی اولاد حیدرآباد دکن میں ہے۔ اوراد میں صفحہ ۹ تا ۴۰ اسمائے مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہٗ اور صفحہ ۴۱ تا ۱۹۷، مختلف اوراد و وظایف۔ نیز بعض خاص اوراد مختصہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ معہ اسنادِ احادیث درج ہیں:

۸۔ اربعین صوفیہ:۔ تالیف حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔ ہماری نظر سے نہیں گزری۔ مؤلف جامع العلوم نے جو آپ کے خاص مرید تھے آپ سے پڑھی ہے۔ اور اس طرح اشارہ کیا ہے:۔

"و اربعین صوفیہ کہ مخدوم در مکہ مبارک جمع کردہ بودند الخ

قرینہ یہ ہے کہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے چالیس احادیث صوفیائے کرام کے مسلک کے متعلق جمع فرمائی تھیں اور یہ کتاب آپ کے درس میں متداول تھی چنانچہ مرتب جامع العلوم نے۔ اپنی تالیف میں ایک حدیث مشہور نقل کی ہے۔ کہ آخر شب میں، حق سبحانہٗ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے اور یہ سوال کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا۔ الخ (ص ۸۳ درالمنظوم جلد ۲)۔

۹۔ مظہر جلالی:۔ یہ بھی ملفوظ معلوم ہوتے ہیں جس کے حوالے مؤلف تاریخ الاولیاء نے اپنے تذکرہ میں دیئے ہیں جو میری نظر سے نہیں گذرے۔

۱۰۔ فوائد جلالیہ:۔ کا پتہ نہیں چلا۔ خزانہ جواہر جلالی میں اس کا حوالہ ہے۔ مگر مؤلف کا نام نہیں لکھا لفظ جلالیہ سے گمان ہوتا ہے کہ یہ بھی شاید حضرت مخدوم کی یا آپ سے متعلق کوئی تالیف ہے۔

۱۱۔ جامع الطرق عربی:۔ شجرات خلافت مخدوم جہانیاںؒ (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ۱۵۲۹ تصوف عربی) مؤلفہ قطب العالم گجراتی مرتبہ فرید بن عبد اللطیف گجراتی۔ سنہ کتابت ندارد اس پر البتہ ایک تحریر یہ ہے:۔

این کتاب جامع الطرق بہ ملک شیخ احمد دادہ شد، مبارک باشد تحریر فی التاریخ یازدہم شعبان ۸۵۱ھ اپنے شجرۂ خلافت کے آخر میں اس کے مصنف کا حوالہ اس طرح درج ہے۔ "السید برہان الدین عبد اللہ المشہور بہ قطب العالم الشیخ مصنف ہذا الکتاب"

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خاص تحریرات عربی و فارسی:۔

مکتوب مخدوم بزبان عربی بنام خواجہ قوام الحق والدین محمد بن ظہیر الدین کردہ بقلم مبارک خود نوشتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

"الحمد للہ الذی خصص اولیاءہ بنور العرفان وشرح فی قلوبھم براھین الایقان وجعلھم ھداۃ الی سبیل الجنان مستعدین بفیضان الرحمۃ فی الغفران کما قال عز من قائل اولئک کتب فی قلوبھم الایمان والصلوات علی محمد خیر النعمات واشرف الارکان الخ استفادمنی وافادنی فی صحبۃ وکتبت ھذہ الکلمات المرویۃ عن شیخ الشیوخ شہاب الحق والشرع والدین السہروردی موصیا لبعض اصحابہ قدس اروآحم واوصل الینا فتوحھم نفعنا تعالیٰ بھا وانا صحبت جماعت من المشائخ ولبست منھم الخرقۃ المبارکۃ السا فیھم وسند خرقتھم مذکورۃ الخ (خزانہ جلالی قلمی ص ۱۴۴)۔

نمونہ تحریر فارسی مخدوم جہانیان قدس سرہٗ ۔

مکتوب[1] بنام قوام الدین کرڑہؒ :۔

" مکتوب مرغوب آں محب محبوب رسید، مضمون معلوم شد محاسن اخلاق آں ذات طیب اعرف آنکہ چوں بصدق متوجہ حق سبحانہ تعالیٰ شدٔ بمدح وذم خلق ملتفت نشود دائماً صاحب سکوت و مشتغل بطریق اصحاب عبادت باشدٔ واندوہ را ازجہت گفتار خلق بخود راہ نہ دہد، تا جمعیت باطن و ارادت درطاعت دست دہد، بقول امیر المومنین حسین بن علی رضی اللہ عنہٗ تمسک نماید، نحن الجبال سخات لاتزحیمن ریاح العاصفات یعنی مردان خدا کوہ ہا اند ثابت و محکم کہ نمی جنبانند او را بادِ تیز" الخ

حضرت جمال الدین معبریؒ نے اجازت نامہ اپنے قلم مبارک سے عربی زبان میں لکھ کر حضرت مخدوم کو عطا فرمایا تھا۔ اُسی شجرہ کو خود مخدوم جہانیانؒ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔

" امابعد ۔ فیقول العبد المفتقر الی اللہ الغنی الصمد القوی ابو عبداللہ حسین بن احمد بن حسین الحسینی البخاری بصرہ اللہ بعیوب نفسہ و جعل یومہ خیراً من امسہ ۔ ان الاخ الصالح العالم السالک الزاھد الناسک جمال الملت والدین محمدؐ بن احمد بن محمدؐ بن منصور نفع اللہ تعالیٰ والمسلمین بمد حیوتہ واتخذ المحبتہ وجعل من اھل صفوتہ لما شرفنی بالصحبتہ . . . عقدت معہ عقد النصرۃ والبستہ خرقۃ المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ سرہم وارواحہم وان لبستہما من الشیخ ابی الوقت محمود الحسینی السمرقندی وھو لبس من الشیخ العارف ابی سعید زفر الکرمانی وھو لبس من خضر علیہ السلام وھو لبس من سید المرسلین محمدؐ خاتم النبیین صلعم "[2]

---

[1] خزانہ جلالی ورق ۶۳ قلمی ۔ [2] خزانہ جلالی ورق ۲۰ قلمی (سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن)

باب (۵)

تعلیمات مخدومؒ

حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ یوقت واحد، ایک عالم متبحر، فقیہ، متکلم، مفسر، محدث اور ایک محقق صوفی تھے۔ عمر کا بیشتر حصہ چالیس سال تو صرف سیاحت میں گزرا اور حصول علم ظاہری و باطنی میں سیکڑوں علماء سے فیض پایا۔ خصوصاً امام عبداللہ مطری، اور امام عبداللہ یافعی قدس اللہ اسرارہم، آپ کے خاص اساتذۂ حدیث و تصوف ہیں۔ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء آپ کے مریدین اور تلامذہ میں شامل تھے مثلاً سید علاؤ الدین علی بن سعد حسینی، مولف جامع العلوم، (ملفوظات مخدوم جہانیانؒ) سید فضل اللہ ابن ضیاء العباسی قدس سرہٗ ۔ مولف خزانہ جواہر جلالی، مولانا احمد المعروف بہ یعقوب بھائی، مولف خزانہ جلالی، کے بیانات اور ارشادات حضرت مخدومؒ سے پتہ چلتا ہے کہ مخدومؒ کی مجلس میں، حدیث و تفسیر قرآن، فقہ، کلام، اور تصوف کا درس ہوا کرتا تھا۔ جن میں خاص طور پر، عوارف المعارف مصنفہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی، مصباح، رسالہ مکیہ، واربعین صوفیہ وغیرہ متداول تھیں، اور ساتھ ہی ساتھ علماء ہند اور علماء حجاز و عراق وغیرہ سے علمی مسائل کے متعلق بحث ہوتی اور دونوں ملکوں کے علماء کے اختلاف معانی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

" عوارف المعارف " کے متعلق آپ کی رائے ہے کہ اگر کسی کا کوئی پیر نہ ہو اور نہ پیر کو دیکھا ہو وہ اگر اس پر عمل کرے تو وہ واصلین سے ہو جائے[1]۔

دوسری خصوصیت، آپ کی تعلیم و تلقین کی یہ ہے کہ آپ فلسفیانہ اور متکلمانہ بحث و مباحث اور الجھنوں سے گریز فرماتے تھے اور جو کچھ علمی مسائل یا نکات تصوف پیش فرماتے وہ سب قرآن و حدیث پر مبنی ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ مولف خزانہ جواہر جلالی

---

[1] صفحہ ۶۷۸ درمنظوم جلد ۲ ۔

اپنی کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں:- کہ حضرت قطبیہ مرشدیہ مد اللہ ظلہٗ و دام جلالہٗ
کہ مخصوص یک دو نفر طالبانِ صادق را از راہِ شفقت تربیت فرمودہ .... ارشاد
نمودہ کہ ایں رسائل فضائل عمدہ عارفان و زبدۂ صدیقان است باید از سفہاء و جہال
نگاہدارد و بہ نا اہلان ننماید الخ[1]

غرض آپ کا تصوف محض اسلامی تصوف تھا، اور دیگر محققین صوفیاء کی طرح
یعنی حضرت شیخ اکبر ابنِ عربیؒ کے عقیدہ مسئلہ وحدۃ الوجود یا شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ
کے وحدۃ الشہود پر علانیہ طور پر آپ کے ضخیم ملفوظات میں، کوئی بحث نہیں ملتی۔ اس
زمانے کے علماء اور عماد مسئلہ وحدۃ الوجود اور ہمہ اوست کو عقیدۂ فلاطینوس، ویدانت
اور بدھ مت کے عقائد سے متاثر مانتے تھے۔ آپ کی تعلیم میں نہ تو فلاسفہ یونان کا
اثر ہے اور نہ ویدانت کا، بلکہ آپ کا تصوف بالکل قرآن اور حدیث پر مبنی ہے۔
ہم یہاں آپ کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں یعنی، عقائد اسلامی۔ تصوف، اور سماجی
تعلیمات پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں:-

صوفی:- صوفی کے متعلق حضرت مخدومؒ کا وہی استدلال ہے۔ جو دوسرے محققین
صوفیا کا ہے۔ فرماتے ہیں کہ صوفی اصوف سے مشتق ہے اور فارسی زبان میں صوف سے
لفظاً صوفی بن گیا۔ صوفی بقول شیخ الشیوخ، مقرب کو کہتے ہیں۔

عہدِ نبویؐ میں ایک جماعت ایسے فقراء کی موجود تھی جو ایک صفہ یعنی چبوترہ پر
بود و باش رکھنے کی وجہ سے اہلِ صفہ کہلاتے تھے۔ یہ بالکل متوکل علی اللہ تھے۔ ان کا
سوائے خدائے برحق کے کسی سے سروکار نہ تھا۔ ان میں بڑے بڑے جلیل القدر
صحابی مثلاً حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابو ذرؓ وغیرہ شامل تھے۔ قرآن شریف میں
ان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ "لِلفقراءِ الّذین احصروا فی سبیل اللّٰہ لا
یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبہم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفہم
بسیماھم لا یسئلون الناس الحافاً" ترجمہ:- خیرات ان فقیروں کے لیے ہے جو رکے ہوئے

1۔ ازخزانہ جواہر جلالی قلمی ص ۱۴۶ کتب خانہ آصفیہ (سنٹرل لائبریری حیدرآباد) 2۔ الدر المنظوم جلد ۲ ص ۶۷۸۔

ہیں اللہ کی راہ میں، چل پھر نہیں سکتے ملک میں، سمجھے ان کو ناواقف مالدار ان کے سوال نہ کرنے
سے، تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے، نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر" (پ ۳ ع ۳۷)
اصحاب صفہ فقیر تھے جاہل لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ تونگر ہیں وہ خود کو لوگوں
کی نظر میں تونگر بتاتے تھے۔ اس لیے کہ بقول اِن اللّٰہ یحب الفقیر الغنی۔ یعنی اللہ تعالیٰ
درویش تونگر نما کو دوست رکھتا ہے اے محمدؐ صلعم آپ ان اصحاب صفہ کو جو فقیر ہیں
ان کو آپ ان کے بشرہ سے پہچانتے ہیں۔ یہ لوگوں سے بالحاح نہیں مانگتے۔

غرض عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے اشخاص کا وجود تھا، اگرچہ یہ لوگ
لفظ صوفی سے موسوم نہ تھے۔ آنحضرت صلعم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتے اُٹھتے، کھانا
تناول فرماتے، اور مصافحہ کرتے، اور فتوح بھی تقسیم فرماتے۔ سرداران عرب نے
آنحضرت صلعم کی ان کے پاس نشست و برخاست پر اعتراض کیا۔ اور عرض کی آپ
ایسے اشخاص کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جن کے کپڑوں سے پسینہ کی بو آتی ہے
اور یہ سرداران کے ساتھ میل جول کو اپنی توہین سمجھتے تھے، اس پر وحی نازل ہوئی
کہ ولا تطرد الّذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی، یعنی میرے دوستوں
سے گریز مت کرو جو رات دن مجھ کو پکارتے ہیں۔

پہلی آیت جس کا سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے اُس میں الحافا کے معنی جو اہل
حجاز میں رائج ہیں وہ یہ ہیں کہ اہل صفہ کو اللہ تعالیٰ سے ایسی شرم آتی ہے کہ وہ لوگ
سے بالحاح نہیں مانگتے یعنی اُن کو خدا کے غیر سے مانگنے میں انتہائی ندامت ہوتی ہے۔

اہل صُفہ کی زندگی نہایت فقر و فاقہ کی تھی، نہ تو اُن کی کوئی تجارت تھی نہ زراعت
اور نہ وہ گلہ بانی ہی کیا کرتے تھے۔ اپنا ایندھن خود آپ لاتے اور کھجور کھا کر زندگی
گزارتے تھے اکثر ایک جو کی روٹی اور ایک آبخورہ پانی پر قناعت کرتے جبکہ، حضرت
رسول کریم صلعم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر فقر و فاقہ کی سخت سے سخت حالت گزری
ہو تو پھر دوسروں کا کیا ٹھکانا۔ بہرحال یہ لوگ بڑے عالی ہمت اور اولوالعزم تھے۔
اپنی اصلی حالت کو چھپاتے تھے۔ اور بظاہر لوگوں کی نظر میں تونگر معلوم ہوتے تھے۔

اور یادِ الٰہی سے کسی آن غافل نہیں رہتے تھے۔ اس لیے ان کو مقربین خدا کے نام سے موسوم کیا گیا۔ انھوں نے نانِ جویں پر قناعت کرکے اپنی زندگی یادِ الٰہی میں گزاری اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ لفظ صوفی تابعین کے زمانے میں رائج ہوا اس لیے کہ صوفیائے کرام کی زندگی بالکل اصحابِ صفہ کی زندگی کے مشابہ تھی، اور چونکہ اصحابِ صفہ کا لباس بھی ایک کملی تھا، اور ان کا بھی۔ اس لیے یہ لوگ صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمل مرغوب تھا چنانچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو "یا ایّھا المزمّل" اے کملی والے کے پیارے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ان میں رہبانیت تھی اور نہ قصداً ہاتھ پیر توڑ کر دنیا سے الگ ہو کر ایک غار یا پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہنا ان کا شعار تھا تابعین و تبع تابعین اور خلفائے عباسیہ کے زمانے میں یہ گروہ موجود تھا۔ ان کے اس طرح دنیوی جھگڑوں سے الگ رہنے میں ایک سیاسی مصلحت، اور ملک کی بدانتظامی اور بعض علماء کا رشک و حسد بھی شامل تھا۔ اکابر صوفیائے محققین نے اہل و عیال اور متعلقین کے ساتھ اپنی زندگی گزاری ہے اور سنتِ نبویؐ کی کماحقہ پیروی کی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

غرض حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ان کا وجود عہدِ نبویؐ میں تھا اور یہ لوگ اُس وقت مقربین کہلاتے تھے اور وہی لوگ آج کل صوفی کہلاتے ہیں قیامت میں ان کا مرتبہ انبیاء علیہ السلام کے بعد ہوگا۔ مقرب صوفی صدیقین میں شامل ہیں، جن کا رتبہ شہدا سے بلند تر ہے۔ قرآنِ شریف میں مقرب سے مراد صوفی ہے: فاما ان کان من المقربین (الآیۃ)

آپ نے فرمایا کہ ایک تو صوفی ہوتا ہے دوسرا متصوف، تیسرا متشبہ۔ صوفی ان کا ذکر اوپر ہوا، دوسرے متصوف یعنی ابرار یا نیک لوگ جو مقرب ہو سکتے ہیں[1]

۱۔ الدر المنظوم صفحہ ۶۵۵/۶۵۶ مطبوعہ طبع اول۔

تیسرے متشبہ۔ یعنی جس میں صوفی کی سیرت ہوتی ہے اور وہ کام تو کرتا ہے مگر اُس کے انجام کو نہیں پہنچاتا۔ اگر یہ متشبہ اپنے کام میں صادق ہو اور کوئی کوتاہی نہ کرے تو وہ صوفی یعنی مقرب ہو جائے۔

ارشادِ نبوی صلعم ہے کہ "من تشبہ بقوم فھو منھم" محدثین حجاز سے میں نے اس کے معنی یہ سُنے ہیں کہ اس سے تشبہ معنوی مراد ہے۔ نہ کہ صوری[1]۔

صدیق کسے کہتے ہیں؟ :-

حضرت مخدومؒ کا ارشاد ہے کہ اہلِ حجاز کے پاس صدیق کے دو معنی ہیں۔ جو ہندوستان کے علماء کی توجیہہ سے بالکل مختلف ہیں: ایک یہ کہ لفظ صدیق بروزن فعیل مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جو صداقت سے مشتق ہے۔ صداقت کے معنی کثرتِ محبت کے ہیں۔ یعنی صدیق خدا کو بے حد دوست رکھتا ہے یعنی وہ محب بھی ہے اور محبوب بھی اولیاء اللہ نے ایسے محب سے جو محبوب نہ ہو پناہ مانگی ہے۔ اس لیے کہ محب، محبوب نہ ہو تو وہ ایک فتنہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی عاشق کسی معشوقہ کا محب تو ہو گیا مگر معشوقہ اُس کو دوست نہ رکھے تو اُس کو سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہیں۔

صدیق کے دوسرے معنی یہ لیتے ہیں کہ لفظ صدیق، صدق سے نکلا ہے۔ صدق سے مراد کثرتِ تصدیق ہے یعنی صدیق وہ ہے جو اس قدر کثرت کے ساتھ تصدیق کرے کہ پھر اُس کے دل میں رمق برابر بھی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ یعنی جو کچھ اللہ اور اُس کے رسول نے فرمایا ہے اُس کو سُن کر صحیح اور درست جانے، یہ دونوں صفات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ میں بوجہِ اتم موجود تھیں آپ محبِ حق بھی تھے اور محبوبِ حق بھی۔ اور مصدق بھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ باتیں نادر ہیں ان کو لکھ لو۔

قلندر[2] :-

بوقتِ سبق عوارف شیخ زادہ نجم الدین سے فرمایا قلندر کے معنی زبانِ پہلوی میں تارک"

۱۔ الدر المنظوم صفحہ ۶۵۵/۶۵۶ مطبوعہ طبع اول ۲۔ الدر المنظوم صفحہ ۳۳ جلد ۲ مطبوعہ۔

کے آتے ہیں۔ قلندر وہ ہے جس کے پاس لکڑی کا پیالہ بھی نہ ہو اور جس قدر اُس کی ہتھیلی میں سمائے اُسی قدر کھائے، نہ کہ وہ لوگ جو قلندر تو کہلاتے ہیں مگر بدعتی ہوتے ہیں ڈاڑھی مونڈھتے اور لوہا پہنتے ہیں۔ قلندر تو سوائے خدا کے سب کا تارک اور قانع ہوتا ہے۔

حضرت مخدومؒ نے مجملاً جو کچھ ذکر فرمایا ہے ہم یہاں آپ کے معاصرین کے اقوال کی کچھ اور توضیح کرتے ہیں:-

حضرت[1] خواجہ مسعود بکؒ فرماتے ہیں ؎

مجرد شو از دین و دنیا قلندر | کہ راہ حقیقت از یں ہر دو برتر

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ آپ کے برادرِ طریقت کا قول یہ ہے: "صوفی منتہی چون بمقصد مراد قلندر گردد، علم قلندر صحو و عمل قلندر محو، راہ قلندر عشق است العشق ہو اللہ" الخ

ایمان کے تین درجے ہیں:-

۱۔ ایمان استدلالی ۔ ۲۔ ایمان تقلیدی ۔ ۳۔ ایمانِ مشاہدتی۔-

۱۔ ایمان استدلالی :- یعنی یہ کہ صنعت کو دیکھ کر صانع کو پہچانے مثلاً آسمان وغیرہ میں نظر کرے یہ ایسا ہی معلق ہے بے ستون، اور بلند ہے، اور اس کا ضرور کوئی خالق ہے۔ اس طرح خالق پر ایمان لائے اور یقین کرے۔

۲۔ ایمان تقلیدی :-

جو کچھ حضرت رسول اللہ صلعم سے اُس کو خبر پہنچی ہے۔ ایمان لائے۔ جیسا کہ قصیدہ (الامیہ) میں ہے ؎

وایمان المقلد ذو اعتبار | بنص و اخبار عوال

یعنی مقلد کا ایمان بہ لحاظ نص یعنی، آیاتِ قرآنی اور اخبار عالیہ، احادیث معتبرہ ہے۔

۳۔ ایمان مشاہدتی :-

جب ولی کی نظر بہشت و دوزخ، عرش و کرسی، لوح و قلم پر پڑتی ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ ان سب کا وہی ایک حق سبحانہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے، جس وقت، ایسے ایمان[2]

[1] مراۃ الاسرار قلمی ص... سنٹرل لائبریری حیدرآباد۔

اس مرتبہ کو پہنچتا ہے تو مجاہدہ کی وجہ سے ذاتِ خدا کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے بقول آیۂ کریمہ : وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ اے الذین جاھدوا فی طلب وصالنا لنھدینھم سُبُل وصالنا[1]۔ یعنی مخدوم جہانیانؒ نے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے۔ یعنی جو لوگ ہمارے وصال کے طالب ہیں اور کوشش کرتے ہیں تو ضرور ہم اُن کو اپنے وصال کی راہیں بتا دیتے ہیں۔ گویا ایمان کا سب سے بلند درجہ شہود حق ہے۔ جس کو آپ کے خاص خلیفہ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانیؒ اور دوسرے محققین صوفیا، "وحدت مطلقہ" اور توحیدِ مطلق کہتے ہیں (لطائف اشرفی)

توحید حقیقی کیا ہے؟ خزانہ جلالی میں آپ کا ایک قول منقول ہے:-

"التوحید غض الطرف عن الاکوان بمشاھدۃ من ھو منزہ عن کل نقصان"[1]

یعنی (توحید کائنات سے اپنی آنکھیں بند کر لینا ہے اس ذات کے مشاہدہ میں منہمک ہو کر جو تمام نقائص سے ماورا ہے)۔

"چوں غیر حق ثابت شد حکم توحید ساقط شد"[2]

یعنی جب غیرِ حق ثابت ہوا تو پھر توحید کہاں، توحید ساقط ہو گئی یعنی دوسرے الفاظ میں "لا موجود الا اللہ" توحید حقیقی ہے۔

اسی کو حضرت مخدومؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ وضو ایک طہارت ہے، دوسری طہارت یہ ہے کہ حرام کھانے پینے اور فعلِ حرام اور غیر محرم کو دیکھنے سے اور غفلت سے باز رہے۔ تیسری قسم کی طہارت، افعال ذمیمہ سے پاک ہونا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اخلاقِ حمیدہ سے متصف ہونے کا نام ہے جو تھی طہارت یہ ہے کہ اپنے دل کو غیر حق کی محبت سے پاک کر دے۔ بقول شاعر لبید جس کی آنحضرت صلعم نے تعریف کی ہے جو یہ کہتا ہے۔ اَلَاکُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔

بہر حال صوفیائے کرام کے مشرب میں خود کو غیرِ حق کی محبت سے پاک کرنا اور غیرِ حق کو معدوم سمجھنا، اصل توحید ہے۔ جس کو حضرت مخدومؒ نے قرآن و حدیث

[1] الدر المنظوم ص... ۔ [2] خزانہ جلالی قلمی آصفیہ ورق ...

کی روشنی میں بیان فرمایا ہے[1]۔

اسلامی تصوف :-

اسلامی تصوف کی بنیاد ہماری تحقیق میں دراصل قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ عقائدِ فلاطینس یا فلاسفہ یونانی پر اور نہ ویدانت پر اور نہ بقول بعض بدھ مت کی تعلیم پر اور نہ ان عقاید راہبین نصاریٰ پر مشتمل ہے جس پر مسٹر و ہنفیلڈ مترجم گلشن راز نے استدلال کیا ہے ۔

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی آیات ۔ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض، مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح، المصباح فی زجاجۃ ۔ الخ کی تفسیر میں بڑے اسرار و نکات بیان فرمائے ہیں ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے :

فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ نے آسمان و زمین کو نورِ محمدی سے روشن کیا، مثلاً ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے اور وہ چراغ، ایک شیشے کی قندیل میں روشن ہے اور وہ قندیل ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے جو برکت والے روغنِ زیتون سے روشن ہے جو نہ شرق میں ہے اور نہ غرب میں ہے ۔ انسان کا سر یعنی لطیفہ سر درخت زیتون کے مانند ہے اُس لطیفہ سر میں ایک پوشیدہ جگہ ہے جس کو مقام نور ہدایت کہتے ہیں ۔ جب اللّٰہ اپنے گمراہ بندے کو سیدھا راستہ بتانا چاہتا ہے تو اُس پوشیدہ جگہ کو جو لطیفہ سر ہے اپنے نور سے منور کر دیتا ہے ۔ پس وہی نور توحید ہے ۔ جب بندہ اللّٰہ کو ایک کہتا اور واحد جانتا ہے اور بتوں سے بیزار ہوتا ہے تو وہ نور ترقی کرتا اور فواد میں قائم ہو جاتا ہے ۔ تب وہ بندہ عارف ہو جاتا ہے اللّٰہ کی ذات و صفات کا ۔ جب وہی نور دل کی طرف چمکتا ہے تو اُس کا فعل ایمان کے متعلق قائم ہو جاتا ہے اور جب وہی نور سینے میں چمکتا اور قائم ہوتا ہے تو اُس کا فعل اسلام پر قائم اور ثابت ہو جاتا ہے اور وہ بندہ خدا کا مطیع و منقاد بن جاتا ہے ۔ پھر وہ نور اعضاء کی طرف پھیلتا ہے تو بندہ احکامِ الٰہی کی پابندی کرتا اور گناہوں سے پرہیز

[1] خزانہ جلالی قلمی آصفیہ سنٹرل لائبریری صـ

کرتا ہے اس طرح اُس کو تقویٰ حاصل ہو جاتا ہے ۔ اور اب وہ مومن متقی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ۔ پس اس طرح چار امور قائم ہو گئے، توحید و معرفت، ایمان و اسلام ۔ جب مومن میں یہ چار باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو اُس کا دین مکمل ہو جاتا ہے بقولہ تعالیٰ "الدین عند اللّٰہ الاسلام" اسی کو وکن کے صوفیا نے اپنا لائحہ عمل بلکہ اصول توحید بنا لیا ہے ۔

خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ برادر طریقت حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے ہیں اور حضرت خواجہ صاحب توحید کو چھ مدارج میں تقسیم کرتے ہیں :-

اسلام، ایمان، احسان، سر ۔ نور ۔ ذات ۔ بہرحال حضرت مخدومؒ وغیرہ نے ان آیات میں طاق سے مُراد سینہ عارف، شیشہ سے مُراد قلبِ مصفائے عارف، چراغ سے مُراد فواد یعنی نفس ناطقہ ۔ درخت زیتون سے مراد سر، نور ۔ (حقیقت محمدی) روغن سے مراد فیض و رحمت رحمانیہ ہے اور اسلام سے مُراد توحید افعالی، شریعت، ایمان، سے توحید طریقت، احسان سے مراد، ایمان حقیقی[2] یا شہود ذات یعنی دیدار الٰہی،

صوفیائے کرام کے یہاں ایمان کے معنی دیدار کے ہیں، بقول سید شاہ کمال الدین بخاری (از اولاد مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ)

؎ وصل حق کو اصلِ علمِ دین سمجھ اور اس کی فرع
یہ عقاید ہے خبر ہے فقہ ہے تفسیر ہے

؎ چشم معنی سے نگہ کر کہ ہے اے صورت بیں
وصل و دیدار و یقین معرفت و ایمان ایک[3]

مرتبہ احسان یا رویت حق :-

فرقہ معتزلہ کو تو رویتِ حق سے بالکل انکار ہے یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کا دیدار بالکل ناممکن ہے، اور علمائے اہلِ سنن کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں دیدار الٰہی نہیں

[1] صـ۴۵ الدر المنظوم صـ [2] صـ ۱۶۹ مخزن العرفان مطبوعہ ۱۹۶۹ء [3] مخزن العرفان صـ ۱۱۱ ۔

ہو سکتا بلکہ جنت میں نصیب ہوگا اور صوفیائے کرام کا عقیدہ یہ ہے۔ دیدار خدا دنیا میں ممکن ہے اور آخرت میں بھی۔ حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے بھی اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت سے منزہ ہے۔ اور وہ غیر جہات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ادراک کے معنی یہ ہیں کہ کسی شئے کو جوانب اور جہات کے ساتھ دیکھنا اور حق سبحانہٗ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے۔ اس لیے ادراک جائز نہیں، البتہ رویتِ الٰہی عقلاً و نقلاً ثابت اور ممکن ہے اور ان ہی دلائل قرآنی اور احادیث سے اس کا ثبوت پیش فرمایا ہے جو عقائد نسفی و تفتازانی وغیرہ میں موجود ہیں۔ بقولہٗ تعالیٰ:- وجوہ یومئذٍ ناظرۃ الیٰ ربہا ناظرہ۔ حدیث شریف ہے۔ انکم لترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر یعنی تم قیامت کے روز اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح کہ چاند کو چودھویں رات دیکھتے ہو۔" حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے[1] بعض اور دلائل بھی پیش فرمائے ہیں۔ مثلاً۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ بعض اللہ کے بندے دنیا میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ہے کہ لا اعبد ربی ما لم اراہ ای بعین القلب وھذا مقام المقربین والواصلین۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا ہوں جب تک کہ میں اس کو قلب کی آنکھ سے دیکھ نہ لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو معراج شریف میں بچشم سر دیکھا۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ یعنی آنحضرت صلعم نے دل کی آنکھ سے اور پھر سر کی آنکھ سے دیکھا ہے۔

قصیدہ لامیہ سے یہ ایک شعر پڑھا گیا ؎

یراہ المومنون بغیر کیف ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وادراک وضرب من مثال

تو حضرت مخدومؒ نے آیتِ شریف پڑھی " لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" اور فرمایا کہ ادراک کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ تم کسی چیز کو جوانب اور اسمات کے ساتھ دیکھ سکتے ہو۔ ساری مخلوقات اس سے گھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ جہت سے

[1] الدرالمنظوم ص۲۶۱ مطبوعہ۔

پاک ہے اور یہی مفہوم علماء و صوفیا اہلِ حجاز وغیرہ کا ہے جس کو میں نے ہندوستان میں نہیں سُنا[1]۔

اس ضمن میں حضرت مخدومؒ نے مشائخ رحمہم اللہ اجمعین کا ایک قول نقل فرمایا ہے۔ قال المشائخ الصوفیۃ الطہارۃ فصل علی الکونین والصلواۃ وصل الیٰ صاحب الکونین۔ یعنی وضو کرنا دنیا سے اور اس کے کام سے اور آخرت سے جدا ہونا اور نماز حضرتِ حق سبحانہٗ سے ملنا ہے۔ پس چاہئے کہ وضو کرتے وقت دنیا اور آخرت کو اور جو کچھ غیر حق ہے۔ اس کو دل سے دور کر دے تاکہ خداوند عز و جل کی ذات پاک کو دیکھے[2]۔ آپ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کو دنیا میں چشم بصیرت سے اور آخرت میں چشم سر سے دیکھیں گے جو قرآن اور حدیث ثابت ہے۔ دکن کے ایک محقق صوفی نے شرح عقاید جامیؒ میں اس مسئلہ پر محققانہ بحث کی ہے[3]۔

حضرت منصور اور انا الحق کی خاص توجیہہ[4]

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کا قول ہے کہ منصور حلاج نے انا الحق سکر کی حالت میں نہیں کہا تھا بلکہ وہ حال کے مالک تھے۔ یعنی حالت و کیفیت پر اُن کو پورا اقتدار اور غلبہ حاصل تھا گویا سکر پر ہوشیاری غالب تھی۔ اگر سکر ہوتا تو ایک کلمہ پر قایم نہ رہتے۔ بلکہ متغرق پریشان باتیں کہتے جیسے کہ ایک مجذوب کی بڑ ہوتی ہے۔ مگر حضرت منصور اپنی ایک ہی بات پر قائم رہے اور اسی پر اپنی جان فدا کر دی حضرت منصور حلاجؒ امام ہمام قاضی ابو یوسفؒ کے معاصر تھے۔ انھوں نے منصور سے پوچھا کہ "من انت" یعنی تم کون ہو تو منصور نے جواب دیا کہ "انا الحق" بار بار اُن سے سوال کیا گیا تو انھوں نے یہی جواب دیا۔ پس امام ابو یوسفؒ اور سارے ائمہ وقت نے اُن کو قتل کرنے کا فتویٰ دے دیا۔ مؤلف جامع العلوم نے حضرت مخدومؒ سے پوچھا کہ کیا منصور کا قتل صواب پر مبنی تھا؟ فرمایا کہ ہاں دونوں حیثیت

[1] الدرالمنظوم ص۲۶۳ [2] الدرالمنظوم ص۴۳۹ ۔ [3] رسالہ برہان دسمبر ۱۹۵۵ء ص۳۲۸
[4] الدرالمنظوم ص۲۶۷ مطبوعہ۔

سے اُن کا قتل صواب پر مبنی تھا۔ علمائے ظواہر کا کہنا یہ تھا کہ "انا الحق" کفر کا کلمہ ہے اور اس پر منصور کو اصرار تھا۔ اس لیے وہ واجب القتل قرار دیئے گئے۔ اور اقوال مشائخ کے لحاظ سے بھی ثابت ہے کہ منصور نے انا الحق کا دعویٰ کیا یعنی "انا الثابت لفداء روحی" فرمایا اس لیے دونوں کے قول کے مطابق قتل مستحسن تھا۔ حضرت منصورؒ کے متعلق علما و صوفیا اہل حجاز کی رائے یہ ہے کہ منصور اللہ کی طرف سے حکایت کرتے والے تھے یعنی جو کچھ کہا اللہ کی زبان سے کہا۔ مثلاً لوگوں نے مجنوں سے پوچھا کہ "ما اسمك" تیرا نام کیا ہے تو کہا کہ "لیلیٰ"۔ محبوب کے انتہائی غلبہ کی وجہ سے مجنوں خود بخود محبوب میں فنا ہو گیا تھا۔ منصور کا بھی یہی حال تھا۔ منصور منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے ایک آواز غیبی سنی کہ من یفدی لنا روحہ؟ منصور نے کہا: "انا الحق" ای الثابت لفداء روحی" یعنی کون ہے جو ہم پر اپنی جان فدا کرے تو فرمایا کہ انا الحق یعنی میں اپنی جان فدا کرنے پر تیار اور اپنے ارادہ پر قائم ہوں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی جب تک تم اپنی جان کو تیغ مجاہدہ سے ختم نہ کر دو گے، محبت کامل نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے منصور کی قربانی واجبی تھی۔

مسئلہ جبر و اختیار ایک اہم مسئلہ جبر و اختیار کا ہے جس میں اختلاف کی وجہ سے دو فرقے جبریہ و قدریہ پیدا ہو گئے۔ اس مسئلہ پر حضرت مخدومؒ نے کافی روشنی ڈالی ہے اور فرقہ جبریہ اور قدریہ دونوں کی تردید کی ہے۔

فرقہ جبریہ اور قدریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ خیر کی طرف ہے شر کی طرف نہیں۔ اگر کسی گنہگار کا گناہ اور کافر کا کفر بارادہ حق ہو تو پھر اس گنہگار اور کافر پر عذاب نازل کرنا ظلم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے اس لیے یہ فرقہ اہل سنن کو اہل جور یعنی ظلم کا حامی۔ اور خود کو اہل عدل کہتا ہے۔ ان کا یہ کہنا عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ حضرت مخدومؒ نے معتزلہ کو یہ جواب دیا ہے کہ تمھاری یہ کم عقلی، بے ادبی، اور

دلیری ہے کہ تم نے مخلوق کے ارادہ کو خالق کے ارادہ پر غالب کر دیا بجائے اس کے کہ اللہ کا ارادہ غالب ہے۔ بفحوائے "ارادۃ اللہ غالب" اُسی کی چاہت اور ارادہ جاری و نافذ ہے۔ گنہگار کا گناہ اور کافر کا کفر اس کے ارادے سے ہے، مگر اس نے ہدایت و راستی و گمراہی کا راستہ مخلوق پر واضح کر دیا ہے اور ان کو اچھے بُرے کی تمیز عطا فرمائی ہے یعنی بندہ اپنے فعل کا مختار ہے۔ اہل سنت جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے۔ اطاعت اور بندگی اللہ کی طرف سے ہے جو اُس کی قضا و حکم رضامندی اور خوشنودی اور اس کے فرمان کے تحت ہے۔ معصیت اُس کے ارادہ اور قضا اور حکم سے ہے۔ مگر اس میں اُس کی خوشنودی نہیں ہے۔ بقول ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك۔

قصیدہ لامیہ میں لکھا ہے کہ کفر و معاصی اُس کی خوشنودی سے نہیں ہیں لیکن اُس کے ارادہ سے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کفر و معاصی کے پیدا کرنے میں مضطر اور عاجز نہیں بلکہ اُس نے باختیار خود ان کو پیدا کیا ہے۔ اس میں اُس کی حکمت بالغہ ہے۔ اُس نے دوزخ پیدا کی تاکہ گنہگار اُس میں بھر دیئے جائیں۔ شر کی نسبت حق کی طرف کرنا سوئے ادبی ہے۔ اگرچہ خیر و شر اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اضافت دو طرح کی ہے ایک تو اضافت تحقیقی۔ دوسری اضافت کرامت۔ اضافت تحقیقی یہ کہ "فَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اللہ سب کا مالک ہے، زمین کا اور آسمانوں کا بھی۔ اور اضافت کرامت کی مثال یہ کہ "رسول اللہ و ناقۃ اللہ" اللہ کا رسول اور اللہ کی اونٹنی حالانکہ اونٹنی تو حضرت صالح علیہ السلام کی تھی۔

طاعت و معصیت اضافت تحقیقی سے خارج ہیں یہ مذہب جبریہ کا ہے۔ اضافت کرامت یہ کہ طاعت اللہ کو پسند ہے اور اس کی اضافت حق سبحانہٗ کی طرف درست اور صحیح ہے۔ اور گناہ پسندیدہ نہیں ہے اس لیے اُس کی اضافت حق کی طرف جائز نہیں[1] بلکہ ان کی نسبت "اعیان ثابتہ" ہی کی طرف ہو سکتی ہے جو

[1] الدر المنظوم ص٤ جلد ١

ذوات اشیا ہیں۔ حق کی طرف اس طرح خطاب نہیں کیا جا سکتا[1]۔

"اے پیدا کرنے والے سانپوں، اور بچھوؤں اور سوروں کے" یہ پاسِ ادب نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

کفر و معاصی کے پیدا کرنے سے حق سبحانہٗ قاصر نہیں ان کی تخلیق ایک حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ وہ یہ کہ معلوم ہو جائے کہ کفر کو کون پسند کرتا ہے اور کون توحید اور وحدانیت کو تاکہ سزا اور جزا کے معاملے میں یہ ایک حجت قوی بن جائے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی خوشنودی طاعت اور فرمانبرداری میں ہے۔ اس لیے تخلیق معصیت کی ذمہ داری اُس کی طرف کرنا سوء ادبی ہے۔

مغلوب الحال نہ ہونا کمال ہے

واردات قلبی کے متعلق حضرت مخدوم جہانیاں[2] کا مقولہ یہ ہے:

السالکُ الکامِلُ الّذی یَمْلِکُ حالَہٗ لَاالحالُ یُمَلِّکُہٗ۔ یعنی سالک کو چاہیے کہ حال کا مالک ہو مملوک حال نہ ہو جائے یعنی کمال یہی ہے کہ حال پر غالب رہے مغلوب الحال نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ محفل سماع میں اکثر لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں خود پر کوئی قابو نہیں رکھ سکتے اور یہ ایک عجیب منظر ہوتا ہے۔ مخدومؒ نے ایک مرتبہ دہلی میں حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی زیارت کی اُس کے بعد ایک دوست کے پاس مہمان رہے وہاں قوالی بھی ہوئی اور اہل مجلس شعر مجازی کو حقیقت پر محمول کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ ایسی تاویل مناسب نہیں اور قوال کو چار اشعار دیے کہ اُس کو گائے جن میں تاویل کی ضرورت ہی نہیں تھی[3]۔

بنما افغان خود مہجور ؛ مشتاق تو ام نہ طالب جم | شیدا بتو ہر کجا کہ عاقل ؛ رسوا بتو ہر کجا کہ مستور
من عاشق دو تم نہ نرد ولیکن ؛ من تشنہ ساقیم نہ کافور | گر می کشیم بکش بیکبار ؛ تا چند ز خویش دارم دور

[1] جامع العلوم قلمی صفحہ ۲۰ ورق ۵ (کتب خانہ آصفیہ) [2] ۔ [3] الدر المنظوم صفحہ ۸۰/۸۲ مطبوعہ لکھنؤ۔

مقربین و واصلین

حضرت مخدومؒ فرماتے ہیں کہ مقربین خاص اور واصلین نماز اور غیر نماز میں حق سبحانہٗ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں جس کی تائید میں آپ نے ایک خاص حدیث نقل فرمائی ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلعم نے اصحاب صفہؓ کے ایک بزرگ ابو رزینؓ سے ارشاد فرمایا کہ:

"اذا خلوت فاکثر ذکر اللہ و زرنی منہ و زرنی فی اللہ جب خلوت و تنہائی میں ہو تو اللہ کا ذکر کرتے رہو اور اس کی وجہ سے مجھ سے ملو اور فی اللہ مجھ سے ملو۔

اس حدیث سے وصال حق ثابت ہے اور یہ ایک حجت قاطع ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ وصال سے مراد دنیا میں وصال ہے یا آخرت میں۔ آپ نے صرفی و نحوی نظر سے اس حدیث کی اس طرح تشریح فرمائی:

فَاکْثِرْ ذکر اللہ وزُرنی منہ وزرنی فی اللہ فَاِنّہٗ من زارنی فی اللہ شَیَّعَہُ الملائکۃ ویقولون یا رب وصلنا الیک فَصِلْہٗ۔ فصلہ (ترجمہ: تم اکثر خدا کا ذکر کرو اور اس کی وجہ سے مجھ سے ملو اور مجھ سے فی اللہ ملو، جو مجھ سے فی اللہ ملتا ہے اس کو فرشتے خدا کے حضور میں لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے رب ہم نے تیرا وصال حاصل کر لیا تو اس کو بھی اپنا وصال نصیب کر، تو خدا اس کو بھی اپنا وصال نصیب کرتا ہے) یعنی جو کوئی ایسا کرے تو گویا اُس کا یہ ثمرہ ہے۔ یعنی اس سے دُنیا میں ہی وصال مراد ہے۔ وصال یعنی دیدار صرف آخرت پر موقوف ہوتا تو بجائے فَصِلْہٗ کے آنحضرتؐ ثم صِلْہٗ فرماتے۔

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بی بی یعنی (میری اہلیہ) سجدہ میں اس طرح گر پڑی جس طرح کوئی بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے جب وہ ہوش میں آئی تو میں نے کہا کہ وضو کر لو تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ دراصل مجھ کو بیہوشی طاری نہ ہوئی تھی۔ بلکہ میں نے دل کی آنکھ سے خدا کو دیکھا تھا۔ اس لیے میں سجدے میں گر پڑی کوئی شخص بادشاہ مجازی کو دیکھتا ہے تو اس کی تعظیم کرتا ہے۔ حق سبحانہٗ تو بادشاہ حقیقی ہے۔ جو شخص بادشاہ حقیقی کو دیکھے وہ کیوں سجدہ نہ کرے۔

اتصالِ حق کے متعلق حضرت مخدومؒ کا قول یہ ہے[1]

لیس المراد مواصلة الجسم فی الجسم وذالك فی حق اللہ تعالیٰ کفرٌ بل مقدار ماینقطع عن الخلق بالقلب یصل الی الحق بلاکیفیة وجہتہٖ۔

(ترجمہ: اتصال سے مراد جسم کا جسم سے ملنا نہیں، ایسا عقیدہ تو حق تعالیٰ کے متعلق کفر ہوگا، اتصال کا مفہوم صرف یہ ہے کہ جس قدر خلق سے منقطع ہوگا اسی قدر حق تعالیٰ سے قریب ہوگا اور اس قرب کی نہ کیفیت بیان کی جاسکتی ہے نہ اس کی کوئی جہت ہوتی ہے)۔ اپنے اس قول کی تائید میں ایک حدیث ارشاد فرمائی جو یہ ہے:-

"الانقطاع عن الخلق مواصلته الی الحق" (خلق سے کٹنا حق سے جڑنا ہے)۔

سید الطائفہ جنید قدس سرہٗ فرماتے ہیں: "کلما انقطعت عن الخلق بالقلب وصلت الی الحق بالقلب وذالك فی الدنیا بعین القلب لابعین الراس فانہٗ لایکون بعین الراس۔ اور بقولہ تعالیٰ: وجوہ یومئذٍ ناظرة الی ربہا ناظرة؛

فرماتے ہیں کہ یہ اتصال اور وصال ایسا نہیں جو جسمانی یعنی جسم کا جسم سے ہو یہ تو حق سبحانہٗ کے معاملے میں کفر ہے وصال اُس وقت اور اس ساعت میں ہوتا ہے جبکہ کوئی غیر حق کے خیال کو دل سے نکال دے اور وہ بلاکیفیتِ جہت کے حق تک پہنچ جائے۔

حضرت جنیدؒ کا قول ہے کہ دنیا میں دیدار، دل کی آنکھ سے ہوتا ہے، نہ کہ بصر سے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ حلول واتحاد سے پاک ہیں۔ اور یہ اتصال مجہول الکیف ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں، وصلِ حق، دنیا میں بصارت سے نہیں، بلکہ بصیرت ہی سے ممکن ہے۔ جب تک دل میں بصیرت پیدا نہ ہو، وصال ناممکن ہے۔ اور اس کے لیے کسب کی ضرورت ہے۔ یعنی ماسوئی اللہ کے جھگڑوں سے بے نیاز ہوجائے جب تک کہ غفلت کا قلع قمع نہ ہو دربارِ حق میں اُس کی رسائی ممکن نہیں بقول حافظؒ ؎

---

[1] الدر المنظوم ص۵۰۲

حضوری گرہمی خواہی ازو غافل مشو حافظ
متیٰ ماتلق من تہویٰ دع الدنیا واہملہا

مخدومؒ فرماتے ہیں کہ بعض اولیائے کامل اللہ اور عرش وکرسی وغیرہ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور غیب کی آواز سُنتے ہیں[1]۔

حکمت کے معنی:-

بقولہٗ تعالیٰ۔ "یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیرا"

حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ اس حکمت[2] سے مُراد فقہ ہے لیکن بلاد مشرق میں حکمت سے مُراد بشر قدر ہے بعض اولیاء اللہ کو بعض تقدیرات سے مطلع کیا جاتا ہے۔

عترت کے معنی:- حدیث شریف۔ "ترکت بعدی الکتاب وعترتی" فرمایا کہ کتاب سے مُراد قرآن حکیم ہے۔ اور عترت[3] سے سنت یعنی احادیث نبوی مُراد ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن طغاری نے جو آپ کی مجلس میں حاضر تھے۔ سُنا تو عرض کی کہ یا مخدومؒ "العترة الاولاد" یعنی عترت کے معنی تو اولاد کے ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بلادِ مشرق میں عترت کے معنی سنتِ نبویؐ کے سُنے ہیں۔ مرتب جامع العلوم نے لکھا ہے کہ اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:-

ترکت فیکم (ای انی تارک فیکم بعدی کما عبر بہ فی روایة) الشیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ یحتمل ان المراد ان احکامہما مستمرة معمول بہما الی یوم القیامة (عن ابوھریرةؓ من شرح الجامع الصغیر للعزیزیؒ)

عام طور پر یہ خیال جاگزیں ہے کہ عترت سے مراد آلِ رسول اللہ صلعم مراد ہیں۔ حضرت مخدومؒ نے بقول علمائے حجاز عترت کے معنی سنتِ نبویؐ احادیثِ مصطفوی بیان فرمائے ہیں جس کی حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی ایک حدیث جو اوپر نقل کی گئی ہے توثیق ہوتی ہے جو شرح جامع الصغیر میں موجود ہے۔

---

[1] الدر المنظوم ص۱۲ جلد۱۔ [2] ایضاً ص۵۰۵۔ [3] الدر المنظوم ص۵۲۵/۵۲۶ مطبوعہ۔

جہل کے دو معنی[1]

ارشاد فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلعم کی چند صفاتِ حمیدہ انجیل میں پڑھی تھیں، جب میں آپ سے ملا تو اُن کو آپ میں موجود پایا، اور اسلام قبول کیا۔ اس کے علاوہ اور چند صفات آپ میں پائیں اُن میں سے ایک یہ تھی "سبق حلمہٗ علی جہلہٖ" آپ کا حلم جہالت پر غالب تھا۔"

حضرت مخدومؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں جہل کے دو معنی سُنے ہیں،
"الجہل معنیان احدھما السفاھۃ والثانی الاختصام" یعنی جہل کے دو معنی ہیں ایک تو نادانی، دوسرے خصومت، اگر جہل علم کا ضد ہو تو وہ سفاہت یعنی نادانی ہے۔ اگر جہل کا ضد حلم منظور ہو تو اس سے مراد خصومت اور دشمنی ہے۔ اس موقع پر بھی جہل سے مُراد خصومت ہے۔ کیونکہ خصومت حلم کی ضد ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے خصومت تھے۔ اس ملک میں بھی اگر کوئی کسی سے خصومت رکھتا ہے تو کہتے ہیں کہ جہالت کو چھوڑ دے یعنی خصومت کو دل سے نکال دے۔ اور آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لکھ لو یہ معنی نادر ہیں الفاظ یہ ہیں:-

"فرزند من ایں فائدہ و ہر دو وجہہ معنی جہل بنویسد غریب است کم کسے
میداند من آں طرفہا سماع دارم، بس بنوشتم" الخ

حلم

ارشاد ہوا کہ سادات کی خصوصیت حلم و بردباری ہے۔ ساداتِ کرام کو اپنے جد کا خلق پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ میں نے ارضِ مقدس کے محدثین سے پوچھا کہ بعض سادات ہندوستان کے نیز اس مقام کے غضب ناک ہوتے ہیں۔ یعنی اُن کو بہت غصہ آتا ہے اس کی کیا وجہ ہے! اور وہ اپنے اجداد کے طریقے پر کاربند نہیں ہوتے۔ تو ان محدثین نے یہ وجہ بیان کی کہ بعض سادات غیر کفو میں اور دیہات کی لڑکیوں سے نکاح کر لیتے ہیں یا لونڈیاں رکھ لیتے ہیں۔ اس لیے اُن میں غیر کفو کا خون شامل ہو جاتا ہے۔ اور تمثیلاً اپنے استادِ محترم شیخ جمال الدین اوچی کا

---

۱ الدر المنظوم صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ۔ ۲ الدر المنظوم صفحہ ۵۲۹۔

قصہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ قلندر آپ کے پاس مہمان رہے شیخ کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا، شیخ نے روٹی اور روغنِ زرد (گھی) لا کر قلندروں کے آگے رکھ دیا تو قلندروں کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ ہمارے لیے روٹی اور گھی لائے ہو، گوشت اور حلوہ کا کیوں انتظام نہیں کیا؟ آپ نے اپنی دستار سر سے اتاری، اور سر جھکا دیا اور کہا کہ "لو مارو" سر حاضر ہے، قلندروں نے آپ کا حلم اور بردباری دیکھی تو لوہا (یعنی پنج شاخہ) اُن کے ہاتھ سے گر پڑا اور معذرت چاہی۔

عقلِ ہدایت اور عقلِ دماغ[2]

فرمایا کہ عقل ایک نور ہے العقلُ نورٌ فی بدن الآدمی یضیٔ بہٖ طریق یبتدا بہٖ من حیث ینتھی الیہ درک الحواس۔ یعنی "عقل آدمی کے جسم میں ایک نور ہے جس سے ایک ایسا راستہ روشن ہوتا ہے جس تک حواس کی پہنچ نہیں ہو سکتی" عوارف میں اس کو عقل ہدایت سے موسوم کیا گیا ہے جس کا مقام دل ہے نہ کہ دماغ۔ اور دوسری عقل سے اُمورِ دنیا کی تدبیر متعلق ہے۔

تجرید و تفرید

حضرت مخدومؒ نے فرمایا۔ التجرید عن الخلائق والتفرید بالخلائق العلایق سوی اللہ تعالیٰ والحقائق مع اللہ من اللہ۔

تجرید یہ ہے کہ سالک علایقِ دنیا سے مجرد ہو جائے۔ جو غیر خدا ہے اور تفرید مخلوق سے گریز کرنا ہے۔ اور حقایق، خدا کے ساتھ ہیں یعنی خدا کی طرف سے ہیں مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ اس لیے خدا کے سوا غیر کا اُس میں موجود رہنا حرام ہے۔

حدیث "سیروا سبق المفردون" کے متعلق میں نے بلادِ مشرق میں دو وجہیں سُنی ہیں۔ المستھترون، (اسم مفعول) بفتح تائے ثانی یعنی المولعون۔ یعنی خوف کرنے والے اور اگر تائے ثانی کو زیر سے پڑھو تو یہ اسم فاعل ہوگا اور اس کے معنی ہیں حق تعالیٰ کے شوق میں ولولہ زدہ لوگ۔ اسی لیے، سایر اور مفرد دونوں ایک ہی قافلہ کے ساتھ چلتے ہیں چونکہ مفرد لوگ سُبکبار ہوتے ہیں، اس لیے منزلِ مقصود

---

۲ عوارف (ترجمہ اُردو) صفحہ ۲۳ والدر المنظوم صفحہ ۶۴۔

کو پہنچ جاتے ہیں بقیہ لوگ چونکہ بوجھ رکھتے ہیں۔ جس سے مُراد گناہوں کے بوجھ سے نہیں بلکہ کم ہمتی اور کاہلی کا بوجھ ہے اس لیے وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور منزل کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے مفرد کو ایسے لوگوں کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث میں "تشبہ بقوم فھو منھم" میں یہی راز مضمر ہے[1]۔

اخلاص

قول مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ[2]۔ "الاخلاص عن الاخلاص" اخلاص سے اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خود کو درمیان میں نہ دیکھے اور خود کو نہ جانے مگر اللہ کی توفیق و ہدایت سے تاکہ کوئی پندار بزرگی دل میں پیدا نہ ہو کہ میں بھی بڑا اخلاص رکھتا ہوں اس لیے کہ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ اخلاص عطا نہ فرمائے تو بندہ کسی طرح مخلص نہیں ہو سکتا۔

مُرید اور متعلق میں فرق

مُرید تو پیر کا مصاحب ہوتا ہے۔ اور متعلق وہ ہے جو مُرید تو ہو جائے اور تعلق و پیوند پیدا کرے، مگر پیر کی صحبت کو اختیار نہ کرے۔ بقول ؎

مرشد سے معرفت کا جسے اکتساب کم — اُس کو علاقہ یار سے اور انتساب کم

فقر و تصوف

ارشاد ہوا کہ فقر خالصاً خدا کے واسطے اختیار کرو، اور یہ حصولِ ثواب کے لیے نہ ہو[3]۔ تصوف فقر سے بالاتر ہے۔ اور فقر تصوف میں شامل ہے۔ بعض فقراء میں گویا فقر تو ہوتا ہے مگر تصوف نہیں ہوتا، اس لیے وہ وہ محتاجی در بدر پھرتے رہتے ہیں۔ اور رشکی رہتے ہیں، جو تصوف کے شایانِ شان نہیں۔ بقول بعض فقر و تصوف ایک ہے۔ فقیر ہی تو تصوف کا حامل ہوتا ہے اس لیے کہ تصوف کے معنے کمل پہننا ہے اور یہ فقرا کا لباس ہے نہ کہ دولت مندوں کا۔ یہ دلیل قولہٗ تعالیٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ۔ جو اہلِ صفہ کی تعریف میں ہے۔ کہ باوجود فقر و فاقہ کے کسی غیر کی طرف ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور ان کو شرم آتی تھی کہ سوائے خدا کے کسی اور سے کچھ طلب کریں۔

[1] الدر المنظوم صفحہ ۶۹۵ جلد ۲ ۔ [2] الدر المنظوم صفحہ ۷۰۸ جلد ۲ ۔ [3] ایضاً صفحہ ۶۱۲ جلد ۲ ۔

فضیلت سلوک[1]

ارشاد فرمایا کہ شیر بیشۂ ولایت، شیخ جمال الدین اوچی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ راہِ سلوک میں ایک قدم چلنا، ایک لاکھ قدم سے جو روئے زمین کی سیر و سیاحت میں چلو، بہتر ہے۔

فضیلت علم عربی[2]

فضیلت علم عربی میں ایک حدیث صحاح ارشاد فرمائی ہے۔ من تعلم العربیۃ لیسھل علیہ علم الشریعۃ وکانما عبد اللہ مائۃ عام ولم یعصہ طرفۃ عین۔

یعنی جو شخص عربی زبان یعنی صرف و نحو، اور علم لغت سیکھے اس غرض سے کہ شریعت کا علم اُس پر آسان ہو جائے تو گویا اُس نے سو برس اللہ کی عبادت کی اور پلک برابر عرصہ میں بھی نافرمانی نہ کی۔ افسوس ہے کہ آج کل عربی تعلیم مسلمانوں میں مفقود ہوتی چلی ہے۔

جاہل بے علم کا شیطان دشمن ہوتا ہے[3]

بقولہٗ تعالیٰ ان الشیطان عدو مضل مبین، اول علم حاصل کرو، اُس کے بعد علم باطن کی طرف رجوع ہو جائے۔ بے علم، جاہل اس راستہ کو کیا جانے۔ حجاز اور بلادِ مشرق میں، جاہلوں کو شغل اشتغال نہیں بتلاتے۔ اگر طالب علم آتا ہے تو اُس کو خانقاہ میں ایک حجرہ، بود و باش کے لیے دے دیتے ہیں اس طرح اس کو کسی شغل میں مشغول کر دیتے ہیں۔ اگر وہ شخص بے علم ہے تو اُس کو اشتغال کی تلقین سے پہلے تعلیم سے بہرہ اندوز کرتے ہیں، خانقاہوں میں چار مدرسے چار مذہب کے ہوتے ہیں یعنی حنفی شافعی، مالکی، حنبلی۔ اب جس مذہب کا وہ شخص پیرو ہوتا ہے اُس مذہب کے مدرسہ میں اس کو تعلیم دلواتے ہیں۔ پھر اُس کو ذکر اور شغل تلقین کرتے ہیں۔

فضیلت عشق و محبت خدا

قول مخدومؒ۔ لا وجد لہ لمن لا وِرْدَ لہٗ[4]۔ لغت میں وجد کے معنی اندوہ و عشق کے ہیں۔ عرب میں

[1] خزانۂ جلالی قلمی ورق ۱۹ ۔ [2] الدر المنظوم صفحہ ۵۴۳ ۔ [3] الدر المنظوم صفحہ ۷۳۹ جلد ۲
[4] الدر المنظوم صفحہ ۹۴ جلد ۱ ۔

اِس کے معنی اندوہ و عشق نہیں یعنی اس سے مراد ایسا شخص نہیں جس کے دل میں درد نہ ہو۔ درد سے تو وجد ہوتا ہے۔ مگر جو عاشق صادق ہوتا ہے اُس کا سر پھٹ جاتا ہے اور وہ خون میں تربہ تر ہو جاتا ہے مگر درد تو کیا اس کو خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ خون میں نہا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "المجنونُ العامری حجۃ اللہ تعالیٰ علی المشتاقین" قیامت میں مجنوں عامر کو پیش کریں گے اور فرمان ہوگا کہ جن لوگوں نے محبت خدا کا دعویٰ کیا ہے حاضر ہوں، اور ان سے سوال ہوگا کہ مجنوں نے عشق مجازی یعنی مخلوق کی محبت میں کیا کیا ہے!! اور کس قدر تحمل کیا ہے؟ اندازہ کرو، ایک تم بھی ہو جو محبت کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے سوا دنیا اور اہل و عیال کی محبت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ تو ایسے مشتاق شرم سے اپنی آنکھیں نیچی کریں گے۔ فرمایا کہ مجنوں کو لوگ کعبۃ اللہ لے گئے کہ چل وہاں دعا قبول ہوتی ہے، اور کہا کہ اے مجنوں توبہ کر، اُس نے یہ شعر کہا ؎

اتوبُ الیك یا رحمٰن انی | اَساتُ وقد تضاعفت الذنوب
فاما من هویٰ لیلیٰ | وترك زیارتها فانی لا اتوبُ[2]

یعنی اے اللہ، بار بار رحم کرنے والے، میں تیری طرف رجوع ہوتا ہوں ان گناہوں سے جو میں نے کئے ہیں اور میرے گناہ بکثرت ہیں لیکن میں لیلیٰ کی محبت سے اور اس کی ملاقات کے ترک کرنے سے باز نہیں آسکتا۔

الاستقامت فوق الکرامت ارشاد فرمایا کہ جو شخص کشف و کرامت کی خاطر یادِ الٰہی میں مشغول ہو۔ اور یہ پیش نظر ہو کہ ہمارے اسلاف سے ایسی ایسی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہم سے کرامت صادر ہوگی (حالانکہ اسلاف خدا کے خوف اور اُس کے شوق کی وجہ سے خدا کی طرف مشغول ہوا کرتے تھے اُن کا مطمع نظر یہ نہیں تھا کہ اُن سے کرامت صادر ہو) تو جو شخص ایسی کرامت کی خاطر

---

[1] خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۲۴ مخطوطہ آصفیہ۔ [2] خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۲۶ ب۔

شغل و اشغال میں مصروف ہو تو اُس کی کوئی اہمیت نہیں۔

سید احمد کبیر قدس سرہٗ ایک مرتبہ معہ مریدین دریا کے کنارے پہنچے، اور کشتی طلب کی کہ دریا پار ہو جائیں۔ مریدین نے کہا کہ کشتی کی کیا ضرورت ہے ہم جوتا پاؤں میں پہن کر پانی پر سے گزر سکتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جس چیز میں استدراج کا احتمال ہو ہم کیوں چند ٹکوں کے لیے اُس کے محتاج ہوں۔

پھر مخدومؒ نے فرمایا کہ۔ کرامت میں استدراج کا احتمال ہے وہ معجزہ میں نہیں نفس کرامت طلب کرتا ہے جس میں استدراج کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو استقامت مطلوب ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے استقامت کا حکم دیا ہے کہ "فاستقم کما امرت ومن تاب معك" جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیت کی ہیبت سے آپ کے سرِ مبارک کے چند بال سفید ہو گئے۔ پس استقامت ایک سخت اور مضبوط کام ہے۔ جو ہر شخص کا کام نہیں ؎

از ہیبت آں دور راہ خوں شد دل من ❊ تا خود بکدام رہ بود منزل من

ولی میں کرامت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر جب تک وہ گفتار و کردار و رفتار میں پیغمبر صلعم کا پیرو نہ ہو وہ ولی نہیں ہوتا۔[1]

شریعت و طریقت و حقیقت کیا ہے؟ الشریعۃ ما ورد به التکالیف والحقیقۃ ما حصل به التعریف فالشریعۃ وجود الافعال للہ و القیام لشرط العلم بواسطتہ الرسل والحقیقۃ شہود الاحوال باللہ والانقیاد لغلبات الحکم بالتقدیر السابق فی القدم والکرم واما الطریقۃ فھی ایاب الشریعۃ ولا ھی غیر الشریعۃ وبدایۃ الطریقۃ الاخذ بالاحسن والاحب والاحتیاط فی احکام الشرع والاجتناب عن الرخص والتسہیلات لان الطریقۃ الاخذ بالتقویٰ وما یقربك الی المولیٰ۔ واما الحقیقت فھو الوصول الی المقصد ومشاہدۃ

---

[1] خزانہ جواہر جلالی قلمی ورق ۲۱ ب۔

والنہی ولا یوجد علم الحقائق فی غیر اہلہا، لان علم الحقائق ثمرۃ العلوم کلہا
وغایتہ وجمیع العلوم علم الحقائق الیہا وقع فی بحر لا ساحل لہ وھو علم
القلوب، وعلم المعارف وعلم الاسرار فان اجتمعت ھذہ الاقسام الاربعۃ
فی واحد فھو الامام الکامل۔ وھو القطب والحجۃ والداعی الی المنہج والمحجۃ۔

ترجمہ: شریعت وہ ہے جس کی وجہ سے انسان پر تکالیف شرعی وارد ہوتے ہیں حقیقت وہ ہے جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے، شریعت اعمال کا اثبات ہے۔ صرف اللہ کے شرائط کے ساتھ (احکام الٰہی پر) قیام، (وہ علم) جو پیغمبروں کے وسیلے سے حاصل ہوا اور حقیقت شہود احوال باللہ ہے اور اطاعت ہے اس حکم الٰہی کی جو ازل میں تقدیر سابق کے ساتھ غالب ہو چکا ہے، طریقت مغز شریعت ہے وہ شریعت کی غیر نہیں، اور طریقت کی ابتدا احسن اور زیادہ محبوب چیز کو احکام شریعت میں سے لینا اور احتیاط کرنا ہے اور رخصتوں اور سہولتوں سے بھی پرہیز کرنا ہے کیونکہ طریقت نام ہے عمل بالتقویٰ کا اور ان چیزوں پر عمل کا جو تجھ کو ترے مولیٰ سے قریب کردے اور حقیقت نام ہے حصول مقصد کا اور انوار تجلیات کے مشاہدہ کا۔

حقائق کا علم نااہل میں پایا نہیں جاسکتا، کیونکہ یہ سارے علوم کا ثمرہ ہے اور ان کی غایت انتہا ہے۔ جب کوئی اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو ایک ایسے سمندر میں آپڑتا ہے جو ناپیدا کنار ہے، یعنی قلوب کا علم، معارف و اسرار کا علم۔ جب علوم کے یہ چاروں قسمیں ایک ہستی میں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ امام کامل ہوتا ہے اور وہی قطب و رہنما ہے اور صحیح راستے کے وصول کی طرف بلانے والا ہے۔

پس علم حقیقت کے تین رکن ہیں، ایک تو خداوند جلّ وعلا کی ذات کا علم اور اُس کی وحدانیت کا علم ہے۔ اور اُس کے مثل و تشبیہ کی نفی ہے۔
دوسرا علم خداوند تعالیٰ کی صفات اور اُس کے احکام کا علم ہے۔ تیسرا، اُس کے افعال اور حکمت کا علم ہے۔

فاول شئ وجب علی الطالب ھو الشریعۃ والمراد بالشریعۃ ما امر اللہ تعالی ورسولہ بہ من الوضوء والصلوۃ، والصوم، واداء الزکوۃ والحج، وطلب

الحلال وترک الحرام وغیر ذالک من الاوامر والنواھی، فمن خالف الشریعۃ فھو کذاب وان یطیر فی الھواء ویمشی علی الماء او یاکل النار وغیر ذالک مما یشبہ الکرامات وھو یترک فرضاً من فرائض اللہ تعالی او سنۃ من سنۃ رسول اللہ ﷺ فاعلم، انہ کذاب فی دعواہ ولیس فعلہ کرامۃ بل ھو سحر ومکر ومخالفۃ[1] زنہار

زنہار ترجمہ: پہلی چیز جو طالب کے لیے ضروری ہے وہ خود شریعت ہے، شریعت سے مراد احکام الٰہی ہیں یعنی وضو، نماز، روزہ اور حج کے احکام، حلال کا طلب کرنا اور حرام سے پرہیز کرنا وغیرہ اوامر و نواہی کی قسم ہے، جو شخص شرع کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے چاہے اپنی کرامتوں کے لحاظ سے ہوا میں اڑے، پانی پہ چلے یا آگ نگل جائے جو کرامتوں سے مشابہ ہیں۔ اگر یہ شخص فرائض الٰہی سے کسی فرض کا بھی تارک ہو یا کسی سنت کا ترک کرتا ہو تو وہ یقیناً جھوٹا ہے، اس کے یہ فعل کرامت نہیں بلکہ جادو، مکر و مخالفت میں ہیں۔"

کتب حقایق کے مطالعہ کرنے والے اپنے دل میں ہرگز کچھ گمان نہ کریں، اور یقین جانیں کہ جو کچھ ہے وہ شریعت ہے اور جو کچھ شریعت میں مقبول ہے وہ ہر جگہ مقبول ہے، اور جو کچھ شریعت میں رد کیا گیا ہے وہ ہر جگہ رد ہے، اور جملہ دینی امور کا قائل مقبول ہے، اور منکر مردودِ شرع ہے۔ سوائے اس کے کچھ اور نہیں کہ شریعت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ اور باطن شرع اور اس کے اسرار کا نام حقیقت ہے۔ شریعت ظاہری دو قسم کی ہے۔ ایک تو رخصت ہے دوسرے عزیمت[2]۔ شریعت پر قائم رہنا بغیر حقیقت کے وجود کے محال ہے اور حقیقت پر اقامت بغیر حفظ شریعت کے ناممکن ہے اس کی مثال ایک زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے جیسے قالب سے جب جان نکل جاتی ہے تو وہ شخص مرجاتا ہے اس لیے ان دونوں میں اتصال ضروری ہے اسی طرح شریعت بے حقیقت کے ریا ہے اور حقیقت بغیر شریعت کے نفاق ہے، خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔
لئن جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ پس شریعت کی مجاہدت، حقیقت کی

۱۔ خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۸ قلمی آصفیہ۔ ۲۔ خزانہ جلالی قلمی (آصفیہ) فصل ۴ شریعت و حقیقت۔

ہدایت یعنی ابتدا ہے اس لیے شریعت کسب سے اور حقیقت مواہب سے متعلق ہے۔ شریعت کشتی، طریقت دریا اور حقیقت موتی ہے۔

شرائط شیخت کیا ہیں؟

بقول شیخ قطب الدین دمشقی مولف رسالہ مکیہ:[1]-
الشیخ ہو الذی عالم بالعلوم الثلاثۃ شریعۃ وطریقۃ وحقیقۃ وکان عالماً بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً الخ

یعنی شیخ کی شرط یہ ہے کہ تین علم کا عالم ہو یعنی علم شریعت وطریقت وحقیقت وعلم معانی یعنی تفسیر واحکام فقہ اور مستند محدث بھی ہو۔ ہر عالم شیخ نہیں ہوتا شیخ وہ ہے جو راہِ سلوک کے اونچ نیچ یعنی محمود اور مذموم سے واقف ہو۔ بلکہ اس کا تجربہ رکھتا ہو۔ امن وخوف میں امتیاز کرکے اُس نے امن کی راہ اختیار کی ہو۔ اور صراطِ مستقیم انبیائی پر گامزن ہو جو پُرامن راستہ ہے۔ نیز شیخ اُس کو کہتے ہیں جس نے کسی چیز کو نہ دیکھا ہو اور غیب کی بات کہہ دے۔ یہ صرف ایک کرامت ہے۔ جس کو دیکھ کر شاید لوگ مرید ہو جائیں۔ اس کو شیخ حقانی کہتے ہیں۔

وکیل شیخ[2]

جو اصل شیخ کی طرف سے وکیل ہو۔ ایسے شخص کی بات پر مرید ہو سکتے ہیں۔ اصل شیخ کی وفات سے وکالت ختم نہیں ہو جاتی۔ اس لیے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بقول علیہ السلام: انّ اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلون من دارٍ الی دار۔

حضرت مخدومؒ نے بعض شیوخ کی جانب سے اس طرح وکالت بھی فرمائی ہے: بس وکیل وہ ہے جس کو شیخ کامل نے اپنی طرف سے مرید کرنے کا مجاز کیا ہو۔

شیخ کامل تکالیف شرعیہ سے بری نہیں ہو سکتا: کسی کے کامل ہو جانے سے احکام شریعت معاف نہیں ہو جاتے بلکہ اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ تکالیف شرعیہ پیغمبروں کو معاف نہ ہوئیں کسی کی کیا شمار میں ہیں۔ بعض نام نہاد صوفی ایسے بھی ہیں جو اپنے کو کامل سمجھتے ہیں۔ اور وہ نماز کے پابند نہیں ہوتے جو صریح خلاف ورزی احکام خداوندی ہے۔ بلکہ مقربین کی ذمہ داری کامل ہونے سے اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ ہادی خلق اللہ ہیں۔

---
[1] الدر المنظوم صفحہ ۱۹۰/۱۹۴ جلد ۲ مطبوعہ۔ [2] الدر المنظوم جلد ۲ صفحہ ۲۰۱۔

مرید کرنا ضروری ہے

اکثر مشائخین مرید کرنے میں پس وپیش کرتے ہیں، بعض تو شیخ چند ہی لوگوں کو ارادت کا موقعہ دیتے ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا طریقہ عمل یہ تھا۔ لوگ کثرت سے آپ کے ہاتھ پر تائب اور مرید ہو رہے تھے۔ جب بیعت لینے سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کسی ایک گناہ سے بھی یہ لوگ باز آجائیں تو یہی اُن کے لیے نجات ہے۔ اور حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا ایک واقعہ تمثیلاً ارشاد فرمایا کہ شیخ الشیوخ کے عم بزرگوار اور مرشد حضرت ابو النجیب سہروردی اور شیخ محمد واحمد غزالی بغدادی آپ کے معاصر تھے۔ ایک دنیادار آپ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کی خواہش کی تو فرمایا کہ تو شیخ محمد غزالیؒ کے پاس جاکر مرید ہو جا۔ امام غزالی نے مرید ہونے کی شرطیں پیش کیں جس سے اُس کا دل شکستہ ہو گیا اور وہ اُن کے پاس سے مایوس چلا گیا۔ اپنے دل کو مطمئن نہ کر سکا اور آپ سے آکر شکایت کی کہ آپ نے ایسے شخص کے پاس مجھ کو بھیجا کہ انھوں نے ایسی شرطیں پیش کیں کہ میں متنفر ہو گیا اور میرا دل نہ جم سکا۔ غرض ابو النجیبؒ نے خود اُس کو اپنا مرید کر لیا اور کوئی شرط پیش نہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس زمانے میں تو اسی قدر بہت ہے کہ کسی گناہ سے کوئی باز آجائے تو وہی اُس کی نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہر شخص مریدی اور اعلیٰ مرتبہ کا خریدار نہیں ہے" اس کے لیے تو عالی ہمت شخص چاہیے۔ دوسرا واقعہ فرمایا کہ شیخ رکن الدین قدس سرہٗ کے پاس ایک عالم وفاضل شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ اور شیخ ابو الفتح لوگوں کو مرید کر رہے تھے۔ اور خرقہ بھی عطا فرما رہے تھے، تو اس عالم نے اعتراض کیا کہ جو شخص آتا ہے اُس کو آپ خرقہ بھی دے دیتے ہیں۔ اہلیت بھی تو چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میری ٹوپی کی وجہ سے وہ گناہ سے باز آجائے تو وہی اُس شخص کی نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔

اوراد و وظائف آواز سے بالجہر پڑھنا موجب ترغیب ہے[1]

نوانّ الشیخ المرشد یجہر فی العبادات نسبتہ الارشاد یجوز فان اصحابہ واتباعہ یاخذون العمل

---
[1] الدر المنظوم صفحہ ۲۰۵ جلد ۲۔

ولایکون ذالک ریاءً الخ۔

یعنی اگر مرشد بہ نیت ارشاد عبادات میں قرأت سے باآواز پڑھے تو جائز ہے کیونکہ اس عمل کو دیکھ کر دوست اور متبعین عمل کی طرف راغب ہوجاتے ہیں۔ یہ ریا نہیں، بلکہ اس کا مقصد اپنے ساتھیوں کو عمل کے لیے اُبھارنا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا عمل یہ تھا کہ نماز بلند آواز سے پڑھتے بلکہ تسبیح اور دعائیں بھی۔ کوئی عمل پوشیدہ نہ رکھتے اور فرماتے کہ اگر آہستہ پڑھوں یا خلوت میں تو یار لوگ کہیں گے کہ ہمارا پیر اس شغل کو کبھی کرتا ہے کبھی نہیں، یعنی مداومت نہیں ہے اور دیکھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پیر اس بڑھاپے میں بھی اپنے ورد و وظائف سے خالی نہیں۔

ہدایت کا ایک نیا طریقہ شطرنج کا کھیل ارشاد ہوا کہ بعض مشائخؒ نے مریدوں کو شطرنج بازی کے ذریعے بھی ارشاد و ہدایت کی ہے ایک شہر میں وزیر زادہ تھا جو نہایت متکبر اور اپنی جوانی میں مست تھا چنانچہ جوانی کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے:۔

"سکر الشباب اذید من سکر الشراب"

جوانی کا نشہ شراب سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ ایک بزرگ شیخ عبدالرحمٰن خراسانی کو اس شہزادہ کا حال معلوم ہوا، تو آپ نے دریافت کیا کہ شہزادہ کو کس چیز سے زیادہ رغبت ہے تو لوگوں نے کہا کہ وہ شطرنج کا دھنی ہے۔ آپ نے شہزادہ کے ساتھ شطرنج کھیلی، نماز کا وقت آیا تو اُس نے کہا کہ میرے کپڑے پاک نہیں ہیں، آپ نے اُس کو اپنا لباس پہنایا اور نماز پڑھوائی۔ اور اس کے قلب پر ایک نظر ڈالی، تو اس کا دل صاف ہوگیا، اور وہ ایک روز خود بخود اُن کے قدموں پر گر پڑا۔ اس طرح تین روز میں مولانا خراسانی نے اُس کو کامل بنا دیا۔

راہِ سلوک بتدریج طے کرنا چاہیے سید السادات مخدوم جہانیاںؒ نے فرمایا کہ درویش سالک کا حال ایک معمار کا سا ہوتا ہے، چنانچہ معمار کے ہاتھ میں اینٹیں

۱؎ خزانۂ جلالی قلمی باب ۶ ورق ۱۳۴ (آصفیہ)۔ ۲؎ خزانۂ جلالی ورق ۱۱۴ب قلمی اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد

دیتے ہیں، تو جب تک وہ اُن کو کام میں نہ لائے اور اُس کا ہاتھ خالی نہ ہو، دوسری اینٹ نہیں دیتے۔ اسی طرح کوئی درویش جب فتوح یعنی واردات قلبی سے مستفید ہوتا ہے تو چاہیے کہ اُس سے کماحقہٗ بہرہ اندوز ہو تاکہ اُس کے بعد دوسرے فتوح و فیوض اُس کو پہنچتے رہیں اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو جو کچھ اُس کو فیض پہنچا ہے وہ بھی ضائع ہوجائے گا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی اس پر ایک حدیث پیش کی۔

قال رسول اللّٰہ صلعم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللّٰھم اعط منفقاً خلفاً ویقول الآخر اللّٰھم اعط ممسکاً تلفاً۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ کے بندے صبح نہ اُٹھتے ہوں اور دو فرشتے یہ نہ کہتے ہوں، ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ خیرات کرنے والے بندے کو بدل نیک عطا فرما، اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے بار الٰہا بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

عارف کی ریا ابرار کے خلوص سے بہتر ہے قول مخدومؒ: عوارف کا سبق پڑھا رہے تھے، بحث اخلاص و ریا کی تھی۔ فرمایا کہ:

"ریاء العارف اخلص من اخلاص الابرار" زہد و عبادت مثلاً روزہ و نماز حج و زکواۃ، نیز ورد و وظائف میں کسی عارف کا اُن کی نمائش کرنا اُس سے بہتر ہے کہ کوئی نیک آدمی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت وغیرہ کرے، عارف کامل حقیقت میں معلم ہوتا ہے۔ اور یہ نمائش اس لیے کرتا ہے کہ کہیں اُس میں غرور نہ پیدا ہوجائے کہ میرے جیسا عابد و زاہد کون ہے اس لیے خلوت سے اس عجب و تکبر سے بچنے کے لیے، عاجزی و انکساری کے ساتھ باہر آتا ہے تاکہ لوگ اُس سے عمل کرنا سیکھیں اور مخلوق کو نفع ہو۔ مقولہ حسنات الابرار سیئات المقربین کا یہ راز ہے۔

ہندوستان کی فضیلت آدم علیہ السلام سراندیپ میں زمین پر اتارے گئے اور سب سے پہلے زمین کو چھوا۔ اکثر ابدال ہندوستان

۱؎ الدر المنظوم صفحہ ۲۰۶ جلد ۲۔ ۲؎ ایضاً صفحہ ۹۴۷۔

ہیں ہیں "اکثر الابدال فی الہند"۔

ابدال کی زندگی رہبانہ نہیں ہوتی[1]

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ مردانِ غیب دُنیا سے الگ پہاڑوں میں تنہا زندگی بسر کرتے ہیں اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت مخدومؒ نے سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ابی القاسم جنیدؒ نے فرمایا کہ میں بعض ابدال کے نکاح میں بعض ابدال عورتوں کے ساتھ موجود رہا ہوں۔ وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا یعنی کوئی مجمع نہیں تھا۔ نوشہ نے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا۔ اور کوئی چیز زمین پر گری تو وہ دُر و یاقوت وغیرہ معلوم ہوئے مگر میں نے جب اُس کو ہاتھ میں لیا تو وہ زعفران تھی جس نے زمین پر ڈال دی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اس جماعت کے متعلق ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہدیہ ہے۔

مجذوبؒ قابلِ ارشاد نہیں ہوتا[2]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مجذوب کو قابلِ ارشاد نہیں مگر فیض تو پہنچا سکتے ہیں ان کے پاس بیعت کا طریقہ کیا ہے اور یہی ہے حضرت مخدومؒ فرماتے ہیں:-

مجذوب مغلوب العقل ہے۔ سالکِ طریقت نہیں وہ راہِ سلوک کے امن اور خوف اور محمود و مذموم سے واقف نہیں ہوتا۔ اُس پر صرف ایک جذبہ دفعۃً غالب ہو جاتا ہے۔ اُس نے مقامات کو دیکھا ہی نہیں تو وہ کیا جانے جس نے مقاماتِ سلوک کو خوب دیکھا ہوا اور منزلِ مقصود کو پہنچا ہوا اور دوسرے کو خدا تک پہنچا سکتا ہو، وہی قابلِ ارشاد ہے۔ اس لیے مجذوب اس لائق نہیں کہ شیخ ہو البتہ لوگ اس کے حق میں اعتقاد رکھیں مگر مرید نہ ہوں۔

اسلامی کردار و اخلاق کا اثر غیر اقوام پر اور تبلیغِ اسلام

بہت سے راجپوت قبیلے بطیبِ خاطر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ نے کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا، بلکہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا نمونہ بن کر اُن کو

۱۔ خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۲ آصفیہ قلمی۔ ۲۔ الدر المنظوم جلد ۲ صفحہ ۲۰۴۔

متاثر و راغب کیا۔

مخدومؒ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:- ایک غیر مسلم[1] بقال تولپا نامی کی لڑکی ساکن دیہ کبرجی امعیکان کی مسلمان لڑکیوں سے محبت رکھتی تھی، وہ مسلمان ہو گئی۔ اور اپنے ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ جب اُس کی شادی ایک غیر مسلم سے ہو گئی تو وہ بہت پریشان ہوئی۔ اور شبِ زفاف میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میرا بھید تجھ سے مخفی نہیں ہے۔ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اور مجھ کو کچھ تیری معرفت بھی حاصل ہے تو مجھ کو اس مشرک نوشہ سے بچا۔ ابدال کو باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس کو مکۂ معظمہ لے جاؤ اور فلاں مجاور کے حوالہ کر دو۔ تاکہ وہ اس کی تربیت کرے۔ چنانچہ وہ لڑکی مکۂ معظمہ پہنچا دی گئی میں نے خود اس لڑکی کو مکہ معظمہ میں دیکھا، عبدالرحیم یزدی مجاور مکہ مرید شیخ رکن الدین نے اُس سے نکاح کرنا چاہا تو پھر اُس لڑکی نے دعا کی کہ یا اللہ تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے معرفت عطا فرمائی ہے اب تو مجھ کو اپنی عبادت ہی میں مشغول کر دے چنانچہ وہ حفظِ قرآن میں مشغول ہو گئی اور قرآن حفظ کر لیا۔

مراقبہ و تفکر[2]

تصوف کے چار اُصول ہیں: نوافل[1]، نماز[2]، تلاوت و ذکر[3]، مراقبہ[4]۔ گویا صوفی کے لیے مقدم ہے کہ وہ نماز اور نوافل، تلاوتِ قرآن اور ذکر اذکار کے بعد، مراقبہ میں مشغول رہے۔

اصولِ مراقبہ:- مجاہدہ اور ریاضت سے جب سالک کے نفس کا تزکیہ اور دل کا تصفیہ اور دل منور ہو جائے تو اُس کو پھر مراقبے میں مشغول ہو جانا چاہیئے اب وہ صفاتِ حسنۂ الٰہی پر غور و فکر کرے۔ گویا ذکر کے بعد فکر کا درجہ ہے۔ مراقبہ کا تعلق غور و فکر سے ہے۔ مراقبہ سے ملک و ملکوت اور واقعات کشف ہونے لگیں گے۔ حدیثِ شریف یہ ہے:-

۱۔ خزانہ جلالی قلمی (آصفیہ) ورق ۱۰۵ اب۔ ۲۔ خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۳۴ ب قلمی (سنٹرل لائبریری حیدرآباد)

"تفکر ساعتہ خیر من قیام لیلتہ" "تفکر وافی خلق اللہ ولاتفکر وافی ذات اللہ۔ اس انتہائی غور وفکر اور محویت سے صوفی کو ایک جذبہ حاصل ہوجاتا ہے۔ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت۔ یعنی ہر دم اس کو محویت اور ثبات حاصل ہوجاتا ہے اور اُس کو اس سے دو عیدیں حاصل ہوتی ہیں، ایک تو عید محویت ہے۔ دوسری عید اثبات کی جس سے ثابت قدمی اور استقلال حاصل ہوتا ہے، اور اس کا وجود کلمہ طیبہ کے مماثل ہوجاتا ہے۔ یعنی عین نفی میں اثبات۔ اس وقت اُس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہیں تو جائز ہے۔ یہ عجیب وغریب سفر ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بڑے بڑے مقامات کی سیر کرتا ہے۔

بقول ؎ بنشیں وسفر کن کہ بغایت خوب است
بے زحمت پا گرد جہاں گردیدن

طریقہ مراقبہ[1] سالک کامل طہارت کے ساتھ خلوت میں مصلے پر سر جھکائے ہوئے۔ دونوں آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائے صفات حسنہ صنعت صانع: خلق وحقایق، عظمت اور نعمت اور ہدایت پر غور وفکر کرے اور اس میں اس قدر محو ہوجائے کہ خود کی خود کو خبر نہ ہو حتیٰ کہ کسی سے بات چیت کا بھی احساس نہ ہو۔ گویا کہ خود۔ بہرا ہے۔ حق تعالیٰ کو حاضر وناظر جانے۔ اور اپنی تمام حرکات وسکنات اور اختیارات کو منجانب حق جانے پہلے مرتبہ میں صفات خاکی کا انکشاف ہوگا اور وہ اس کرۂ خاک کے تمام نشیب وفراز کوہ وصحرا کے عجائبات سے واقف ہوگا روز بروز قلب میں لطافت پیدا ہوگی، دوسرا مرتبہ صفات کرۂ آبی یعنی سبزہ زار اور نباتات کا ہے، تیسرا مرتبہ کرہ ہوا کی سیر وطیر کا ہے۔ چوتھا مرتبہ کرۂ آتش کا ہے مثلاً چراغ۔ شمع وآتش کے خرمن، آگ کی وادیاں، آگ کے شعلے اُس کو نظر آئیں گے۔ پانچویں مرتبہ میں فلک اور اجرام سماوی۔ چھٹے مرتبہ میں عالم کواکب اور ملکوت سے گزر جائے گا غرض۔ بتدریج

---

[1] خزانہ جواہر جلالی ورق ۱۳۶ ب قلمی دسٹرکٹ لائبریری حیدرآباد)

وہ کئی ہزار عالم سے گزرنے گا۔ اور اس عالم کے واقعات اُس کو مشاہدہ ہوں گے اس لیے اس مقام پر اگر وہ ان مقامات کا وقائع شناس نہیں ہے۔ تو پھر واقعات اور واردات بند ہوجائیں گے، اور وہ آگے ترقی نہیں کرسکتا۔ اس لیے یہاں اُس کو شیخ کی رہبری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً وہ آگ کے مختلف مناظر دیکھتا ہے۔ ہر مقام میں اُس کے معنے کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ کبھی تو وہ غضب شیطانی اور کبھی آتش قہر اور کبھی نور تو۔ کبھی وہ آتش شوق ہوتی ہے، کبھی آتش ہدایت کبھی آتش محبت، کبھی آتش معرفت بقولہ تمسنہ نار علیٰ نور ہا۔ کبھی وہ آتش مشاہدہ، ہوتی ہے۔ غرض ان کی شناخت اور ان میں امتیاز شیخ ہی بتا سکتا ہے۔ ہر شخص اپنی استعداد اور تائید رحمانی ہی سے ان مقامات کی فضیلت کو پہنچ سکتا ہے۔

سماجی تعلیم[1] | ۱۔ سادہ زندگی اور محنت ومشقت اچھی چیز ہے:۔

ارشاد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایندھن خود لایا کرتے تھے میں بھی اپنے دوستوں کے ساتھ ایندھن لایا ہوں۔ محنت ومشقت برداشت کرتا اور تھک جایا کرتا تھا۔

۲۔ کسی سے سوال کرنا نہایت بری چیز ہے یعنی (گداگری)[2]

ایک شخص حاضر ہوا اور استدعا کی کہ میری امداد کے لیے سفارش کردیجئے آپ نے خود اپنے قلم سے لکھنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے منشی سے لکھوا دیا۔

بھیک کی مذمت میں آپ نے ایک صحیح حدیث بیان فرمائی "من فتح باب مسئلۃ فتح اللہ لہ سبعین بابا من الفقر" جو شخص سوال یعنی بھیک کے لیے ایک مرتبہ ہاتھ پھیلا کر ایک دروازہ کھولتا ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ، مفلسی ومحتاجی کے اُس پر ستر دروازے کھول دیتا ہے سوال کرنا نہایت درجہ معیوب چیز ہے، جب بھیک مانگنے کی عادت ہوجاتی ہے تو محتاجی اور دریوزہ گری کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس کی خودداری ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتی ہے۔ جو قوم کے لیے ایک لعنت ہے۔ محنت مزدوری کرنا مستحسن ہے۔

۳۔ خانقاہ کا کھانا بیکاروں کے لیے جائز نہیں[3]:۔

عالم اسلامی میں خانقاہوں اور مدارس کے لیے وظائف مقرر تھے۔ خانقاہیں، علم کی ترویج، اور تزکیہ نفس وتصفیہ قلوب کی مرکز ہوا کرتی تھیں مخدوم نے سبق عوارف کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص خانقاہ میں رہے تو وہ مریکا

---

[1] الدر المنظوم ص۔ [2] الدر المنظوم ص [3] الدر المنظوم ص۱۹ جلد ۲۔

نذر ہے، شریعت کی رُو سے نہیں بلکہ از روئے طریقت، خانقاہ کا کھانا اُس کے لیے ناجائز ہے۔ اگر کھائے تو اُس کو خانقاہ کی خدمت کرنا چاہیئے کم از کم وہاں کی جاروب کشی ہی کیا کرے۔ اگر بانی خانقاہ نے وقف کی نیت کی ہے تو پھر کھانا جائز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میں اوچہ سے ملتان بغرض حصول علم پہنچا، تو حضرت استادی و مُرشدی شیخ رکن الدین ابو الفتح نے خادمان خانقاہ سے فرمایا کہ مجھے خانقاہ میں نہیں بلکہ مدرسہ میں ٹھیرائیں کیونکہ ان کی نیت حصول علم کی ہے۔ خانقاہ کا کھانا اُن کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور روزانہ اپنے گھر سے کھانا میرے لیے بھجواتے تھے۔

مستحقین کو اُن کا وظیفہ دینا بقاء عمر کا باعث ہے[1]

ارشاد ہوا کہ میں بعد عشاء معہ اصحاب کے موجود تھا اور وظیفہ خواروں کو وظیفہ تقسیم کر رہا تھا اور وہ دُعا دیتے جاتے تھے، تو آپ نے یہ حدیث پڑھی: اَدِرّوا علی اصحاب الوظائف، فانهم یتمنون لکم البقاء وظیفہ جاری رکھو تو وظیفہ خوار تمھاری بقا کی تمنا کریں گے اور وظیفہ خواہ دنوں کا رہیں گے تاکہ اُن کا وظیفہ پہنچتا رہے اور دُعا درازی عمر کرتے رہے۔

اطاعت خدا و رسولؐ و حکام و سلاطین[2]

ارشاد ہوا کہ خدا اور اُس کے رسول کے احکام کی اطاعت فرض ہے، سلاطین وقت بھی اولوالامر میں شامل ہیں۔ ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اولوالامر کا حکم شریعت کے موافق ہو تو اُس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے اگر کوئی شخص خلق کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور رسول کی اطاعت نہ کرے یا اگر ایک شخص خدا و رسول کی اطاعت تو کرتا ہے مگر اولوالامر کی اطاعت نہیں کرتا تو اُس کی وہ طاعت و بندگی کو خدا قبول نہیں کرتا۔

اولی الامر کے متعلق مفسرین کے دو اقوال ہیں ایک تو یہ ہے کہ اولی الامر سے مُراد فقہا ہیں۔ دوسرے یہ کہ سلاطین بھی اس میں شامل ہیں۔

[1] الدر المنظوم صـ ۳۴۷ جلد ۲ - [2] الدر المنظوم صـ ۶۶۳/۶۶۴ جلد ۲ -

تیسرا قول یہ بھی ہے کہ جو شخص نیک بات کا حُکم کرے اور بُری بات سے منع فرمائے تو وہ بھی اولی الامر میں شامل ہے۔ میں جس وقت شیراز میں تھا تو میری تقریر اولوالامر پر تھی، بادشاہِ شیراز کے کان تک پہنچی تو اُس کو بہت پسند آئی اور وہ خود مجھ سے ملنے آیا اور دو طشت تنکہ (روپے) نذر لایا اور باصرار مجھ کو وہ نذر قبول کرنی پڑی۔

اہل رجا[1]

اہل رجا میں دس خصلتیں ہونی ضروری ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر استطاعت ہو تو اُس کو فریضۂ حج ادا کرنا چاہیئے۔ دوسری یہ کہ جہاد اس کو کرنا چاہیئے۔ یعنی نیک کام کے لیے جہادِ اکبر جس کا مقصد جد و جہد کرنا اور گمراہوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ تیسری رباط۔ یعنی آپس میں ربط و ضبط قائم رکھے:۔ بقولہٖ تعالیٰ "وَرَابِطُوا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"۔ چوتھی یہ کہ خلق اللہ کو نیک کام کرنے کا حکم دے۔ پانچویں یہ کہ اُن کو بُری باتوں سے منع کرے۔ بقولہٖ تعالیٰ۔ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس، تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ جو مُسلمان کی اصل شان اور اُس کا لائحۂ عمل ہے۔ چھٹی۔ جان و مال سے نیک کام میں مدد کرنا مُسلمان کا فرض ہے۔ بقول۔ "تعاونوا علی البرّ والتقویٰ"۔ ساتویں۔ مظلوم کی مدد کرنا ہے آٹھویں یہ کہ کسی فریادی کی داد رسی کرنا چاہیئے۔ نویں یہ کہ کسی کی سختی اور مشکلات میں کام آنا چاہیئے۔ دسویں۔ یہ کہ غمزدہ مسلمانوں کی دلجوئی اور مدد کرنی چاہیئے۔

کسب و محنت[2]

کسب کرنا انبیا علیہ السلام اور اولیائے کرام کی سُنت ہے۔ کسب خصوصاً اُس شخص کے لیے بہتر ہے جو عیال دار ہو۔ جو پاکباز اور صاحب باطن یا عالم ہے۔ اُس کی ذات سے تدریس علوم کے ذریعے خلائق کو فائدہ پہنچتا ہے اور لوگ کسب علوم میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس لیے بیت المال سے بغرض کفالت اُن کو معاوضہ دینا بہتر ہے، بہترین کسب جہاد ہے اُس کے بعد تجارت، و زراعت اور صنعت و حرفت ہے، لہٰذا کسب فرض ہے جتنا ہو سکے کرو، مگر تفاخر و تکبر کی نیت سے مال جمع کرنا مکروہ ہے۔

[1] الدر المنظوم صـ ۸۰۳/۸۰۴ جلد ۲ - [2] خزانۂ جلالی ورق ۲۴ قلمی (آصفیہ)

حضرت مخدومؒ۔ مکہ معظمہ[1] میں حصولِ علم اور فیوضِ باطنی میں مصروف تھے تو وجہ معیشت کتابت تھی، دن میں تعلیم میں مشغول رہتے، اور رات میں دو تین جزو لکھ کر اُس کی اُجرت حاصل فرماتے، اور اُس سے اپنا پیٹ بھرتے۔

سواری[2] فرمایا سفر میں حضرت مخدومؒ بیل پر بہت کم سوار ہوتے اور فرماتے کہ بیل زراعت کے لیے ہیں، اور یہ سواری مکروہ ہے، اور گھوڑے کی سواری سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔

لقمۂ حرام ولباسِ حرام[3] فرمایا کہ اگر کپڑے میں ایک تار بھی حرام ہے، یا وہ حرام کے پیسہ سے حاصل کیا گیا ہو، یا کھانے میں ایک لقمہ بھی حرام سے ہو تو اُس شخص کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا، اس کے لیے تقویٰ شرط ہے۔

سیر وسیاحت[4] فرمایا کہ سفر دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تو دین کے لیے مثلاً کعبۃ اللہ مسجد اقصٰی، بیت المقدس مدینہ منورہ وغیرہ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لیے، اور دین و دُنیا کے لیے سفر دس قسم کا ہوتا ہے، یعنی ایک تو تحصیلِ علم کے لیے ہوتا ہے، دوسرے بغرض تجارت اور اصلاح اخلاق، تیسرا خدائے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کے لیے، چوتھا حج کے لیے، پانچواں جہاد کے لیے، چھٹا اور ساتواں بغرض زیارت مدینہ منورہ اور بیت المقدس، آٹھواں سفر بزرگانِ دین کی ملاقات کے لیے تاکہ بزرگوں کے حالات کے مشاہدہ سے استقامت حاصل ہو، اس طرح گویا اُن کی زبانِ حال تمھارے لیے زبانِ قال ہے، نواں اُن کی قبور کی زیارت کے لیے، دسواں پریشانی کی وجہ سے ہجرت کر جانا تاکہ عزت وجاہ ملے اور فتنہ و فساد سے محفوظ رہے، البتہ قحط وطاعون کے زمانے میں نقل مقام جائز نہیں۔ طلب مال کے لیے سفر کر سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ طلب مال کی نیت سوال کے لیے نہ ہو بلکہ اہل وعیال کے تعطف وکفالت کے لیے ہو تو ایسا

[1] الدر المنظوم ص۷۷۹ جلد ۲۔ [2] خزانہ جلالی ورق ۱۲۲ قلمی۔ [3] الدر المنظوم ص۱۶۴ جلد ۲
[4] خزانہ جلالی قلمی (آصفیہ) ورق ۱۷۵ ب۔

سفر عین عبادت ہو جاتا ہے۔

سفر کے پانچ فایدے[1]:۔

۱۔ ایک تو یہ کہ اس سے غم غلط ہو جاتا ہے۔ ۲۔ کسبِ معیشت کا ذریعہ ہے۔ ۳۔ علم کی تحصیل بخوبی ہو سکتی ہے۔ ۴۔ کسبِ آدابِ صحبت۔ ۵۔ بغرض حصول مال، پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سفر کرنے میں بڑے بڑے مصائب ہیں، جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرنا پڑتا ہے تو اُس کے لیے جانوروں کی سی موت بہتر ہے، بجائے اس کے کہ وہ گھر میں بیٹھا رہے۔

سفرِ حقیقت فرمایا سید السادات حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے کہ اے عزیز دراصل سفر تو حقیقت کا سفر ہے نہ کہ جسمانی سفر، راہ حقیقت کا سفر اصلی اور قیمتی سفر ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے: تسافروا تصحوا تغنموا ترجمہ یعنی سفر کرو، صحت اور مال غنیمت حاصل کرو، اس میں صحت جسمانی نہیں بلکہ صحتِ دین مدِ نظر ہوتی ہے، اور اس کا مقصد مال و منال حاصل کرنا نہیں ہوتا، کیونکہ مال و دولت نیک اعمال کی کمی کا باعث ہے اسی لیے شارع علیہ السلام نے، مقیم کی چار رکعتوں کے بجائے مسافر کی دو رکعت کو قابلِ قبول قرار دیا ہے یہ تو جسمانی مسافر کی یعنی دُنیا کے فائدوں کی بات ہوئی، لیکن قلب یعنی آخرت کے مسافر کی دو رکعتیں مقیم کی ہزار رکعتوں کے ثواب کے برابر ہیں، چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"رکعتانِ من رجل ورع افضل عند اللہ من الف رکعۃ من رجل مخلط"۔

ترجمہ: پرہیزگار کی دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے شخص کی ہزار رکعتوں سے زیادہ افضل ہیں جو پرہیزگاری کے ساتھ فسخ کو ملاتا ہے۔ نیز آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سالک وہ ہے جو لمحہ لمحہ، اپنے دل سے دنیوی آرائش اور افعال ذمیمہ یعنی بغض وحسد وغیرہ کو دور کرتا ہے تاکہ اس کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک

[1] خزانہ جلالی قلمی ورق ۱۷۵ ب (آصفیہ)

…ق حاصل ہو، مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شبِ اسریٰ کے شہسوار ہیں، اگر صرف مسجدِ حرام کے قیام اور مسجدِ اقصیٰ کے سفر پر ہی قناعت فرماتے، تو آپ کو قاب قوسین کا قرب کس طرح حاصل ہوتا، وہ تو بڑے عالی ہمت تھے، کہ اس عالم ان دنیا پر قناعت نہ فرمائی، چنانچہ آپ کو جہاں لازمی طور پر پہنچنا تھا پہنچے، اور جو کچھ دیکھنا تھا ملاحظہ فرمایا، اور جو کچھ سننا تھا سنا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

سیاحت عمدہ چیز ہے بشرطیکہ طلب الٰہی ہو[1]
عوارف کے سبق میں مسافرت کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اگر تم ہزاروں آدمیوں میں رہو تب بھی تمہارے دل کو خدا کے ساتھ حاضر رہنا چاہئے، جس طرح حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ جو سلاطین کے پاس بھی جایا کرتے تھے ملاقات بھی کرتے تھے، مگر دل ان کا خدا کے ساتھ رہتا تھا۔

نیت سفر[2]
اگر کوئی اس نیت سے سفر کرے کہ صحرا و بساتین اور اقالیم کو دیکھے تو اس نے عمر ضائع کی، اگر اس سے مقصد صفائی قلب حاصل کرنا ہو تو نیک ہے، ایسے سیاح، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمرہ میں ہوں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ بڑے سیاح تھے، اسی لیے ان کو "مسیح" کہتے ہیں، آپ نے سیاحت بہت کی اور کبھی ایک جگہ قیام نہ فرمایا۔

نگہداشت جانوراں[3]
ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ بکری چلا رہی تھی، آپ کے ہم نشینوں نے کہا شاید یہ بکری بھوکی ہے یا پیاسی ہے، دہن بستہ ہے، تو حضرت مخدومؒ نے ایک صحیح حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "ظلامۃ الدابۃ اشد من ظلامۃ الانسان" یعنی جانوروں (یعنی گھوڑے۔ اونٹ۔ خچر، وغیرہ) پر ظلم، انسان پر ظلم کرنے سے بڑھ کر ہے، آدمی بھوکا پیاسا ہو یا کسی نے اس پر ظلم کیا ہو تو وہ فریاد کر سکتا ہے، مگر یہ منہ مرے جانوروں کے متعلق

۱؎ الدرالمنظوم صفحہ ۸۳۴ جلد ۲ ۔ ۲؎ الدرالمنظوم صفحہ ۸۴۰ جلد ۲ ۔ ۳؎ الدرالمنظوم جلد ۱ [illegible]۔

کوئی نہیں جانتا کہ ان کو کیا تکلیف ہے، اسی لیے میں سواری نہیں رکھتا ہوں اگرچہ سواری پر نماز کے لیے جانا جائز ہے۔

حضرت سید شاہ جلال الدین حسین بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ نے بہت سی نصیحتیں ذریعہ مکتوب بتوسط مولانا عزالدین، سید السادات شیخ تاج الدین احمد معین المعروف بہ سیاہ پوش علوی کو فرمائی تھیں، جو ایک تالیف "مقرر نامہ" میں جمع ہیں۔ اور یہ کتاب نادر الوجود ہے اس لیے ہم یہاں اس کے بعض اقتباسات درج کرتے ہیں:۔

"مقرر نامہ: تالیف یکم رجب [illegible] مؤلف حضرت سیاہ پوش سلطان پوری (نواح دہلی) کے کوئی مرید ہیں۔ جملہ صفحات ۱۱۴ سطر ۱۹ خط نستعلیق (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سنٹرل لائبریری ۱۵۵ فن تصوف) کتب خانہ کی فہرست میں اس کا نام غلطی سے مسافر نامہ لکھا گیا ہے:۔

حضرت سیاہ پوشؒ کے حالات باوجود تلاش ہمدست نہ ہو سکے، البتہ تذکرہ بحرِ ذخار[1] میں، مولانا عزالدین کا نام ان کے صاحبزادے علیم الدین کے ضمن میں آیا ہے، مولانائے موصوف شیخ صدر الدین راجو قتالؒ، برادر مخدوم جہانیان قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ مقرر نامہ میں اس طرح لکھا ہے:۔

"مقرر فرزندی باد ایں طرف بنشتہا د آں فرزندے برادر دینی و دولت معتقد یقینی مولانا عزالدین رسانیدہ بود باہدایا محل قبول شد بہ دعائے آں فرزند را در اوقات خمسہ در ذمہ خویش ایں فقیر فرض گردانیدہ الخ صفحہ ۴۷

صفحہ ۴۹ پر مخدومؒ[2] نے تحریر فرمایا ہے:۔

فرزندے باد سید السادات تاج الحق والدین احمد معین سیاہ پوش علوی صفحہ ۹۷ پر بھی نام موسوم الیہ درج ہے اس کے بعض ماخذ یہ ہیں:۔

آیات قرآن اور احادیث کے علاوہ عوارف المعارف، احیاء العلوم، خزینۃ الفقہ

۱؎ بحرِ ذخار قلمی صفحہ ۱۳۲۳ (بحوالہ گلزار ابرار غوثی) ۔ ۲؎ مقرر نامہ قلمی (آصفیہ) صفحہ ۴۷/۴۹

...عین المعانی ۔ زبدۃ الحقائق ۔ اسرار العارفین ۔ عمدۃ الابرار ۔ مرصاد العباد وغیرہ۔

۱۔ نصیحت :۔ مقرر باد :۔ جسد عنصری ایک پنجرہ ہے جس میں روح مقید ہے۔ جب طبل موت کی آواز سنے تو اُس کو فوراً پرواز کرنا چاہیئے ورنہ ایسا شخص جانور سے کم نہیں (ص۱۲)

۲۔ علی الدوام نفس کو نصیحت کرے اور سنّت کی پیروی کرے تو وہ عرش کے سایہ میں رہے گا۔ اُن لوگوں میں بادشاہ عادل۔ اور ایسے امرا بھی شامل ہیں جو عاجزوں اور غریبوں کو نوازتے ہیں۔ اور وہ مومن جو عبادت الٰہی کے سوا مومنوں کی حاجت روائی کرے۔ اور حرام خوری سے بچے اور اکل حلال سے صدقہ و خیرات کرے۔

۳۔ فاسق و فاجر کی صحبت میں نہ رہو بلکہ متقی کی صحبت اختیار کرو۔

۴۔ عمرو اور زید کی صحبت میں رہو۔ مگر مروت میں کسی کو اُس کے حق سے محروم نہ کرو اور ایسے شخص کو نصیحت کرو، جس پر وہ کارگر ہو۔

۵۔ محض علم حاصل کرنا کافی نہیں ہے عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ ہزار علمی مسائل سیکھنے سے کیا ہوتا ہے جب کہ عمل نہ ہو۔

۶۔ مومن محض علم حاصل کرنے سے جنّت میں نہ جائے گا۔ عمل خالص چاہیئے اگر تم کام نہ کروگے تو مزدوری کیسے ملے گی۔

۷۔ اہل صفّہ کی تعریف میں حدیث شریف آئی ہے "خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحال الخ۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہل و عیال کو چھوڑ دو، بلکہ اُن سے محبت نہ رکھو۔ بقول حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔

سخا۔ رضا۔ اشارت۔ صبر۔ عزلت۔ سیاحت۔ فقر۔ لباس صوفیانہ سادہ۔

۸۔ جاہل صوفیوں کی صحبت اچھی نہیں ہوتی۔ بقول کن عالماً باحکام الفقہ ولا تکن من جھّال الصوفیہ فانھم لصوص الدین وقطّاع الطریق علی المسلمین

یعنی جاہل صوفی جو احکام فقہ سے واقف نہ ہو وہ رہزن ہے۔ (ص۲۱ مقرر نامہ)

۹۔ ملوک اور امرا کی صحبت سے دل مرجاتا ہے اور شیطان اُس کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اور طرح طرح کے عیش و آرام یعنی جاہ و منزلت اور خدم و حشم کی ترغیب دیتا ہے (ص۲۸/۲۹ مقرر نامہ)

۱۰۔ صوفی کو اپنا راز فاش نہ کرنا چاہیئے۔ کشف و کرامت بتلانا سُبکی ہے۔ غیب کا حال بتلانا منجمی ہے۔ راز فاش کرنا دیوانہ پن ہے۔ دعا کرنا الحاجت اور صبر کرنا جہاد ہے۔ ایثار کرنا دوستی ہے، خلق سے منت کرنا مفلسی ہے۔ تصوف میں تصرف کی طرف متوجہ ہونا کافری ہے (ص۲۹ مقرر نامہ)

۱۱۔ معرفت الٰہی چار چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے۔ کسی کو دُکھ نہ پہنچائے۔ امانت دار رہے۔ (ص۳۱ مقرر نامہ)

۱۲۔ کسی سے سوال کرنا کفر ہے خدا سے شرم کرنا چاہیئے (ص۳۳ مقرر نامہ)

۱۳۔ سالک کا کمال چار چیزوں میں ہے۔ (۱) مخلوق کو فائدہ پہنچانا (۲) عیب پوشی کرنا۔ (۳) بُری صحبت سے پرہیز کرنا۔ (۴) دشمن سے اچھی بات کہنا اور ہمیشہ خوش رہنا۔

۱۴۔ انسان کو اعلیٰ نسبی، مال و اسباب، سونا چاندی، خدا تک نہیں لے جاسکتا عمل نیک چاہیئے۔ (ص۳۷)

۱۵۔ حدیث شریف ہے کہ اسلام میں تہتر ۷۳ فرقے پیدا ہوں گے جو اہل بدعت اور گمراہ ہوں گے۔ سوائے اہل سنت والجماعت کے۔ حقیقت یہ ہے کہ کفر و ایمان انسان میں فطری ہے۔ اگر تم خود پرستی چھوڑ دو تو کفر اخلاص ہو جائے گا۔ (ص۳۸)

۱۶۔ رزق محنت و مشقت سے حاصل کرو۔ حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ تم قبیلہ سلیم میں جاؤ وہاں تمہارا رزق ہے۔ حضرت موسیٰ، چالیس کوس زمین طے کرکے وہاں پہنچے جب حصار قبیلہ سلیم میں پہنچے تو ایک خوشہ جو ملا، موسیٰؑ نے اُسے صاف کرکے کھالیا۔ قبیلہ سلیم میں پہنچنا چاہتے تھے تو حکم باری ہوا کہ تم کو رزق مل گیا اب واپس جاؤ۔ اب ایسا کون ہے جو بغیر مشقت کے رزق حاصل کرے اس لیے تم بھی اپنے

جد سیّد مختار صلعم کی متابعت کرو۔ قسمت میں جو رزق ہوتا ہے وہی ملتا ہے (ص۴۲)

۱۷۔ فرمایا حدیث المحبّت قیام القلب مع المحبوب بلا واسطہ قولہٗ تعالیٰ: اِن کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی الخ۔ اگر مومن ایسی عبادت کرے جو شرع میں جائز نہ ہو اور ثواب نہ ملے تو کیا فائدہ مثلاً ایامِ تشریق میں جو اللہ میاں کی طرف سے ضیافت کا دن ہے روزہ رکھے، گو عبادت ہے مگر باعث ثواب نہیں لیکن جب مومن اپنے اہل و عیال کے ساتھ عید مناتا ہے تو باعثِ ثواب ہے۔ گو عبادت میں داخل نہیں مگر فرمانبرداری خدا اور رسول ہے۔ (ص۴۳)

۱۸۔ سجادہ نشینی:۔ سجادگی کے شرائط یہ ہیں کہ سجادہ کو عالم ہونا چاہیئے، ہر شخص کو سجادگی زیبا نہیں، دُنیا کی محبت، طلب جاہ، اور خود پرستی، غرور و خودستائی نہیں ہونی چاہیئے اپنے شیخ کے احکام کی تعمیل کرے۔ اس لیے کہ سجادگی اس کو سلسلہ بسلسلہ حضرت نبی کریم صلعم سے ملی ہے۔ اس دلیئے صاحب سجادہ، مرتاض ہو اور مجاہدہ کرے تاکہ شیطان راہ نہ مارے۔ کم کھائے پیئے، کم گفتگو کرے۔ خلق کی صحبت میں کم رہے، عیال و اطفال کی خاطر بقدرِ ضرورت رہ سکتا ہے۔ جو عین عبادت ہے۔ اخلاص۔ شکر، قناعت، یقین۔ توکل علم و امانت دیانت داری سخاوت، راست گوئی، عاجزی، انکساری اس کا شعار ہونا چاہیئے۔ پانچویں یہ کہ جبکہ اُس کو شیخ کامل سے خلافت بہ واسطہ حضرت رسولِ کریم صلعم ملی ہے۔ اس لیے اگر وہ اخلاق ذمیمہ سے پاک صاف نہ ہوگا تو لوگوں کو ہدایت کس طرح کر سکے گا، جو کسی طرح درست نہیں ہو سکتی پس جس شخص میں یہ اچھی صفات ہوں وہ لائق سجادگی ہے۔ تاکہ لوگ اُس کی اتباع کر کے لذّت حاصل کریں (ص۵ متفرق) اللہ کے عاشق ہمیشہ اُس کی بندگی میں مست رہتے ہیں۔ دُنیا کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

۱۹۔ راہِ عشق میں بڑے سخت مصائب ہیں، حضرت شبلیؒ نے استدعا کی تو ایک خون کا دریا زمین سے آسمان تک نظر آیا۔ اور ارشادِ باری ہوا کہ یہ خون کا دریا

ہمارے دوستوں اور محبت کرنے والوں کے واسطے ہے۔ اگر تم بھی اس کو چاہتے ہو تو خونِ جگر پیو تو آ سکتے ہو۔ یہ اس لیے ہے کہ کسی بوالہوس کا میری درگاہ میں گزر نہ ہو۔ اگر حوصلہ بلند ہے تو اِس طرف آئے۔ (ص۶۳)

۲۰۔ میں نے بہت نصیحتیں تم کو کر دی ہیں، اب اس کو مختصر کرتا ہوں۔ چونکہ جب دایہ بچہ کو کھلاتی ہے تو چھوٹا چھوٹا لقمہ دیتی ہے۔ تاکہ اس کو نگل جائے اور ہضم کر سکے۔ اُن آٹھ نصیحتوں کے منجملہ جو تم کو میں نے کی ہیں یہ کہ تم کسی سے مناظرہ و مجادلہ نہ کیا کرو۔ اس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جھگڑا (جدال) یہ ہے کہ ایک شخص حق کی بات کہتا ہے۔ تو مخالف حق سے روگردانی کرتا ہے مناظرہ میں حق بات منظور نہیں ہوتی بلکہ ایک کھیل ہوتا ہے۔ اور انسان کو جب مخالف کوئی لغویات کہہ دیتا ہے تو اس کو غصہ آجاتا ہے۔ عین المعانی میں لکھا ہے کہ مومن ایک باغ ہے پھولوں کا۔ غصّہ کی آگ اُس کو پژمُردہ کر دیتی ہے، حتیٰ کہ اُس سے لطافت جاتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں مجھ سے ایک شخص سے مباحثہ ہوا تھا؛ تو میں نے غصّہ سے حق بات کہی، شیخ عبداللہ مطری ہمارے شیخ سجادہ تھے اُٹھے اور مجھ کو گوشمالی دی (ص۶۶)

۲۱۔ گفتگو تکلف کے ساتھ اشارہ اور کنایہ سے اور ایسے اشعار اور قصائد، اور کلمات کے ساتھ مت کہو کہ بھائی مومن کو اُس سے تکلیف پہنچے۔ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

فقہ میں لکھا ہے کہ مطالعہ کتب نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔ تاکہ اُس سے عمل کی توفیق ہو۔ اور عاقبت بخیر، بوقت فرصت عبادت کرنا غنیمت جانو (ص۴۳)۔ نیز سید تاج الدین احمد معین سیاہ پوشؒ کو چند دعائیں ورد کے لیے لکھ کر روانہ فرمائی تھیں۔ بعض یہ ہیں:۔

فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم فرض نماز ادا فرماتے تو بلالؓ غلام کے پاس جاتے نہ ملتا تو تلاش کرتے اور اُس سے فرماتے کہ تو اپنی دُعا میں مجھ کو مت بھولا کرؑ اور دعا

...، اس لیے مسلمان پر یہ امر سنت ہے کہ اپنے لیے دعا کرائیں اس لیے کہ سب خدا کے پاس محتاج ہیں۔ (ص ۷۹)

چونکہ تم نے مجھ سے دعا کی درخواست کی ہے۔ صبح کے وقت اکثر دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تم کو رسول کریمؐ کے خاندان کے طفیل سے اپنے اولیاء کے زمرہ میں شامل کرے اور پریشانیاں تمہاری دُور ہو جائیں۔ (ص ۱۰۳)

۱۲۔ محبتِ الٰہی کے متعلق چند باتیں کہتا ہوں تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے۔ اہلِ سُنت کا مذہب یہ ہے کہ محبت کے لیے جنسیت کی ضرورت نہیں البتہ فلاسفر اس کے خلاف ہیں۔ خزینۃ الفقہ میں لکھا ہے کہ خدا کی محبت بندوں پر ہے اور بندوں کی خدا کے ساتھ۔ خدا سے محبت کے معنی یہ ہیں کہ بندہ کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اُس کی عبادت کرے اور اُس کے گناہ کو معاف کر دے لیکن بندے کی محبت خدا کے ساتھ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اُس کی اطاعت اور عبادت کرے۔ ایک عابد، شیطان کے وسوسہ سے فاسق ہو گیا تھا اور ایک فاحشہ تائب ہو کر عبادت میں مشغول ہوئی اور مقبولِ حق ہو گئی، جب مومن صدقِ دل سے خدا پر اعتقاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو نیک لوگوں میں شامل کر دیتا ہے اور اُس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

تصانیف احفاد مخدوم جہانیاں اوچ و لاہور

۱۔ مخدوم حامد گنج بخش گنج گیر اوچی ابن سید ناصر الدین محمود قدس سرہٗ

آپ کی ایک تصنیف ولایت نامہ (ملفوظات سید شاہ صدر الدین راجو قتال برادر حضرت مخدوم جہانیاںؒ) (منٹگمری گزیٹیر ص ۳۱)

۲۔ مولانا صفی الدین لاہوری ابن میراں موج دریا بخاری؛ نصاب جلالی کا تذکرہ میں ذکر ہے۔

۳۔ تصانیف بعض بنی اعمام مخدوم جہانیاںؒ :- سماء الدین اوچی ثم دہلوی خلیفہ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل، مؤلف شرح لمعات عراقی اور مفتاح الاسرار و رواح عراقی ص ۳۳۹

(وفات ۹۰۱ دہلی)۔

۴۔ حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی۔ مؤلف تفسیر انوری (بہ تبعیت پیغمبر صلعم)
(ورق ۲۴۲ مجمع الاولیا قلمی)

۵۔ سید جمال الدین بخاری برادر حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی کے خوارق موسوم بہ جمال عرفان کسی مرید نے غالباً لکھی ہے۔

حدیقۃ الاولیاء (مؤلفہ غلام سرور لاہوری مطبوعہ)

تلخیص سفرنامہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ بڑے سیاح تھے، اور اپنی طویل سیر و سیاحت کی وجہ سے "جہاں گشت" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی عمر کا معتد بہ حصہ یعنی چالیس سال سیاحت میں بسر فرمایا ہے۔ آپ کی سیاحت کا مقصد زیادہ تر محدثین اور محققین صوفیائے اسلام سے ملاقات اور اُن سے استفادہ تھا۔ آپ نے اپنے سفرنامے میں بعض ملکوں کے کچھ عجائبات کا بھی ذکر فرمایا ہے، اس میں بعض محیر العقول باتیں بھی ہیں جو روحانیات سے متعلق ہیں۔ آپ مشہور سیاح ابنِ بطوطہ کے معاصر تھے، جو سلطان فیروز تغلق (۷۵۲-۷۸۹) کے زمانہ میں ہندوستان بھی آیا تھا اور جس کی تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ مخدوم جہانیاںؒ کے سفرنامے کے کئی نسخے ملے ہیں جن میں بے حد اختلاف ہے۔ مطبوعہ نسخہ مترجمہ محمد عباس ابن سید غلام علی چشتی دہلوی مطبوعہ کانپور سنہ ۱۹۲۷ء اغلاط سے مملو ہے۔ یہ ایک نہایت غلط نسخہ سے ترجمہ کیا گیا ہے اور واقعات پر بھی کوئی تنقیدی نظر نہیں ڈالی ہے۔ ہم یہاں بعض خاص خاص شہروں اور اولیاء اللہ کے حالات کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں ہمارے پیش نظر ایک قلمی نسخہ بہ مہر سید مبارک خاں بھی ہے:-

حضرت مخدومؒ نے پہلے حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت فرمائی اور وہاں آپ کے سادات صحیح النسب ہونے کی آزمائش ہوئی جس میں

آپ پورے اُترے، اور روضۂ اقدسؐ سے وعلیکم السلام یا قرۃ العینی کے جواب سے مشرف ہوئے، بہرحال حرمین میں آپ نے کئی سال قیام فرمایا اور حضرت امام عبداللہ یافعی اور شیخ عبداللہ مطری سے علوم حدیث کی تکمیل فرمائی اس کے بعد اشارہ غیبی ہوا کہ آپ دوسرے مقامات کی سیر کریں جس کا ایک مجمل ذکر درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

بیت المقدس: فلسطین میں بے شمار انبیاء علیہ السلام کے مزارات کی زیارت فرمائی۔ مسجد اقصیٰ کا طواف فرمایا، جامع مسجد عبداللہ ابن زبیرؓ ملاحظہ فرمائی۔

شہر حماۃ (ملک شام) اس شہر میں اسلامی تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار فوج تھی۔ مسلمانوں کی یہاں یہودیوں اور فرنگیوں سے جنگ ہوئی تھی، بالآخر مسلمان فتحیاب ہوئے، یہاں روافض اور خوارج۔ مشرکین اور ملحدین کا نام و نشان نہ تھا۔ مرد و عورت اور بچے تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔ نیز فقراء بھی یہاں بیس متبحر علماء تھے جو علم نحو منطق و معانی علم کلام و حکمت اور بعض علم موسیقی بھی پڑھاتے تھے۔ نیز یہاں تعلیم قرآن کے بیس مدارس اور ستائیس مکتب تھے۔

شہر دمیاط: یہاں آپ نے شیخ جلال ساہی، اور ان کے بعض مریدین

---

۱ شہر حماۃ ملک شام، یہاں حضرت پیران پیر غوث اعظمؒ کی اولاد کے قصر مشہور ہیں سب سے پہلے سید سیف الدین یحییٰ بغداد سے حماۃ آئے تھے۔ کرقول کے حموی عبداللطیفؒ یہیں سے دکن آئے تھے ابجیل میں حماۃ کو شہر معظم لکھا ہے سلاطین اتابک سلاجقہ، ملوک اور آل عثمان متصرف رہے۔ جامع مسجد نوری یہاں کی خوبصورت مشہور مورخ ابوالفداء کی جاگیر تھی (دائرۃ انسائیکلوپیڈیا اسلام جلد ۸ مطبوعہ۔ ۲ شہر دمیاط۔ DAMIETTA دریائے نیل پر مصر کا ایک شہر ہے جو صلیبی جنگوں کا مرکز رہا (۱۲۱۹ء) یعنی زمانہ وسطیٰ کا اہم بندرگاہ تھا۔ بازنطینیوں اور صلیبی حملہ آوروں نے اس کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر خلیفہ متوکل باللہ نے ۸۵۳ھ میں مستحکم کیا پہلا متحدہ حملہ صلاح الدین ایوبی کے مقابلے میں ۵۸۷ھ میں ہوا یہاں کی مسجد جامع فتح مشہور ہے معجم البلدان میں یاقوت نے لکھا ہے کہ یہاں کا ریشم مشہور ہے قصب دمیاطی کہتے ہیں انسائیکلوپیڈیا ص۹۱۱ جلد ۱۔

کے مزارات کی زیارت کی ملک شام میں ایک سیاہ پتھر کا ذکر فرمایا ہے جو بیان کیا جاتا ہے کہ ہوا میں معلق ہے۔

کوہ قاف کی سیر کی، دیوار قہقہہ کے عجائبات سے متاثر ہوئے۔

مصر میں اسلام کے فروغ اور وہاں مسلمانوں کی پابندی نماز کی تعریف کی ہے، اور یہ بیان فرمایا ہے کہ اذان کی آواز میلوں سنائی دیتی تھی۔ کیا تعجب ہے کہ حکمائے مصر نے کوئی ایسا لاؤڈ اسپیکر ایجاد کیا ہو کہ جس کے ذریعے سے آواز دُور دُور تک سُنائی دیتی ہو۔

کوہ طور پر تشریف لے گئے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی تجلی نظر آئی تھی۔

انطاکیہ ۱: وہ شہر ہے جس میں دارا اور سکندر کی جنگ ہوئی تھی۔

شہر تخشوان ۲ میں ایک بزرگ صوفی شیخ محمد زندگی کی زیارت فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے مرتاض، اور متقی تھے کہ چار سو برس قعود میں بیٹھے رہے۔ جو زیادہ تر روحانیات پر مبنی ہے مشہور اصحابِ کہف کے قصہ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

شہر مقطع سکندریہ: فرمایا ہے کہ میں جہاز میں گیا تھا۔ طوفان سے بچ گیا۔ اسی کے متصل ایک وادی میں خواجہ مرجان ایک شخص رہتا ہے جو بڑا مسافر نواز ہے ہر سال حاجیوں کو پانسو ساٹھ اونٹ تحفۃً دیتا ہے۔ اور کھانا بھی کھلاتا ہے۔

منبع بادیہ (ام عبیدہ) میں سلطان احمد کبیر رفاعی کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے بیان فرمایا ہے کہ یہاں بارہ ہزار مرد اور عورت آگ اپنے تلووں سے ملتے ہیں، مگر آگ اثر نہیں کرتی، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، ایسے بعض مظاہر ایام محرم میں ہندوستان میں بھی دیکھنے میں آتے ہیں... رفاعی فقراء کے عجیب

---

۱ شمالی ملک شام کا قدیم شہر ہے "ANTIOCHIA" سلیوکس اول یونانی نے ۳۰۰ ق م آباد کیا تھا شام کا پایۂ تخت رہا، ساسانی حکومت میں زوال پذیر ہوا، ایرانیوں کا مقصد یہ تھا کہ اس رومی سلطنت کو کمزور کر دیں خسرو اول نوشیروان نے اس پر ۵۴۰ء میں قبضہ کیا عربوں نے ۶۳۸ء میں فتح کیا۔ دمشق کے بعد اعلیٰ کی شام کا خوبصورت شہر تھا (نامز و راز گزیر ص۳۴۹)۔ ۲ تخشوان دشمن ترکستان قلعہ بھی ہے مغربی ایران کی ایک قدیم اسلامی سلطنت تھی جس کے پایہ تخت کو چنگیز خان نے برباد کر ڈالا (ص۲۳۵ نامز گزیر)

عجیب مظاہرے مشہور ہیں۔ غالباً اس شہر کا نام ام عبیدہ ہے مترجم نے منبع بادیہ لکھا ہے۔

دُوم۔ (قونیہ) میں مولانا جلال الدین رومی کی زیارت کی۔ مرتب سفرنامہ نے غلطی سے مولانا کو سید احمد کبیرؒ کا مرید بیان کیا ہے۔

بغداد شریف میں شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ شیخ جنیدؒ شیخ شبلیؒ اور حضرت معروف کرخیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الملقب بہ غوث اعظمؒ۔ حضرت امام جعفر صادقؒ، امام کاظمؒ وغیرہ نیز جلال الدین تبریزیؒ کے مزار کی بھی زیارت کی، مگر یہ واقعہ بنگال کا ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ کا مزار بمقام پنڈوہ (تبریز آباد) بنگال میں ہے۔ فاضل مترجم نے غلط لکھا ہے۔ یا یہ کوئی اور بزرگ ہوں گے۔

شہر خوارزم: بھی تشریف لے گئے تھے، یہاں مغلوں نے حضرت نجم الدین کبریٰ خوارزمی کو شہید کیا تھا۔

شہر نورستان: (ایران) میں آتابک شاہ کے چار سو لنگر خانے دیکھے جہاں مسافروں سیاحوں اور غرباء کو کھانا تقسیم ہوا کرتا تھا۔

بدخشاں: یہاں ایک پہاڑ ایسا دیکھا جو لعل بدخشانی سے معمور تھا، مردانِ غیب کو دیکھا کہ ذکر ارّہ کرتے ہیں۔

شہر کرمان: یہاں شاہ شجاع کرمانیؒ کی زیارت کی، لکھا ہے کہ شاہ صاحبؒ چالیس سال تک شب بیدار رہے کتابت پر بسر بردتھی، عدالت و انصاف رسانی کے لیے ایک لوہے کی زنجیر محل پر آویزاں تھی، عوام کی فریاد سنا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ چڑیا کی فریاد بھی سُنی تھی۔ ایک شخص دیوبیکر ایک مظلوم کی بیوی کو پکڑ کر لے جا رہا تھا۔ آپ نے اُس ظالم کو تہ تیغ کیا تھا۔ اپنی ذاتی آمدنی سے ایک گاؤں خرید کر اُس کی آمدنی سے غرباپروری فرمایا کرتے تھے، ان کا لنگر خانہ کرمان میں مشہور ہے۔

شہر ہمدان: یہاں مشہور بزرگ حضرت عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہٗ کی زیارت

کی، تحریر فرمایا ہے کہ آپ سولہ سال کی عمر میں عالم متبحر ہو گئے تھے۔ سات سو صفحات کی کتاب ایسی کسی نے نہیں لکھی، غالباً اس سے مراد اُن کی مشہور کتاب تمہیدات ہمدانی ہے ایک سو مفتی، چالیس مفسرین اور تیس محدثین آپ سے درس لیتے تھے اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ یہاں شیخ عبداللہ ہمدانی سے ملاقات ہوئی تھی آپ چالیس غاروں میں وقتاً فوقتاً سکونت پذیر رہے۔ آپ کی دُعا سے ایک پہاڑ نوسادر کا ہو گیا تھا۔ گویا نوسادر نکلا کرتا تھا۔ اور اُس کی آمدنی سے لنگر خانے کے اخراجات ادا ہوتے تھے۔

تبریز: یہاں شمس الدین تبریزی شہید کر دیئے گئے۔ مولانا جلال الدین رُومی متوفی (۶۷۲ھ) کے مُرید بھی یہاں بہت تھے۔ یہاں کا بادشاہ مجاہد تھا، خزانہ موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں کے لوگ نماز کے پابند اور اکلِ حلال پر سخت کاربند تھے۔ میں شمس تبریزی سے ملا تھا۔ مگر شمس تبریزی کی شہادت کا واقعہ بقول مؤلف نفحات الانس ۶۴۴/۶۴۵ھ کا ہے۔ اس لیے ملاقات کا واقعہ غلط ہے۔ آپ نے مزار کی زیارت کی ہو گی۔ مگر ان کے مزار کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ قونیہ میں ہے یا تبریز میں، یا ملتان میں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جامع و مرتب سفرنامہ سے چوک ہو گئی ہے۔

تبریز یہ بھی لکھا ہے کہ یہاں ایک گنبد میں بارہ ہزار قبریں تھیں جس کو مرتب نے نہایت مبالغہ سے بیان کیا ہے، سلطان عراق کا امام باڑہ مشہور تھا، شیخ قطب الدین حیدری نے ایک من وزنی لوہے کا طوق گردن میں ڈال لیا تھا۔ یہ رسم اس وقت جاری تھی۔

شیخ صدرالدین تبریزی۔ ادق مسائل حل فرماتے تھے۔ ان کی خانقاہ میں بارہ ہزار صوفی اور متقی رہتے تھے۔ آپ کی ایک کرامت یہ مشہور ہے کہ آپ نے زمین میں عصا مارا تو، روغن نفت، (گیاس) برآمد ہوا۔ خانقاہ کا خرچ اسی کی آمدنی پر موقوف تھا۔ تیل کے کنوئیں ایران میں مشہور ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔

قصرِ خسرو و شیریں: اور اُس کا تخت بھی ملاحظہ فرمایا۔ شیریں خسرو کے مشہور افسانہ کا بھی کچھ ذکر فرمایا ہے۔

شہر گاذرون: یہاں شیخ اسحاق گاذرونی کی زیارت کی۔ یہاں ایک عجیب و غریب چراغ تھا جو ایک سو چالیس سال سے ایک ہی بتی اور تیل سے رات دن روشن رہتا تھا۔ ممکن ہے کہ کسی ماہرِ طبیعیات نے ایسا چراغ بنایا ہو۔ دہلی کے آثارِ قدیمہ میں گرم حمام کا ذکر ملتا ہے۔

شہر شیراز: یہاں کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ بمقام شیراز میں نے دیکھا کہ چار سو اولیا اللہ کا پیشہ تجارت تھا، دوکانیں بھرپور تھیں، اور یہ غربا و فقرا کی امداد فرمایا کرتے تھے (آج کل کے صوفیا تو تجارت کو عار سمجھتے ہیں) اور کرامت سے کھوٹا سکہ نقرئی کھرا ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے بعض وقت ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہو تو گویا یہ کھوٹے جعلی سکے چلانے کی ترغیب پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ دراصل یہ مرتب سفرنامہ کی جدت معلوم ہوتی ہے۔ دوبارہ سفرِ شیراز میں یہاں ایک حسین و جمیل عورت سے ملا جس پر عشقِ حقیقی کا غلبہ تھا ایک شعر پڑھا ؎

چہ کنم چہ حیلہ سازم من از برائے تو

تو مبتلائے عالم و من مبتلائے تو

اُس نے اور بھی غزلیں سُنائیں نعرہ لگاتی تھی۔

شہر گنجہ: یہاں ایک بزرگ احمد حاجی سے ملاقات ہوئی۔ جو روزانہ جمعہ کی نماز کے وقت لوگوں کو وصیت کیا کرتے تھے۔ مولانا بدر الدین بھی یہاں دفن ہیں۔ نیز ایک عجیب قصہ یہ لکھا ہے کہ ایک خطیب صاحب شراب خوار تھے۔ بلکہ شراب سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ مرتے وقت وصیت کی کہ میری قبر پر جو شراب چھڑکے گا اُس شخص سے شراب کی عادت چھوٹ جائے گی۔ آپ نے اُن کی قبر کی زیارت کی۔ معلوم ہوتا کہ کوئی صوفی رند مشرب ہوں گے۔ محض شراب خواری کے انسداد کے لیے یہ طرزِ عمل اختیار کیا ہو۔

شہر سلطان ابوسعید: سلطان ابوسعید نے اپنے پایۂ تخت میں علمِ موسیقی کی ترویج کی تھی۔ اور وہ موسیقی کا موجد تھا، چالیس سے زائد قسم کے چنگ ایک ہاتھ میں لے کر بجاتا تھا! اور بہت سے راگ ایجاد کئے تھے۔ حاجی احمد کی خانقاہ میں زوردار سماع ہوتا ہے۔ کئی ہزار لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ان کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ شیخ براق کی خانقاہ میں بھی کئی ہزار کا مجمع رہتا ہے۔ انواع و اقسام کے کھانے دسترخوان پر چُنے جاتے ہیں۔ زراعت کی آمدنی سے خرچ چلتا ہے۔ میں شیخ براق سے ملا ہوں۔

شہر فرنگیاں: بڑا شہر تھا لاکھوں فوج رہتی تھی۔ دو ہزار شراب خانے تھے۔ تین ہزار دوکانیں، یہاں ایک گنبد ہے جہاں مقتل نامہ حضرت امام حسینؓ پڑھتے اور قاتلین امامؑ اور امیر معاویہؓ کو گالیاں دیتے اور لعنت کرتے تھے میں نے منع کیا کہ "او از اصحاب بودہ است، با جنگ کردند" میں غالب رہا۔ ایک عالم منصف مزاج نے اُن کو ملزم گردانا۔

شہر غزنین: (افغانستان) سلطان محمود غزنوی اور حسن میمندی وزیر اور بہت سے اولیا اللہ کے قبور کی زیارت کی۔

شہر امتلانی: یہ شہر نصاری کا ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا گنبد تھا جس کے تین سو ساٹھ در تھے اور ہر در میں انبیاء علیہ السلام کی تصویریں آویزاں تھیں۔ ابنِ مریمؑ کو خدا کا بیٹا سمجھ کر پرستش کرتے۔ انجیل پڑھتے اور چار ماہ تک روزہ رکھتے تھے۔ بادشاہ اور فقیر کی غذا چاول اور تیل تھی، مُردے نہیں جلاتے تھے۔

شہر رانکال: میں شیخ برخی فرید حاجی، کی بلی باتیں کرتی تھی۔ اور مسافروں کے آنے کی اطلاع دیتی تھی۔ ممکن ہے کہ بلی کو سدھایا گیا ہو۔ طوطے اور کتے عجیب عجیب کام کر جاتے ہیں۔

غرض آپ کا سفرنامہ بہ حیثیت مجموعی کار آمد ہے۔ اُس زمانے کے حالات اور

علماء و صوفیا پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے۔ مرتب نے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر جگہ بے حد مبالغہ سے کام لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی بلند پہاڑ پر موجود تھے تو وہاں آسمان چہارم پر آفتاب سے ملاقات ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ کوئی تجلی جو آفتاب کے مانند ہو آپ پر ظاہر ہوئی ہو۔ یہ سب روحانی کمالات معلوم ہوتے ہیں۔ یوں تو اولیاء اللہ کی پرواز اور رسائی عرشِ اعظم تک ہے۔ واللہ اعلم

مختصر حالات قدم شریف قدم شریف سے مُراد نقش پائے مبارک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محدثین تو اس کے قائل نہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے کسی پتھر پر قدم رکھا تھا اور اُس پر آپ کا نشان پائے مبارک نمودار ہو گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی مجلس میں آپ کے برادر مولانا شاہ رفیع الدین محدث نے بغداد کے ایک عالم شاہ عبداللہ سے دریافت کیا کہ آپ کا، قدم شریف کے متعلق کیا خیال ہے، تو فرمایا کہ مجھے بغداد کے خلیفہ سے اس کا حال معلوم ہوا اُس نے ایک کتاب مجھے دکھلائی تھی جس میں لکھا تھا کہ فلاں سنہ میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ آثار قدم مبارک ہندوستان لے گئے۔ شاہ جہاں نے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے پوچھا کہ قدم شریف کی آپ کے پاس کوئی سند ہے تو فرمایا کہ :- "عاشق را محض نام و نشان سند باشد، و ایں فعل ولی حق تعالیٰ است :- اعنی مخدوم جہانیاں جہاں گشت بے سند نیست۔"

روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، دوسرے اور بھی صحابہؓ کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے اور آنحضرت صلعم بھی شریک تھے۔ اس جنگ میں بعض مسلمان شہید ہوئے، بالآخر کفار کو شکست ہوئی، قلعہ میں ایک ہنگامہ برپا تھا، مسلمان دوڑ کر قلعہ میں چلے گئے۔ سردارِ کفار نے یہ حجت پیش کی کہ اگر پتھر پر

مجموعہ ملفوظ جلال الدین بخاری الموسوم بہ پیرنامہ مؤلف احمد برنی (قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سنٹرل لائبریری) مکتوبہ ۱۲۶۱ سنہ حسب ایماء شہزادہ مرزا محمد حسین بخت بہادر (مخطوطہ ۱۵۱)

قدم مبارک منقش ہو جائے تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے دُعا فرمائی اور قدم مبارک پتھر پر رکھے تو پتھر پر نشان اُتر آیا اُس سے متاثر ہو کر بہت سے کفار مسلمان ہوئے۔ سید صاحب پیر کا نشان تو خلیفۂ بغداد نے رکھ لیا اور قدم حبیب کا نشان آپ کے حوالہ کیا تھا۔ غرض سلطان فیروز تغلق نے آپ کو قدم مبارک لانے کے لیے ایک کروڑ ۱۳ لاکھ تنکہ نذر دیا تھا اور آپ قدم شریف بڑے اہتمام کے ساتھ دہلی لائے تھے۔ اور نہایت شان دار خیر مقدم ہوا تھا، قدم شریف کی آمد کی تاریخ یہ ہے ؎

گشتیم سرفراز چو بایک قدم شریف، تاریخ ہم برآمدہ "بایک قدم شریف"

اور قدم شریف کے حالات۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے ایک مُرید احمد برنی نے "پیرنامہ" کے نام سے لکھے ہیں۔ جو سلطان بہادر شاہ دہلی ۱۱۱۸/۱۱۲۴ھ کے زمانے میں مرزا جہاندار شاہ بہادر ولی عہد کے ایماء سے مرتب کی گئی۔

باب (۶)

خاندان بخاری لاہور سید زندہ علی[1] ابن عبدالرحیم بن صفی الدین ابن میراں محمد موج دریا بخاریؒ ۱۰۵۰/۱۱۱۱ھ معاصر عالمگیر سجادہ درگاہ موج دریا بخاری لاہوری خدام آب شیریں کیلئے متفکر و پریشان تھے آپ نے دعا فرمائی اور کہا کہ نیا کنواں کھودلو انشاء اللہ پانی میٹھا برآمد ہوگا۔ بتدریج اس نواح کی زمین سے کھاراپن جاتا رہا اور میٹھا پانی برآمد ہوا۔ مزار بیرون مقبرہ حضرت موج دریا بخاری لاہور، (المشہور بہ خانقاہ زندہ امام بخاری)

قلعہ لاہور سید عثمان جھولہ بخاری[2] از اولاد سید محمد کیمیا نظر؛ ابن رکن الدین ابوالفتح بخاریؒ - شجرہ (سید عثمانؒ ابن محمود بخاری ابن بہاؤ الدین بن

---

[1] روارح مصطفےٰ صہ ۳۸۱ - [2] ایضاً صہ ۳۱۷ - خزینۃ الاصفیا جلد ۲ صہ ۷۹ -

حامد ذی بہادر صاحب دستار بن محمدؒ بن رکن الدین ابوالفتح بن احمد ابن سید حامد کبیرؒ بن ناصر الدین محمود بن حضرت مخدوم جہانیاںؒ۔

آپ اوچھ سے لاہور تشریف لائے جامع علوم ظاہری و باطنی اور عارف باللہ تھے، خلق کثیر آپ کی معتقد تھی۔ علمائے وقت آپ کے کمال کے معترف تھے۔ سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے۔ جھولہ بخاری کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اوچھ سے اونٹ پر آئے تھے، اُس کے جھکولوں سے بازو ہل رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ جھکولہ کیوں ہوتا ہے غرض ان جھکولوں سے دوش مبارک میں رعشہ پیدا ہو گیا (جھولہ بمعنی رعشہ پنجابی)۔ وفات ۹۱۲ھ مزار اندرون قلعہ لاہور۔ تہ خانہ میں ہے جو قلعہ اکبری کی تعمیر سے پہلے تھا۔ آپ شیخ حسینی اور پنج پیر کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ "معدن جود سید عثمانؒ" مادۂ وفات ہے۔[1]
۹۱۲ھ

سید بہاؤالدین المعروف بہ گھوڑے شاہ (برادر عماد الملکؒ[2]) ابن محمد ابن عثمان جھولہ بخاریؒ از اولاد سید رکن الدین ابوالفتح بخاریؒ۔

بچپن میں آپ کو گھوڑے[3] سے اُنس تھا کوئی مٹی کا گھوڑا لا دیتا تھا تو اُس کے لیے دعا کرتے حاجت بر آتی، والد ماجد کو یہ دیکھ کر رنج ہوا اور بد دعا دی کہ یہ کشف و کرامت کا طالب ہے اور آپ کا وصال ہو گیا۔[4]

مقابر و مزارات مخدوم زادگان لاہور معہ مختصر حالات

۱۔ میراں محمد موج دریا بخاریؒ ابن صفی الدین از اولاد قطب علم الدین ابن ناصر الدین محمود قدس اسرارہم۔ ولادت ۹۴۰ھ۔ آپ بڑے عارف کامل اور صاحب خوارق تھے اور اکبر اعظم کے معاصر تھے، قلعہ چتوڑ آپ کی ہی دعا سے فتح ہوا۔ جہاں آپ موجود تھے۔ شہنشاہ اکبر بہت خوش ہوا اور آپ کو علاقہ پنجاب ضلع بٹالہ پرگنہ پٹیالہ میں جاگیر عطا کی، اسناد بہ مواہیر شاہی آپ کی اولاد کے پاس موجود ہیں۔ بعض مواضعات لاہور میں بھی ہیں۔ آپ نے غربا و مساکین

۱؎ شجرہ مندرجہ نظام الانساب میں ان کو حضرت گھوڑے شاہ کا فرزند لکھا ہے جو غلط ہے۔ ۲؎ مشکوٰۃ النبوت ق ۳۴۶ قلمی خزینۃ الاصفیا مطبوعہ۔ ۳؎ روائح مصطفیٰ ص ۳۴۷/۳۷۸۔

کی پرورش کے لیے تین لنگر خانے ایک لاہور میں دوسرا موضع خان قتا میں، تیسرا اپنیاں والہ میں جاری کئے تھے چونکہ آپ لاہور میں رہا کرتے تھے اس لیے آپ کا وہیں بعمر ۷۳ سال ۱۰۱۳ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا مقبرہ، پرانی انارکلی میں عقب دفتر انکم ٹیکس واقع ہے۔ فقیر نے زیارت کی ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ سید صفی الدین، سید بہاؤالدین اور سید شہاب الدین۔

۲۔ سید جلال الدین حیدر ابن صفی الدین بخاری، برادر حقیقی میراں محمد موج دریا بخاری لاہوری۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، دنیا سے نفرت تھی، وفات ۱۰۱۶ھ مادۂ وفات۔ "جلال الدین سلطان بہشت"۔ کوئی جاگیر نہ تھی۔[1] آپ کا مقبرہ ہشت پہلو خوبصورت عہد اکبری میں تعمیر ہوا تھا۔

۳۔ سید عماد الملکؒ[2] بن سید محمد بن عثمان المعروف بہ جھولہ بخاریؒ۔ عارف کامل تھے آپ کے پاس ایک شخص نے پارس پتھر امانتاً رکھایا تو آپ نے مصلے کے نیچے رکھ لیا۔ واپس آکر طلب کیا تو فرمایا مصلے کے نیچے سے اُٹھا لے۔ تو دیکھا کہ بہت سے پارس پتھر موجود ہیں۔ عرض کی کہ میرا پتھر کونسا ہے پتہ نہیں چلتا آپ نے اُٹھا کر دے دیا، اس نے توبہ کی اور مرید ہوا۔ وفات ۱۰۳۹ھ مزار، لاہور میں ہے۔

۴۔ سید محمود بن محمد بن عثمان بخاری المعروف بہ "شاہ نورنگ" برادر حقیقی سید عماد الملک فقر و تجرید میں کامل تھے خدا رسیدہ و خدا نما تھے۔ بیماروں کے لیے آپ کی دعا مؤثر تھی۔ فرمایا کہ جو مریض قبر کی خاک کھا لے یا کنکر گلے میں باندھ لے شفا ہو گی۔ یہ کرامت اب بھی جاری ہے۔ وفات[3] ۱۰۵۰ھ مدفن موضع ہلکھ لاہور۔

۵۔ سید شہاب[4] الدین نہرا ابن میراں محمد موج دریا بخاریؒ لاہوری:- (۹۶۵ھ / ۱۰۴۱ھ) مولوی فضل رسول لاہوری سے تلمذ تھا۔ استاد نے کہا کہو "الف"،

۱؎ روائح مصطفیٰ ص ۳۷۸ و تحقیقات چشتی مطبوعہ ۲؎ روائح مصطفیٰ ص ۳۷۸ ۔ ۳؎ ایضاً ص ۳۸۱ مطبوعہ
۴؎ ایضاً ص ۳۷۹ ۔

پھر الف سے آگے نہ پڑھے۔ بقول خیام ع گفتم کہ الف، گفت دگر ہیچ مگو۔ استاد نے طمانچہ مارا، پروا نہ کی، والد سے شکایت ہوئی۔ استاد کے ساتھ گستاخی پر تنبیہ کی گئی۔ نہرا بمعنی شیر، وجہ تسمیہ شیر شاہ حاکم پنجاب سے یا شیر سے جنگ میں غالب رہے، والد ماجد بوجہ حسن و جمال و رعب و داب محبت سے "نہرا" شیر پکارتے تھے۔ عارف کامل تھے۔ بمقام وٹالہ وفات پائی لاہور میں دفن ہوئے۔ بھوگے والے مضافات لاہور میں مزار ہے۔ ایک فرزند مصطفےٰ بخاری تھے جو بمقام محلہ آہنگراں اندرون دروازہ ٹھٹھیاری رہتے تھے، جو ان کا مولد و مدفن ہے خانقاہ شہاب الدین نہرا متصل باغ نواب میاں خاں لاہور مشہور ہے۔

خانوادہ بخاری متعلقہ شمالی ہند

بخاریان سہارنپور۔ سید اسحٰق اوچی رحمۃ اللہ علیہ ثم سہارنپوری تین واسطہ سے مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاریؒ کی اولاد سے تھے، اور ایک واسطہ سے مخدوم جہانیانؒ نانا ہوتے تھے، جامع فضل و کمال ظاہری و باطنی تھے، اور آپ سید صدر الدین راجو قتال قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے، خلافت حاصل ہونے کے بعد آپ کو سہارنپور میں بود و باش کی اجازت دی گئی[2]۔ سہارنپور میں ہزارہا خلائق کو فیض یاب فرمایا، اور سنہ ۸۶۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ اپنی خانقاہ میں مدفون ہیں[3]۔

سید اسحٰق کے متعلق کافی تحقیق نہ ہو سکی۔ ان کو سید صدر الدین راجو قتال برادر مخدومؒ کا ہمشیر زادہ بیان کیا جاتا ہے مگر قدیم شجروں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت راجو قتالؒ کی کوئی ہمشیر نہیں تھیں، البتہ نظام الانساب میں خود حضرت

---

[1] تحقیقات چشتی مطبوعہ۔ [2] ص ۱۳۳۹ بحر زخار قلمی۔ [3] نظام الانساب قلمی۔ [4] ریاض الانساب مطبوعہ مطبع داؤدی بمبئی ص ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ سید راجو قتال برادر مخدوم جہانیانؒ کے فرزند سید اسحٰق ان کے سید نعمت اللہ ان کے سید محمود اور ان کے سید دولت خاں تھے جن کی اولاد میں سید اولاد حسین خاں تعلقدار بہر ائچ تھے جن کے ایک جد سید قمر الدین شہسوار نادر شاہ کی فوج میں ملازم تھے، نادر شاہ کی واپسی کے بعد وہ اہل گنگوہ ضلع سہارنپور میں رہ گئے، اولاد لکھنؤ اور بہرائچ میں رہی مگر اولاد حسین اثنا عشری تھے (ریاض الانساب معروف بہ بحر الانساب مطبوعہ نسخہ سالار جنگ)

صدر الدین راجو قتالؒ کے ایک صاحبزادے کا نام، سید خواجہ ابو اسحاق اور ریاض الانساب میں انہی کا نام سید اسحٰق ابن خواجہ صدر الدین قتال لکھا ہے اور ان کے فرزند کا نام سید نعمت اللہ درج ہے۔ مولوی ریاض علی بخاری کے شجرہ میں سید ناصر الدین محمود کے ایک فرزند کا نام سید محمد اسحٰق تھا جو لاولد تھے۔ دوسرے صاحبزادے کا نام سید ابو اسحاق طیفور تھا۔ بہرحال کوئی صحیح پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی سید اسحٰق اوچی ابن ناصر الدین محمود ہوں اور سہارنپور چلے آئے ہوں۔ مخدوم جہانیانؒ کا فیض آپ کے ہی توسط سے پھیلا۔ اکابر اولیاء سہارنپور آپ ہی کے سلسلے کے فیض یافتہ ہیں، مثلاً۔ خواجہ سالار داماد سید اسحٰق اوچی بخاری۔

خواجہ سالار از احفاد خواجہ ضیاء الدین، نبیرہ خواجہ عبد اللہ ہروی انصاریؒ ۸۵۷ھ میں ہرات سے ہندوستان آئے، ان کے والد ماجد ملک فیروز نے ہندوستان میں اس قدر جہاد کیا کہ ان کا لقب ہی ملک اشجع ہو گیا تھا۔ جن کے تین صاحبزادے تھے، خواجہ سالار۔ خواجہ بہرام، خواجہ حسام، سید اسحٰق اوچی کو حکم تھا کہ سہارنپور سے خواجہ سالار آئیں، تو ان کی تربیت کرنا اور اپنی لڑکی سے شادی کر دینا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت اسحٰق نے ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ "سپاہی ہم مسلمان باشد" "تیرے بود کہ از ہدف قلب او برگزشت" الخ۔

گویا اب تک سپاہی تھے پھر عارف کامل ہوئے۔ کیفیت ایسی طاری ہوئی کہ کپڑے پھاڑ کر فقیر ہو گئے۔ ۸۶۷ھ میں وفات پائی سہارنپور میں دفن ہوئے "سالار صف ابرار بود" مادۂ تاریخ وصال ہے۔

خواجہ سالار کے پانچ صاحبزادے تھے: خواجہ عبد الکریم۔ خواجہ عبد الرزاق۔ خواجہ عبد العزیز، خواجہ عبد الباقی، خواجہ عبد الغنی رحمہم اللہ اجمعین۔ خواجہ شیخ عبد العزیز خواجہ شیخ عبد الباقی اور خواجہ شیخ عبد الغنی کو حضرت سید اسحٰقؒ سے خلافت حاصل تھی اور خواجہ عبد الکریم اور خواجہ عبد الرزاق کو حضرت خواجہ سالار سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی (سہارنپوری نے شاہ خواجہ عبدالکریمؒ وفات[1] (۹۰۹ھ) سے فیض حاصل کیا ہے۔ جو سلطان بہلول لودھی کے معاصر تھے۔ خواجہ شاہ عبدالرزاق (۹۰۴ھ) خانخانان حاکم سہارنپور، اور سکندر لودھی کے معاصر تھے[1]۔

بخاری خاندان لکھنؤ میں | میر رستم علی، از نژاد مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہٗ ساکن کھاتم، توابع کوڑہ (کڑہ مانکپور!) وفات ۱۰۵۴ھ آ لکھنؤ میں مدفون ہیں۔ "الاعظم الاقطاب" مادہ وصال ہے[2]۔ ۱۰۵۴ھ

شاہ نعمت قلندر از اولاد مخدوم جہاںؒ مدفن رہیر پور مضافات لکھنؤ۔ اور قطب الدین ابن شاہ نعمت قلندر (شہید) مزار مضافات لکھنؤ۔ ان کے حالات تاریکی میں ہیں۔ غالباً اس خاندان کا تعلق قطب سید شرف الدین شیخ الاسلام ابن سید ناصر الدین محمود نوشہ ابن مخدوم جہانیانؒ سے تھا۔ جو اوچہ سے قنوج آگئے تھے۔ (نظام الانساب)

صوبۂ بہار:۔ سید جلال حسین بخاریؒ۔ بلہا توابع عظیم آباد پٹنہ میں دفن ہیں۔

خاندان بخاری بہار متعلقہ قنوج | سید میراں راجو بہاری بخاریؒ از اولاد مخدوم جہانیانؒ۔ قنوج میں رہا کرتے تھے (تحفۃ السعد) خرقہ خلافت اپنے فرزندوں میں سے کسی کو نہیں دیا، بلکہ وصیت کی شیخ سعد حسن کو اہل قرار دیں اُس کو دے دیں۔ وفات کے بعد شیخ صاحبؒ مذکور قنوج آئے اور ان کے خوردسال صاحبزادے علاؤالدینؒ کو خرقہ عطا کیا، اپنے زانو پر بٹھلایا پیشانی کو بوسہ دیا دوسرے بڑے بھائی رنجیدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ بابا یا حضرت مخدوم جہانیانؒ اور تمھارے پدر بزرگوار یعنی میراں راجو بہاری کے اشارے سے کیا ہے۔ اور برکاتِ خاندانی بھی آپ کے دستِ مبارک سے مولانا علاؤالدین کے حوالہ کیے گئے تھے جو خاندان میں موجود ہیں۔

[1] بحر ذخار قلمی ص۱۳۲ تا ص۱۳۳ [2] بحر ذخار قلمی ص۱۳۵ [3] بحر ذخار قلمی ص۱۳۵۲ [4] بحر ذخار ص۱۳۵۲۔

سلسلۂ نسب سید علاؤالدین[1] بن سید راجو قنوجی ابن سید جلال ثالث ابن رکن الدین ابوالفتح ابن حامد کبیرؒ ابن ناصر الدین محمود ابن مخدوم جہانیانؒ

خاندان بخاری عظیم آباد (متعلقہ لکھنؤ) | شاہ نعمت اللہ قلندر، میرپوری بخاریؒ از اولاد حضرت مخدوم جہانیانؒ مرید و خلیفہ سید شاہ علاؤالدین بخاریؒ۔ جن سے آپ کی قرابت بھی تھی۔ مدفن بلہا، توابع عظیم آباد۔ متوکلانہ زندگی بسر کی، دُنیا و مافیہا سے غرض نہ تھی اس لیے قلندر مشہور ہوئے۔ حالات تاریکی میں ہیں البتہ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا تعلق بھی سید راجو قنوجی سے تھا۔

سید شاہ علی بخاریؒ ابن شاہ نعمت اللہ قلندر میرپوریؒ۔ حالت استغراق طاری رہا کرتی تھی۔ جنگلوں میں پھرا کرتے، نظر ڈالتے تو جنگل میں آگ لگ جاتی مرشد کے مزار پر مراقب ہوئے اور عرض کی کہ اگر یہی حال رہا تو لوگ مجھ کو ظالم کہیں گے۔ دو شعلے جسم مبارک سے نکلے، اور مزار میں داخل ہوگئے وہ بات جاتی رہی۔ اس کے بعد متاہل ہوئے۔ لکھنؤ سے چودہ کوس دُور مقیم ہوئے اور وہاں انبر نامی ایک جن رہا کرتا تھا جس نے فساد مچا رکھا تھا آپ نے اُس کو قید کیا، اُس نے عرض کی آپ کے نام کے ساتھ میرا بھی نام قائم رکھئے تو اسی کے نام سے پھر، انبرپور بسایا[2]۔

شاہ محمد لکھنوی الملقب بہ ممدوح قدس سرہٗ "یک دستی"۔ یک دستی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ نے ایک چور کی سفارش کی تھی جس نے تین مرتبہ چوری کی آپ نے اس کو رہا کرا دیا چوتھی مرتبہ چوری کی تو حاکم نے اُس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ آپ نے اُس کے عوض اپنا ہاتھ کاٹ کر بھجوا دیا تھا کہ اُس کو رہا کر دیا جائے۔ آپ نے ۱۰۰۴ھ میں وفات پائی۔ "میراں پاک رفت" مادہ وفات ہے مدفن انبرپور مضافات لکھنؤ۔ ۱۰۰۴ھ

[1] الفرع النامی ص۶ [2] بحر ذخار قلمی ص۱۳۵۵ (آصفیہ)

آپ کے دو فرزند تھے ایک قطب سید شرف الدین۔ دوسرے شاہ قطب الدین میراں، دونوں صاحب کمال تھے۔ سید مراد نبیرہ شاہ محمد، اور سید ولی ابن سید مراد بھی صاحب کمال درویش تھے اور ایک امیر مرزا علی اکبر خان ہمدانی کے معاصر تھے۔

بخاری خاندان شکارپور | سید شہاب الدین عبداللہ قطب عالم بخاری۔ ابن سید قطب بخاری ابن سید کبیر بخاری ابن سید قطب اسمٰعیل بخاری ابن ناصر الدین محمود بخاری ابن مخدوم جہانیان بخاری (از بطن بی بی قوم کھوکر ساکن اوچ) ورود شکارپور ۸۹۷ھ۔ از اوچ، بزمانہ سلطان سکندر لودھی۔ (۸۹۴ھ/۹۲۳) سکندر لودھی آپ کا مرید تھا۔ اخراجات لنگر کے لیے تیرہ[۱۳] مواضعات محمود پور، معہ قصبہ شکارپور بطور وطن نذر دیا تھا۔ آپ کے رفقاء ملک مونگرہ، ملک اُدّو اور ملک جوگی اوچ سے شکارپور آئے تھے اور تینوں معہ فرزندوں کے راجپوتوں کی جنگ میں بمقام چاندوک شہید ہوئے۔ ۹۳۵ھ میں شہنشاہ بابر نے آپ کی جاگیر کی توثیق کی تھی۔ اور اس طرح مخاطبت کی تھی۔

"سیادت مآب مرتضوی انتساب افتخار آل طٰہٰ و یٰسین زبدۂ اولاد سید المرسلین[۳]"

اس کے بعد ۹۳۷ھ میں ہمایوں نے عدم مزاحمت جاگیر کا فرمان جاری کیا تھا۔ سند ملوکہ سید احمد حسین بن سید دلدار علی بن سید زین العابدین) سید جلال بخاری برادر خورد تھے جو جانشین ہوئے۔ آپ کے بعد سید ابراہیم ابن سید راجو ان کے بعد سید راجو، سید احمد سید جلال بخاری کے وارث و جانشین ہوئے[۱]۔

۱؎ ص ۳۴۹ نظام الانساب قلمی (علیحدہ تفصیلی شجرہ ملاحظہ ہو۔ بحوالہ سند ملوکہ سید احمد حسین بن سید دلدار علی بن سید زین العابدین)۔ گزیٹیر بلند شہر میں بھی لکھا ہے کہ ان کے پاس بابر، ہمایوں، اکبر اور جہانگیر کی اسناد موجود ہیں۔ اورنگ زیب نے محمد طیب بخاری کی دارا شکوہ کی تائید کی وجہ زمینداری ضبط کرلی تھی۔ غدر ۱۸۵۷ء میں دلدار علی بخاری کی اولاد کے ساتھ بڑا ظلم کیا گیا تھا (ص ۲۹ گزیٹیر بلند شہر کتب خانہ سالار جنگ)

باب (۱۷)

خانوادہ بخاری متعلقہ گجرات | حضرت قطب عالم سید برہان الدین بخاری ابن سید ناصر الدین محمود ولادت ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء اوچ۔ وفات ۸۰۱ھ ابن حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت۔ مؤلف نظام الانساب کا بیان ہے کہ سید برہان الدین بعہد سلطان احمد بن تاتار خان بن سلطان مظفر احمد آباد تشریف لائے مگر دراصل آپ بعہد سلطان مظفر اول ۸۰۲ھ/۱۳۹۹ء میں پٹن گجرات بہ عمر چودہ[۱۴] سال آئے تھے چنانچہ سلطان مظفر مذکور نے آپ کا خیر مقدم کیا تھا۔ سلطان احمد نے ۸۱۴ھ/۱۴۱۰ء میں احمد آباد کی بنیاد رکھی تو آپ کو دعوت دی، اساول میں لب دریائے سابرمتی مقیم رہے۔ پھر بٹوہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ احمد شاہ (۸۱۴ھ) آپ کا بے حد معتقد تھا۔ حضرت قطب عالمؒ نے علامہ مولانا علی شیر کے مدرسہ واقع شہر پٹن میں تعلیم پائی۔ حضرت رکن الدین کان شکر نے خداوند خان صدیقی وزیر سلطان مظفر کو خط لکھا اور سلطان مظفر کی لڑکی سے عقد کرا دیا[۳]۔ قطب عالم کی چار منکوحہ اور کئی لونڈیاں تھیں[۴]۔

حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ جب شیخ رکن الدین کان شکر سے ملنے کے لیے احمد آباد (گجرات) آئے تو جمعہ کے روز حضرت قطب عالم کو دیکھا تھا، اور ایک مرتبہ قطب عالم کو کہلا بھیجا، کہ میں چند روز تمہارے ساتھ رہوں گا اور اپنے پیروں کی نعمت تم کو دوں گا۔ اس زمانے میں حضرت خواجہ گیسو دراز گجرات ہوتے ہوئے دکن آئے تھے[۵]۔

حلیہ قطب عالم | منور چہرہ۔ کشادہ پیشانی۔ فراخ ابرو۔ سرگیں چشم۔ بلند بینی۔ تیلی گرد(ن)

۱؎ نظام الانساب قلمی جلد ۱ ص ۳۸۹۔ ۲؎ مرات احمدی مطبوعہ ص۔ ۳؎ مناقب برہانی قلمی ص ۲۴۔
۴؎ مناقب برہانی قلمی ص ۱۵۔ ۵؎ مناقب برہانی ص ۲۶۔

ڈاڑھی گھنی۔ فراخ دست اور شیریں سخن تھے۔

حضرت قطب عالم کے اخلاق حمیدہ اور رواداری غیر مسلموں سے

ایک غیر مسلم حجام نے جب آپ بٹوہ سے احمد آباد آرہے تھے تو راستہ میں آپ کو سلام کیا[1] اور غالباً بار بار، تو آپ نے سات مرتبہ گھوڑے سے اُتر کر سلام لیا۔ آپ کے بعض مقربین میں سے شاہ بابا فرح نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا، کیا کروں حقیقت انسانی نے مجھ کو تعظیم پر مجبور کر دیا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھے ؎

گفت بابا فرح کہ بد خو نیت آنچہ بد دیدۂ تو آں بد نیت
جا بلے دید کا فرے قتال کرد از خبر او ز پیر سوال
گفت در وے دو چیز ہست نہاں کہ نبی و ولی ندارد آں
قاتلش غازی است در رہ دیں باز مقتول او شہید گزیں
نظر پاک ایں چنیں بیند نازنیں جلیہ نازنیں بیند[2]

ایک جولاہن، آپ کے مکان کی جھاڑو دے رہی تھی۔ اتفاق سے اُس کا جوتا گندگی میں گر پڑا اور اُس نے نہیں اُٹھایا۔ دو تین روز گزر گئے تھے۔ آپ نے خود اُس کو نکالا اور پانی سے دھو کر حفاظت سے طاق میں رکھا، جولاہن نے اُس جوتے کو دیکھا مگر اس کا کوئی خیال نہ ہوا سمجھی کہ کسی اور کا ہوگا۔ ایک روز آئی تو رونے لگی، آپ نے اُس کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں نے تیرا جوتا اُٹھا رکھا ہے، کیوں روتی ہے؟ وہ ڈر کر بھاگی آپ اُس کے پیچھے اُن جوتوں کو لے کر، خواہر مشفقہ مادر خواہر کہتے ہوئے دوڑے کہ ایسا کیوں کرتی ہے وہ پیروں پر گر پڑی اور آپ کے اس اخلاق سے متاثر ہو کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔

---

[1] مناقب برہانی ص۶۳ قلمی (آصفیہ) [2] ایضاً ص۶۴ قلمی (آصفیہ)

دیانت داری آپ نے اپنے مزار کے لیے ایک زمین[1] کاشتکار سے بہ ادائی قیمت خریدی تھی حالانکہ وہ مفت دینے پر مُصر تھا۔ آپ نے رمضان ۸۵۷ھ میں بمقام اساول بعمر ۶۰ سال چار ماہ بعارضہ تپ محرقہ وفات پائی بمقام بٹوہ احمد آباد مدفون ہیں۔ آپ کا ایک اُردو جملہ مشہور ہے۔ ایک مرتبہ ٹھوکر لگی تو فرمایا۔ "پتھر ہے کہ لوہا ہے کہ لکڑی ہے" جو درگاہ شریف میں موجود ہے۔ آپ کے بارے میں مؤلف مناقب[2] برہانی نے یہ الفاظ لکھے ہیں "تا سنہ ہزار و چہل و شش موجود است۔" ایک فاضل نے معہ شجرۂ نسبی اس کرامت کو نظم کیا ہے۔

اولاد حضرت قطب عالم گجراتیؒ ۱۔ مخدوم شیخ محمود المخاطب بہ دریا نوشؒ۔ حضرت قطب عالم گجراتیؒ کے بڑے صاحبزادے آپ ہی کے مرید خلیفہ و سجادہ نشین تھے ۸۰۳ھ میں بمقام پٹن گجرات پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت، علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے حاصل کئے۔ اور ایک خرقہ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ جو وراثتاً سجادہ نشینان کو پہنچا تھا وہی خرقہ آپ کے والد نے حضرت دریا نوشؒ کو عطا فرمایا[3] پچھتر سال کی عمر میں ۸۷۸ھ وفات پائی، قطب آباد بٹوہ میں مزار مبارک ہے۔

حضرت قطب عالمؒ کی آپ پر خاص مہربانی اور شفقت تھی اور اکثر بھائی محمود اور کبھی، "وڈن" یعنی میاں بڑے" سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے بھائی سید احمد شاہ پیرؒ نے اپنے والد ماجد قطب عالم سے عرض کی کہ آپ تو جو چیز ہوتی ہے بڑا بھائی (بڑے بھائی) کو عطا فرماتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ تم تو خود اُن کو "بڑا بھائی" کہتے ہو تو میں اس کا تم کو کیا جواب دوں وہ تو بڑا بھائی ہے اور اس کا حصہ اُس کی قابلیت اور استعداد کے مطابق ہے۔ اور تم تو ایک ریزہ بھی ہضم نہیں کر سکتے ہو ایک ہی قطرہ پیتے ہو تو اسرار

---

[1] مناقب برہانی ص۶۵ [2] مناقب برہانی ص۴۳ قلمی۔
[3] مناقب برہانی قلمی ص۰۰۔

فاش کر دیتے ہو اور وہ تو خم کے خم پی جاتا ہے۔ اور ہضم کر لیتا ہے بلکہ "ھل من مزید" کے نعرے لگاتا ہے اور آپ نے یہ اشعار فرمائے ؎

ریخت اے[1] حضرت محمود شہ دریا نوش ۔۔۔ بحر پر فیض کہ فیاض ۔ بجام تو نہی!
زو بظرف گراں قطرہ بجائے دریاست ۔۔۔ زہ کہ در شربت عذبت ہمہ جای نہی۔

اس طرح ایک مرتبہ آپ کے فرزند حضرت شاہ عالم[2] سے سکر و مستی کی حالت میں طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہونے لگیں تو حضرت قطب عالم نے بزبان اوچہ (پنجابی) فرمایا: اساں وڈن کوں کیتی خم لوا اہیں اونہ خم کیتی توسی کوں ایک قطرہ ہضم نہ تھا۔ یعنی میں نے سید محمود کو شراب کے گھڑے کے گھڑے پلا دیئے اس نے سب ہضم کر لیے تم سے ایک قطرہ ہضم نہ ہو سکا۔ بیت ؎

بجام ہر کسے ہرگز شراب عشق کے گنجد ۔۔۔ خوشا رندے کہ خم خم نوشد و سیا بدبوئے بوئے

آپ نے ادباً عرض کیا کہ آپ ہی نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں ہضم نہ کر سکوں گا اُسی کا یہ اثر معلوم ہوتا ہے۔

ایک اور عجیب واقعہ[3] بیان کیا جاتا ہے جو خاندانی روایات پر مبنی ہے آپ کے خاندان کے چند اعزہ جہاز میں سفر کر رہے تھے کشتی میں تجار کے چاول کے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ دفعتاً بیچ دریا میں جہاز رک گیا اور کسی طرح جنبش نہ ہوئی تو سب پریشان تھے ایک شخص جنات کا عامل تھا اُس نے یہ راز معلوم کر لیا اور جنوں سے پوچھا تو کہا کہ ہم لوگ مسلمان جنات ہیں اور دریا نوش کے مرید ہیں ہم کو عرس کے لیے چاول کی ضرورت ہے وہ ہم کو دے دیئے جائیں تو قیمت ادا کر دیتے ہیں جب قیمت ادا کر دی گئی اور چاول کے تھیلے دریا میں ڈال دیئے گئے جہاز چلنے لگا۔ آپ کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلا۔

۲[4]۔ سید احمد المعروف بہ شاہ پیر ابن حضرت قطب عالم گجراتی قدس سرہٗ ؎
حضرت شاہ پیرؒ بھی اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ اور علوم ظاہری میں بھی والد کے

[1] مناقب برہانی ص۹۹ قلمی۔ [2] ایضاً ص۹۹ قلمی آصفیہ۔ [3] ایضاً ص۔ [4] ایضاً ص قلمی۔

شاگرد تھے۔ تقدس کا یہ عالم تھا کہ ایک روز حضرت شاہ عالمؒ رسول آباد سے قطب آباد تشریف لائے اور روضہ قطب عالم کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ اور شیخ جمال خادم سے کہا کہ جس کو ظاہری و باطنی وضو نہ ہو اُس کو اندر نہ آنے دو۔ اس کے بعد شیخ حسن خوندشہ کو مغرب کی نماز کے لیے امام بنایا۔ تو اُن کے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت قطب عالمؒ کی قبر کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔ آپ نے کشف سے معلوم کر لیا اور خود امامت کی۔ آپ کے دل میں بھی وسوسہ پیدا ہوا از سر نو نماز کی نوبت آئی اتنے میں شاہ پیر آ گئے اور حضرت شاہ عالم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں نماز پڑھاتا ہوں۔ اور حاجیوں کی طرح احرام باندھ کر نماز پڑھائی اس کے بعد روضہ کے اندر تشریف لے گئے۔ ایک گھنٹہ تک مراقب رہے۔ اس کے بعد سب سے پیچھے کھڑے ہو گئے اور قطب عالمؒ کے مزار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو کچھ مجھے دولت ملی ہے۔ اس بزرگوار کی برکت سے ملی ہے۔

۳۔ شیخ محمد[1] ابن قطب عالم بخاریؒ الملقب بہ سلطان المشائخ سید محمد اصغر المعروف بہ شیخ محمد بخاریؒ۔ آپ حضرت قطب عالم بخاریؒ کے چوتھے فرزند تھے، اور اپنے والد ماجد کے تربیت یافتہ، مرید و خلیفہ اور شاگرد تھے شیخ محمد کا لڑکپن تھا، ایک روز سلطان مظفر گجراتی کے دربار میں پہنچے، تو وہاں بلبل لڑانے کا مظاہرہ ہو رہا تھا۔ سلطان کا بلبل بڑا تیز اور چالاک تھا، اور اپنے مقابل کے بلبل کی سرخی اس طرح پکڑ لیتا تھا کہ جب تک وہ "بلبل" نہ بھاگ جائے نہیں چھوڑتا تھا۔ ایک شخص نے اپنا ایک چھوٹا بلبل حضرت شیخ محمدؒ کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ بلبل سلطان کے بلبل سے بہت دیر تک لڑتا رہا بالآخر سلطان کے بلبل نے سرخی پکڑ لی، اور لوگوں نے خوشی کے نعرے لگانے شروع کیے اور شیخ صاحب کا بلبل بھاگ گیا تو آپ نے بے قراری میں فرمایا "بابا جی المدد" یہ کہتے ہی سلطان کا بلبل بھاگ گیا سلطان بہت شرمندہ ہوا اور آپ سے کہا کہ "میاں جی، بلبلوں کی لڑائی میں

[1] مناقب برہانی ص قلمی۔

باباجی کا مبارک نام لینے کا کیا کام تھا۔[1]

۴۔ شاہ سالم ابن قطب عالم بخاریؒ۔

مرید و خلیفہ و تربیت یافتہ حضرت قطب عالمؒ تھے۔ سماع کا بہت شوق تھا، ایک روز احمد آباد کے قاضی صاحب آپ کے پاس عین سماع کے وقت آ گئے اور سماع سے منع کیا اور نہ مانا، آپ نے تیز نظر سے قاضی کی طرف دیکھا تو کہا کہ میں آپ کی تیز نظر سے نہیں ڈرتا ہوں، بدکلامی اور شور مچانا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ دردمند فقراء کی آہ سے ڈرو اور چلے جاؤ اُس نے کہا کہ میں شاہ عالمؒ کا مُرید ہوں اور اُن کی پناہ مجھے حاصل ہے۔ آپ نے کہا کہ میں تو اُن کا بھائی ہوں بہ نسبت تمھارے اُن کو میری خاطر زیادہ منظور ہے۔ آپ نے شاہ عالمؒ سے واقعہ بیان کیا اور کہا کہ قاضی کسی طرح نہیں مانتا، آپ اُس کی تائید نہ کیجیے اُس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بھائی منجھلے نے میری بات سن لی ہے۔ قاضی جناب اب آپ چلے جائیے ورنہ نقصان اُٹھائیں گے قاضی نے ایک نہ سُنی، دفعتاً اُس کے پیٹ میں درد ہوا اور احمد آباد سے رخصت ہوا مگر راستہ ہی میں قاضی صاحب چل بسے۔ شاہ سالم بڑے رقیق القلب تھے ایک مرتبہ اپنے بھتیجے شاہ شعیب کے ساتھ بہلی پر سوار جا رہے تھے۔ ایک قبر کے سامنے سے گزر ہوا صاحب قبر عذاب میں مبتلا تھا۔ قبر کے پاس دوپہر سے شام تک گریہ و زاری کرتے رہے مغفرت کی دعا[2] کی جو قبول ہوئی اور خوش خوش گھر واپس ہوئے۔

۵۔ شاہ راجو ابن شاہ قطب عالم بخاریؒ۔ مرید و خلیفہ قطب عالم بخاریؒ:۔

حضرت قطب عالم کے صاحبزادے ایک روز بچپن میں کھیل رہے تھے۔ تو شاہ راجو کو بھائیوں نے زمین پر پٹک دیا۔ اور پیٹ پر گھونسے مار مار کے زخمی کر دیا۔ آپ نے حضرت قطب عالمؒ سے فریاد کی تو آپ نے مزاحاً فرمایا کہ بابا! بھائیوں نے جب دیکھا کہ تمھارے صلب میں کوئی لڑکا نہیں ہے اس لیے انھوں نے تم کو بارہ گھونسے

---

۱ مناقب برہانی ص۸۰ قلمی (آصفیہ) ۲ ایضاً ص۸۳ قلمی۔

مارے ہیں یہ ان کی مہربانی و شفقت ہے۔ تم بُرا نہ مانو، تم کو بارہ لڑکے ہوں گے گویا یہ آپ کی ایک پیش گوئی تھی اس طرح آپ کے آنسو پونچھے، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حقیقت میں آپ کو بارہ صاحبزادے ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ سید زین العابدین۔ ۲۔ سید فضل اللہ۔ ۳۔ سید شعیب۔ ۴۔ سید خان
۵۔ سید شاہ محمدؒ۔ ۶۔ سید محمود۔ ۷۔ سید ولی۔ ۸۔ سید برہان الدین
۹۔ سید پیر۔ ۱۰۔ سید کبیر۔ ۱۱۔ سید حامد۔ ۱۲۔ سید ؟

۶۔ سید حامد[1] ابن حضرت قطب عالم بخاریؒ:۔

مخدوم سید محمود دریا نوش، سجادہ نشین حضرت قطب عالمؒ نے آپ کے سپرد، لنگر خانہ اور اعراس کا انتظام فرمایا تھا۔

دیانت داری اور امانت ایک روز داروغہ نے لنگر خانہ کی بچی ہوئی لکڑی سے نماز تہجد کے وضو کے لیے پانی گرم کیا۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو نماز میں سابقہ کیفیت اور لطف نہیں آیا صبح میں پوچھا تو اس کا انکشاف ہوا۔ اور آپ ننگے پاؤں شاہ محمودؒ کی خدمت میں پہنچے اور قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کی کہ مجھے اس خدمت سے سبکدوش فرما دیجیے میں اس خدمت کا حق ادا نہیں کر سکا، آپ نے تسلی و تشفی کی، اور شاہ حامد پر ایسی شفقت اور مہربانی کی کہ کشف باطنی حاصل ہو گیا۔ اور اپنے تصرف باطنی سے آپ کو کامل بنا دیا۔[2]

۷۔ مخدوم شیخ صالح[3] ابن حضرت قطب عالم بخاریؒ:۔

برادر خورد شاہ حامد بخاریؒ۔ عالم فاضل اور عارف کامل تھے۔ اور بعض عجیب و غریب علوم سے بھی واقف تھے۔ گویا کہ خزانۂ غیب کی کنجیاں آپ کے سپرد تھیں۔ اور آپ کی بڑی شہرت تھی۔ سلطان مظفر[4] حلیم کے معاصر تھے۔

---

۱ مناقب برہانی ص۸۳ قلمی۔ ۲ ایضاً ص۸۴ قلمی۔ ۳ ایضاً
۴ مظفر شاہ ثانی گجراتی ۹۱۷/۹۳۲ھ۔؟

ایک دن سلطانِ مذکور معہ اپنے خدم و حشم کے آپ کی ملاقات کو حاضر ہوا۔ تاکہ آپ کا تصرف ملاحظہ کرے۔ آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے چلتی ہتی سے مکان کو زر و جواہر سے آراستہ کیا۔ سلطان آیا تو مکان کی زیبائیا مرصع کاری و آرائش کو دیکھ کر ششدر رہ گیا اور ایسی ہیبت و عظمت چھا گئی کہ دست بستہ کھڑا رہا آپ نے تبرکات عطا فرما کر رخصت کیا۔ اس کے بعد آپ نے اُس مکان کے سب زر و جواہر غربا و مساکین میں تقسیم کر دیئے۔ ممکن ہے کہ اجنہ آپ کے مسخر ہوں۔

۸۔ شاہ امین محمد[1] ابن حضرت قطب عالم بخاریؒ:

برادر بزرگ شاہ زاہد بخاری، شاہ امین نے بھائی کی زندگی میں وفات پائی۔ بڑے مقدس بزرگ تھے۔ دفن ہو جانے کے بعد اُس روز رات کو خواب میں بھائی سے کہا کہ میرے پیر کی اُنگلی تختہ تابوت کے نیچے آگئی ہے نکال دو۔ شاہ زاہد نے پوری قبر تو نہیں کھولی مگر اُنگلی نکال دی مگر دوسری، تیسری رات کو بھی یہی خواب دیکھا، پھر شاہ زاہد نے پردہ باندھ کر اپنے خاص لوگوں کی مدد سے پوری قبر کھولی۔ اور حقیقت میں دیکھا کہ آپ کی اُنگلی تختہ تابوت میں آگئی ہے اور اُس سے خون جاری ہے! اُس کو نکال کر قبر بند کر دی۔

۹۔ بی بی فردوسؒ المعروف بہ شاہ فردوس[2] بنت حضرت قطب عالمؒ۔

از بطن بی بی جام زادی، چوتھی منکوحہ حضرت قطب العالمؒ۔ مادر زاد ولیہ تھیں، بیان کرتے ہیں کہ بطن مادر ہی سے تقریباً قرآن حفظ تھا! بی بی شاہ مریم اُن کی بہن تھیں۔ محل سلطان محمود بیگڑہ (۸۶۳ھ/۹۱۷) آپ کی معتقد تھی ایک مرتبہ اس نے آپ کو وضو کرایا۔ مگر دل میں خطرہ گزرا کہ میں تو شاہ گجرات کی بیوی ہوں اور ایک درویش عورت کو وضو کراؤں؛ آپ کو کشف ہوا اور فرمایا کہ آفتابہ کھو اُس نے بہت معذرت کی مگر منظور نہ کیا۔ بعض وقت آپ پر جذب و کیفیت

[1] مناقب برہانی ص۸۴۔ [2] ایضاً ص۸۰۔ [3] ایضاً ص۸۸۔

طاری رہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ وضو کر رہی تھیں بہت سے حاجت مند حاضر تھے دفعتاً وضو کا پانی پھینکنا شروع کیا اور ایک اُردو فقرہ زبان پر جاری تھا "راجن جی نج کن تجھی کوں مانگوں" جو اُردو زبان میں قابل یادگار ہے۔

[3]۱۰۔ حضرت غوث ربانی سید شاہ جلال الدین حسین المعروف بہ سلطان شاہ شیخ جیو الملقب بہ مخدوم جہانیان ثانیؒ ابن سید شاہ محمود دریا نوشؒ۔ ابن حضرت قطب عالم بخاری قدس سرہٗ۔ ۸۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ محمود حضرت قطب عالم بخاریؒ کے پاس خوش خبری سُنانے حاضر ہوئے۔ مگر ادب اور حیا سے نیچی نظر کر لی، حضرت قطب عالمؒ نے بزبان اوچہ فرمایا۔

"بھائی محمود خوش تھوا ساں سوں بڈا تو ساں سوں بڈا اسانگی"

"گھر جلال جہانیاں آیا ــــ یعنی بھائی محمود خوش رہ"

"مجھ سے بڑا اور تم سے بڑا ہمارے گھر مخدوم جہانیاں آیا"

اور اپنی چادر مبارک شاہ محمود کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس کا پیراہن بنا کر چھٹی کے روز پہنا دو۔ بچپن سے آثار بزرگی نمایاں تھے۔ ان کے بڑے بھائی شاہ پیارن اپنے والد ماجد شیخ محمود دریا نوش کے پیشکار تھے۔ گھر کا سب انتظام و کاروبار، نذر و نیاز کی رقومات تقسیم روزینہ خاندان، سب انھیں کے ہاتھ میں تھا۔ گجرات کے عوام و خواص، اشرفی، فقرا و ملا سب ہی کچھ نذر دیتے، جس روز اس میں کمی ہو جاتی اور میاں پیارن کو بڑی فکر ہوتی۔ تو شاہ محمود فرماتے کہ بابا یہ تحقیق کرو کہ جس گھڑے میں تم سونا چاندی رکھتے ہو وہ نیا تھا یا پرانا؟ اگر وہ نیا ہوگا تو نئے میں پانی بہت جذب ہو جاتا ہے اُس کو بھی بھوک لگی ہوگی۔ غرض شاہ پیارن ہر ایک کو جو چاہتے روزینہ مقرر کرتے، شاہ محمود کی ایک حرم خاص لاولد تھیں، اُن کو روزینہ کم مقرر تھا، جو کافی نہ ہوتا تھا، کئی بار توجہ دلائی مگر بھائی پیارن نے کچھ توجہ نہ کی، ایک روز شیخ جیو نے اپنی والدہ ماجدہ کو ہموار کر لیا اور وہ اپنے حصہ میں سے کچھ دینے کے لیے تیار ہو گئیں۔ اور حضرت شاہ عالم سے سفارش

کی کہ میری ماں کے حصہ سے اس محترمہ کے روزینہ میں اضافہ کر دیجئے، شاہ عالم نے فرمایا کہ پھر تمھاری ماں کیا کرے گی، تو آپ نے باوجود لڑکپن کے نہایت برجستہ جواب دیا کہ آپ کی عنایت و کرم ہمارے لیے کافی ہے۔ آپ کی استدعا منظور ہوئی اور سب نے آفریں کہی۔[1]

شاہ محمود ایک روز شاہ عالم سے ملنے گئے، بہلی میں سوار تھے، شاہ جیو بھی پیدل ساتھ ساتھ چلنے لگے والد ماجد نے اُن کو بھی بٹھا لیا۔ اور رسول آباد پہنچے، تو شاہ عالم اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ " مانگین لوم کہ بخانہ برادر بزرگ ماتار کی خواہد شد اما چوں، ایں فرزند ارجمند حق سبحانہٗ تعالیٰ کرامت فرمود لک چراغ پدر" و برادر ما روشن خواہد شد"۔ چنانچہ آپ کی اولاد بہت پھلی پھولی۔[2]

ایک معتبر روایت خاندانی یہ ہے کہ ایک روز حضرت شاہ عالم چت لیٹ گئے، اور شفقت کے ساتھ شاہ جلال ثانی سے کہا کہ آؤ میرے سینہ پر لیٹ جاؤ اور سو جاؤ۔ بقول الرضا، فوق الادب یعنی خوشنودی ادب سے بڑھ کر ہے تعمیل کی۔ آپ سے شاہ عالم نے فرمایا کہ جو کچھ اس منجھلہ (شاہ عالم) نے فیض حاصل کیا ہے وہ سب میں نے شیخ جیو[3] (جلال ثانی) کو بخش دیا۔ پھر اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ اس منجھلہ نے کان، منہ، دل اور رُوح کے ذریعے سے حاصل کیا ہے وہ بھی میں نے اُن کو دے دیا۔ اور اس طرح آپ کو خاندان میں سب سے بڑھ کر فیض حاصل ہوا۔ اور حضرت قطب عالم کی سجادہ نشینی باوجود بڑے بھائی میاں پیارن کی موجودگی کے آپ کو عطا ہوئی اور اپنے والد ماجد شیخ محمود دریانوش کی وفات (۸۸۴ھ) کے بعد بعمر تقریباً بیس[4] سال سجادہ نشین ہوئے۔ اور چالیس سال تک رشد و ہدایت فرمائی اور اٹھاسی سال کی عمر پائی جس اتفاق سے آپ کا نام، عمر، اور عمل حضرت مخدوم جہانیاں

[1] مناقب برہانی ص۱۰۸ قلمی۔ [2] ایضاً ۱۰۹۔ [3] شاہ جلال جلد ثانی ص۱۰۹۔ [4] یہ مؤلف مناقب برہانی کا عمر کے متعلق قیاس ہے مگر حضرت مخدوم جہانیاں کی عمر شریف تو ۷۸ سال تھی ج۔

جہاں گشت قدس سرہٗ کے مماثل تھا۔ جس کی پیشین گوئی آپ کے جد امجد حضرت قطب عالم قدس سرہٗ نے فرمائی تھی کہ ہمارے گھر اور ایک "مخدوم جہانیان" آ گیا آپ کے فرزند شاہ حسین عرف شاہ بڈھ نے فرمایا ہے کہ ایک روز لوگوں کا اژدہام تھا۔ حضرت قطب عالمؒ فاتحہ کا تبرک خود تقسیم فرما رہے تھے۔ کوئی شخص ادنیٰ و اعلیٰ باقی نہ بچا۔ اُن میں دو بادشاہ کے مقربین بھی تھے اُن کے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت شیخ کو اتنا خیال کیسے رہا کہ کوئی شخص بھی محروم نہ رہا، آپ نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، " لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ" یعنی " دست بکار دل بہ یار" اس پر شاہد عادل ہے گویا۔ ولی سے کون سی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے، اور یہاں غفلت و حجاب کہاں ان اُمرائے یہ سُن کر آپ کے پیروں پر سر رکھ دیا، اور معذرت چاہی، آپ نے فرمایا کہ خدا کے بندے جس حالت میں ہوں خدا کے ساتھ ہیں، اور بغیر خدا کے ہرگز نہیں رہتے اور نہ رہ سکتے ہیں۔

قاضی محمود بیر پوری[1]: اپنے والد ماجد قاضی حمید جالندہ خلیفہ شاہ عالم کے مُرید تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کو یہ گمان ہوا کہ میں بھی شاہ جلال ثانی کے مرتبہ کا ہوں۔ ایک بڑا پرندہ نمودار ہوا، جو بہت جسیم تھا اُس نے شاہ محمود کو نگلنا چاہا۔ بہت گھبرائے اور ہر چند اپنا رُوحانی زور و قوت دکھائی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر سلطان شاہ جیو جلال ثانی کا واسطہ دیا تو جان بچی، قاضی محمود نے آپ سے فیض حاصل کیا اور آپ کے اجل خلفا[2] سے تھے۔ قاضی محمود نے ۹۴۱ھ میں وفات پائی آپ گجراتی اُردو کے معماروں میں سے ہیں، اور صاحب دیوان[3] ہیں جن کے چند ابیات یہ ہیں ؎

[1] مناقب برہانی ص۱۱۱ قلمی۔ [2] مولوی عبدالحق اُردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام ص۶۶ طبع ثالث بابائے اُردو نے اختلاف فرمایا ہے کہ قاضی محمود، شاہ جیو جلال ثانی کے مرید نہ تھے۔ مگر یہ تو تذکرہ ہذا مناقب برہانی سے بھی ثابت ہے کیا تعجب ہے کہ قاضی صاحب نے ان سے فیض حاصل کیا ہو۔ بزرگان دین نے ایک سے تو کیا سیکڑوں سے فیض حاصل کیا ہے اور خرقہ خلافت بھی حاصل کیا ہے (مناقب برہانی مخطوطہ آصفیہ لائبریری ص۱۱۲)۔ [3] دیوان قاضی محمود دریائی قلمی بابائے اُردو کراچی۔

پانچوں وقت نماز گزارو، دائم پڑھو قرآن!
کھاؤ حلال بولو کھو ساچا، راکھو درست ایمان
چھوڑ جنجال سب مایا جی من بر تجھ سے گیان
کلمۂ شہادت کھو ستارو، جس تے چھوٹو ندھان
دین دنی کی نعمت پاؤ جو جنت راکھو تانوں
محمود مکھ تھیں تل نہ بسارے اپنے دھنی کا ناؤں

آپ کے ایک خلیفہ سید طیب بھی تھے، مدفن بیرون قلعہ موضع ایسن پور احمد آباد کے راستہ میں ہے حج کے لیے معہ رفقاء کے جارہے تھے۔ راستہ میں جہاز کو فرنگیوں نے لوٹ لیا۔ اور جہاز کے مسافروں کو گرفتار کرلیا آپ کی اور آپ کے رفقاء کی بھی نوبت آنے والی تھی۔ اس سخت پریشانی میں، شاہ جیو جلال ثانی کی طرف رجوع ہوئے تو سمندر پر آپ کو دیکھا اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت کی، سب نے مل کر سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا، دفعتاً فرنگیوں کے جہاز میں آگ لگ گئی بہت سے فرنگی گرفتار ہوئے اور اسلام قبول کیا۔[1]

حاجی عبدالوہاب بخاری کلاں دہلویؒ بوقت سفرِ حج آپ سے ملے تھے اور بڑا احترام ملحوظ رکھا تھا۔ یہ آپ کے بنی اعمام سے تھے۔

ایک مرتبہ شیخ جلال جہانیان ثانیؒ مسجد میں برہنہ سر، نماز تعریف پڑھ رہے تھے اُس وقت سلطان مظفر گجراتی ($\frac{917}{932}$ھ) آپ سے ملاقات کے لیے آیا اور اس اس قسم کی نماز کا ذکر آیا تو سلطان نے کہا کہ کنزالدقایق میں لکھا ہے کہ "صلوٰۃ التعریف لیس شئ" یعنی ایسی نماز کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے کنزالدقایق کے تین سو نسخے منگوائے۔ مگر کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ملے۔ سلطان شرمندہ ہوا اور معافی چاہی۔[2]

سلطان مظفر سے ملاقات:- ($\frac{917}{932}$ھ) ابن سلطان محمود اول ($\frac{863}{917}$ھ) سلطان مظفر ثانی کی تخت نشینی کے بعد بہت سے امرا اور شرفا[3] مبارک باد کے لیے

۱۔ مناقب برہانی ص۱۱۳۔ ۲۔ ایضاً ص۱۱۵۔ ۳۔ مرأت سکندری ص۱۵۸ مطبوعہ بمبئی و مناقب برہانی ص۱۱۷ قلمی

گئے، آپ سے بھی معتقدین نے کہا تو فرمایا کہ میرے والد سے سلطان کے تعلقات اچھے نہ تھے میرا جانا مناسب نہیں جب زیادہ اصرار ہوا تو آپ بھی جاپا پیر تشریف لے گئے، اور سراپردہ کے قریب بیٹھ گئے، دربان نے سلطان کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی تو سلطان نے دربان سے کہا کہ یہ وہی ہیں جن کے والد نے میرے باپ (سلطان محمود اول کو) بد دعا دی تھی۔ اتفاق سے یہ گفتگو آپ نے سُن لی، اور رنج و ملال کے ساتھ بلا ملاقات کے مکان واپس آگئے۔ مگر سلطان جب کبھی بٹوہ کے راستے سے احمد آباد جاتا اور حضرت قطب العالمؒ کے روضہ کی طرف سے گزر ہوتا تو گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ہی فاتحہ پڑھ دیتا، کوئی زیادہ تعظیم ملحوظ نہ رکھتا۔ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا اور ارادہ کیا کہ سرکیج شریف جاکر زیارت کرے اور خیرات بھی کرے، اُسی رات کو خواب دیکھا کہ حضرت قطب عالمؒ فرماتے ہیں کہ "مظفر" تم ہمارے گھر کیوں نہیں آتے ہو۔ سلطان نے پوچھا کہ جناب کا دولت خانہ کہاں ہے تو فرمایا کہ وہی بٹوہ جہاں شیخ جیو (جلال ثانیؒ) رہتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی ہمارے جانشین کے گھر آئے تو گویا وہ ہمارے گھر آیا۔ اور جس نے ہمارے شیخ (سجادہ) کو راضی کیا اُس نے ہم کو خوش کیا۔ ادھر شیخ (سید جلال ثانی) نے بھی خواب دیکھا کہ قطب عالمؒ فرماتے ہیں کہ سلطان مظفر آئے تو اُس سے مہربانی سے پیش آنا اور سر پر شفقت سے ہاتھ رکھنا تاکہ اُس کو صحت حاصل ہوجائے۔ صبح آپ نے متعلقین سے فرمایا کہ آج سلطان مظفر ہمارے گھر آنے والا ہے حضرت قطب عالمؒ نے رات مصالحت کرادی ہے۔ لذیذ نفیس کھانا جلد پکواؤ۔ چنانچہ اُسی روز سلطان مظفر حاضر ہوا، پہلے حضرت قطب عالمؒ کی زیارت کی۔ پھر آپ سے اس بشارت کا ذکر آیا۔ دونوں نے مسکراتے ہوئے چپکے چپکے اپنے خواب بیان کئے۔ پھر باہم مل کر کھانا کھایا۔ اسرار و معارف پر گفتگو

۱۔ مناقب رحمانی ص۱۱۷۔

ہوئی، اور ایک عجیب کیفیت طاری رہی۔ پھر آپ نے دعائے صحت فرمائی۔ اور سلطان کو رخصت فرمایا۔

ایک مرتبہ سلطان مظفر کو وضو کرتے وقت کچھ خطرات اور شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ اور وضو کرنے سے تشفی نہ ہوتی تھی، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے خود اپنے سامنے وضو کروایا اور سب وسوسے اور شکوک جاتے رہے۔

آپ کے تصرفات کو جب سلطان مظفر کی زبانی اُس کی ملکہ بی بی رانی نے سُنا تو اُس کو بھی بڑا اشتیاق ہوا۔ اور سلطان سے کہا کہ میرے بیٹے شہزادہ سکندر کی بادشاہت کے لیے آپ سے دعا کروائیے۔ چونکہ سلطان کو اس بیوی سے بہت محبت تھی ایک روز اپنے ہمراہ سکندر کو حضرت شاہ سلطان جیو (شیخ جلال ثانی ؒ) کی خدمت میں لے گیا۔ جب شہزادہ سکندر قدم بوس ہوا تو فرمایا کہ آؤ سلطان بہادر آؤ۔ جب سلطان اپنے محل واپس ہوا اور یہ قصہ بیان کیا کہ حضرت نے یہ فرمایا ہے تو رانی سلطان سے خفا ہو گئی اور کہا کہ آپ نے خوب سفارش کرائی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کچھ اچھے الفاظ میں سفارش نہیں کی، سلطان نے کہا کہ اگر شہزادہ بہادر بادشاہ ہو جائے تو اس میں تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ رانی نے کہا کہ نہیں تم کو میری خاطر منظور ہے تو پھر حضرت کے پاس مجھے بھی لے چلو تاکہ میں خوب اچھی طرح کہہ سن سکوں اور سکندر کی دستگیری ہو جائے۔

غرض سلطان مظفر معہ رانی اور شہزادہ سکندر کے پھر حضرت کی خدمت میں آیا۔ رانی نے بہت کچھ کہا سُنا مگر آپ نے وہی الفاظ دُہرائے۔ گویا پھر ناکام واپس ہوا۔ مگر سلطان نے بی بی رانی کی خاطر سکندر کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا۔ اور شہزادہ بہادر کو جو ایک راجپوتن کے بطن سے تھا، بارہ گاؤں جن میں کنج۔ ہڑوہی۔ راجپوت، بتوہ وغیرہ شامل تھے جاگیر میں دے دیئے۔

ـــــــــــــــــــ

۱۔ مرآت سکندری صہ ۱۸۵ مطبوعہ بمبئی و مناقب برہانی قلمی صہ ۱۲۳

چونکہ بہادر کی جاگیر میں بتوہ بھی شامل تھا۔ جہاں حضرت شاہ جیو رہا کرتے تھے آپ سے اور بھی تعلقات بڑھ گئے، شفقت و مہربانی اور بھی زیادہ کرنے لگے حتیٰ کہ شجرۂ ارادت (مریدی) میں شہزادہ بہادر کو بادشاہ گجرات لکھ دیا تھا۔ اور ایک روز اپنے خاص پلنگ پر بٹھلا کر حاضرین سے کہا کہ یہ شخص بادشاہ ہوگا تم شاہانہ تسلیمات بجا لاؤ۔ اس کی اطلاع بی بی رانی کو ہوئی تو وہ اور بھی مضطر ہوئی اور سلطان سے کہا کہ سکندر کو شاہ صاحب کی خدمت میں لے جایئے اور کہیے کہ میں نے سکندر کو ولی عہد بنا دیا ہے۔ آپ بھی دعا فرمایئے،

سلطان نے بی بی رانی سے کہا کہ شہزادہ بہادر چونکہ حضرت کے قریب اپنی جاگیر میں رہتا ہے اس لیے اُس پر حضرت زیادہ شفقت کرتے ہیں۔ جب میں نے سکندر کو ولی عہد بنا دیا ہے اور لشکر اُس کا گرویدہ ہے تو پھر بہادر کی اس میں کیا مجال ہو سکتی ہے۔ تاہم رانی کے اصرار پر سلطان مکرر آپ کی خدمت میں معہ بی بی رانی اور سکندر وغیرہ کے گیا اور سب کو آپ کا مرید کروایا۔ اور رانی نے بہت سانذرانہ بھی گزرانا پھر سلطان نے شہزادہ بہادر کا ہاتھ ہی غلطی سے جو آگے بیٹھا ہوا تھا سکندر سمجھ کر حضرت کے ہاتھ میں دے دیا اور دعا چاہی، آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھو یہی شخص گجرات کا بادشاہ ہوگا، سلطان خوش ہوا، اور غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو خود بہادر ہی تھا، اُس کو دیکھ کر سلطان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ حضرت نے جب دیکھا تو فرمایا کہ سکندر بھی بادشاہ ہوگا، خاطر جمع رکھو اور سلطان رخصت ہوا۔ راستے میں سلطان نے اپنے مصاحبین سے بہادر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھتے ہو اس قلندر نے کیا بے حیائی کی، خود ہی بڑے بھائی کے آگے بیٹھ گیا۔ اور سکندر سے بھی کہا کہ تو نے بہادر کو کیوں آگے بیٹھنے دیا تھا، غرض سلطان نے اپنے اُمراء و وزراء کو تاکید کر دی کہ میرا "ولی عہد سکندر" ہے۔

غرض اُس روز سے سکندر اور بہادر میں کشمکش رہی۔ مگر شہزادہ بہادر کو

اپنے پیر کی حمایت حاصل تھی۔ اور سلطان اور اُس کے لشکر سے ناامید ہوگیا تھا۔ حضرت شیخ جیو نے بہادر کی امداد میں خاص توجہ فرمائی۔ رات دن حاضرِ خدمت رہتا مگر بعض وقت اُس سے کچھ گستاخی بھی ہو جایا کرتی تھی تو آپ نے بگڑ کر فرمایا "نصیبِ تو بفرنگیاں باد" اللہ تجھے فرنگیوں کے حوالہ کر دے۔ کچھ عرصے کے بعد بہادر، سکندر کے خوف سے ۹۳۱ھ میں اپنے پیر و مرشد سے اجازت لے کر معہ چند رفقاء کے ہندوستان چلا گیا۔ اور نذر مانی کہ میں گجرات کا بادشاہ ہو جاؤں گا تو اپنی شہزادگی کی جاگیر حضرت قطب عالمؒ کے روضہ کے لیے وقف کر دوں گا۔

رانائے چوڑ چیوز نے شہزادہ بہادر کی بڑی خاطر مدارات اور دل دہی کی بڑا جشن منایا گیا ایک روز راجہ کا بھتیجا اپنے گھر لے گیا، وہاں محفل رقص و سرود گرم تھی، ایک رقاصہ ناچ رہی تھی۔ بہادر کی اس پر مہربانی کی نظر تھی۔ راجہ کے بھتیجے نے بہادر سے کہا کہ تم جانتے ہو یہ رقاصہ کون ہے؟ یہ اسی شریف گھرانے کی لڑکی ہے جس کو احمد نگر تاراج کرنے کے بعد راجہ یہاں لے آیا تھا۔ یہ سُن کر بہادر کے تن بدن میں آگ لگ گئی، اور اسی وقت تلوار نیام سے کھینچ کر راجہ کے بھتیجے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک اودھم مچ گئی۔ رانا اور اُس کی ماں نے بیچ بچاؤ کیا۔ بہادر رنجیدہ ہو کر میواڑ کے راستے سلطان ابراہیم ابن سکندر لودھی کے پاس دہلی پہنچا۔ اس وقت وہاں تخت نشینی کی نزاع ہو رہی تھی اور جنگ چھڑ گئی تھی، وہاں بہادر کو سلطان مظفر کی رحلت سکندر کی تخت نشینی اور شیخ جیو سلطان اس کے مرشد کے وصال کی بھی اطلاع ملی۔ بعض امرائے گجرات کے بھی طلبی کے خطوط آئے کہ جلد آؤ، سب تمہارے منتظر ہیں، سکندر نے کہا کہ دیکھتے ہو کہ بہادر تو جوگی ہو گیا اور اُس کے پیر زیر زمیں خاک میں مل گئے۔ جب یہ خبر سلطان جیو کے صاحبزادے شاہ حسین بڈھ کو پہنچی تو فرمایا کہ پیر مرتا نہیں ہے اور نہ مرید جوگی ہوا ہے۔ "قول مرداں جان دارد" پیر کا قول رد نہیں

ہو سکتا، سکندر کی سلطنت ایک سراب ہے۔ شاہ حسین مبارک باد دینے بھی نہیں گئے۔ سکندر کو آپ سے کدورت ہو گئی۔ بتوہ کی جاگیر میں تبدیلی کر دی۔ غرض نتیجہ یہ کہ سکندر کی حکومت دو ماہ سولہ روز رہی اور وہ فوت ہو گیا، اور بہادر شاہ ۹۳۲ھ میں نہروالہ (گجرات) آیا۔ اُمراء وزراء عماد الملک وغیرہ نے خیر مقدم کیا اور وہ بادشاہ ہو گیا۔ یہ سب کچھ سلطان شاہ جیو مخدوم جہانیان ثانی قدس سرہٗ کے تصرفات تھے جو بہادر شاہ گجرات کی بادشاہت کے لیے کارفرما رہے۔

وفات: سلطان شاہ جیو سید جلال مخدوم جہانیان ثانی نے ۹۳۱ھ میں بعمر ۰۰ سال وفات پائی۔ "فخر نا (۹۳۱)" تاریخی مادۂ وفات ہے۔

۱۲۔ حضرت سید شاہ محمود المعروف بہ شاہ بڈھ (بڑے) ابن سید جلال الدین حسین (سلطان شاہ شیخ جیو مخدوم جہانیان ثانی) بمقام بتوہ ۸۸۳ھ میں پیدا ہوئے سلطان شاہ جیو کے بڑے صاحبزادے تھے۔ والد ماجد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی ظاہری علوم کی تکمیل والد ماجد ہی سے کی، نیز تحصیل علم باطنی، اذکار و اشغال (مخدومیہ) کی آپ ہی سے تکمیل فرمائی بڑے خوش اوقات درویش کامل تھے۔ اکثر اکابر مشائخ نے آپ سے استفادہ کیا ہے فرمایا کہ طریقت کا راز نفس سے آگاہی کا نام ہے۔ یعنی آپ پاس انفاس پر زور دیتے تھے۔ بقول خود "اگر نفس کم کنند بروے راہ لبستہ شود ... ورجعت قہقری شود"۔

آپ کے مرید بکثرت تھے، مجلس میں تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ شاہ مقبول[1] عالم (۹۸۹ھ / ۱۰۴۵) فرمایا کرتے تھے، کہ ہمارے بزرگوں کے عرسوں کے موقعہ پر عسین پور تک بڑا ہجوم رہتا تھا، امراء غرباء، پردہ نشین عورتیں، زربفت کے پردے لگا کر عرسوں میں اتنی شریک ہوا کرتی تھیں کہ جانے کو راستہ نہیں ملتا تھا۔ نیز فرمایا کہ ہمارے جد سید خاں جدائی میں اپنی جاگیر گئے اور ایک بزرگ شیخ محمد سے جو اکبر بادشاہ کے بھی

عہ مناقب براہانی ص۱۲۵ (مخطوطہ آصفیہ)

[1] تذکرہ اولیائے دکن جلد ۲ ص۴۴۵ مولف جعات شاہی۔

مرشد تھے، بیعت کا ارادہ کیا اور خوب تیاری کی، رات کو شاہ بڈہ کو خواب میں دیکھا، حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب آپ کے خاندان میں کس چیز کی کمی ہے۔ جو کسی دوسری جگہ مرید ہوتے ہو۔ اور ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ آنکھ کھل گئی، اور علی الصباح سوار ہو کر راست شیخ محمد صاحب کے پاس آگئے۔ تو آپ نے بھی یہی فرمایا جو خواب میں شاہ بڈہ نے فرمایا تھا پھر شاہ بڈہ ہی کے مرید ہوئے۔ ملک منجھلا اور اس کے اہل خاندان شاہ بڈہ (بڑے) کے معتقد اور مرید تھے، ملک منجھلا کے اولاد نہ تھی ایک روز اس کی اہلیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بہت کچھ اولاد کے لیے التجا کی، آپ نے فرمایا کہ اگر تمھاری قسمت میں ہے تو اولاد ہوگی، بندوں سے کیا ہو سکتا ہے مگر وہ بقول "صاحب الغرض مجنون"۔ آستانہ پر اڑ کے بیٹھ گئی آپ نے بہت کچھ نصیحت فرمائی مگر بے سود، پھر آپ نے دعا فرمائی اور خوش خبری دی کہ جاؤ ایک لڑکا ہوگا، بعد تولد اس فرزند کو حضرت کے پاس لے آئی اور عرض کی اس کو اپنے غلاموں میں شامل کر لیجئے، اور کان چھید کر غلام حلقہ بگوش فرمالیجئے بچہ رونے لگا، تو آپ نے فرمایا کہ میں بغیر کان چھیدے اس کو قبول کر لیتا ہوں۔ آپ نے دونوں انگوٹھے کان کی لولکی پر رکھے، قدرت خدا سے سوراخ بند ہو گئے اس لڑکے کا نام حبیب محمد تھا اس کا لڑکا ملک قطب محمد پیدا ہوا تو سوراخ خود بخود موجود تھے[۲]۔

ملک امین منجھلہ کا بیان ہے کہ سلطان بہادر نے آپ کو کہلا بھیجا کہ یہ سلطنت مجھے آپ کے بزرگوں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے مجھے اپنے پیروں کی تنگ حالی گوارا نہیں، میری جاگیر شہزادگی، اطراف بٹوہ بطور نذر قبول فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے امرا کی نذریں اس قدر آتی ہیں کہ اس کو تنگ حالی کون کہہ سکتا ہے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ اگر آپ قبول نہ کریں گے تو مجھے تکلیف اور ندامت ہوگی اور فرمان جاگیر شہزادہ کے ہاتھ سے بھیج دیا، مجبوراً آپ نے خادمان درگاہ سے کہا کہ اپنے مصرف میں لاؤ، اور خود قبول نہ فرمائی اور فرمایا شیخ احمد غزالی فرماتے ہیں کہ

[۱] ملک منجھلا از امرائے گجرات مناقب برہانی صفحہ ۱۳۶ ـ [۲] مناقب برہانی قلمی صفحہ ۱۳۶/۱۳۷ ـ

"طویلہ کی میخ مٹی میں گاڑو نہ کہ دل میں"۔

پس سادات، علما و صلحا خاطر جمعی سے اپنے شغل و اشغال میں رہا کرتے تھے اور اُن کو اپنی ترقی منازل روحانی کی فکر رہا کرتی تھی دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام خلفائے راشدین، نے دنیا میں رہ کر دنیا سے کبھی دل نہ لگایا اور دنیا کا استعمال صحیح طور پر کیا، یعنی خدمت خلق، یہ سب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر تھا جس کی حقیقت سے ہر شخص واقف ہے۔

سید محمود منور الملک[۱] نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ جب شہنشاہ ہمایوں نے گجرات فتح کر لیا تو بہادر شاہ بھاگ گیا، احمد آباد میں امراء موجود تھے ہمایوں کے دہلی واپس جانے کے بعد بہادر شاہ چاپانیر واپس آگیا سید حسن نامی ایک درویش جنھوں نے ہمایوں کو تبرکات دیئے تھے، بہادر شاہ نے، ان پر بڑے مظالم ڈھائے، کھمبایت کے جن تاجروں نے ہمایوں کو تحائف دیئے تھے، اُن کے کان کٹوا دیئے اور حضرت عرب شاہ ابن شاہ زاہد ابن قطب عالم، اور سید عالم ابن سید عثمان شمع برہانی سے باز پرس کی اور کہا کہ وہ مکہ معظمہ ہجرت کر جائیں شاہ بڈہ (بڑے) بھی اُس کی اس ظالمانہ حرکتوں سے ناراض ہو گئے لوگوں کے مجبور کرنے سے ملنے گئے مبارک باد کہلا بھیجی تو کہا کہ مجھے مبارک باد کی ضرورت نہیں ہے کیوں تکلیف فرمائی آپ یہ الفاظ پس پردہ سن رہے تھے۔ فرمایا کہ "بابا میں نے جو بوئے تھے، جس کا مجھے یہ پھل ملا ہے" اور چلے آئے کسی نے آپ سے کہا کہ گجرات کا ملک اُس نے اپنے بھانجے محمد شاہ کو دے دیا ہے۔ فرمایا کہ دونوں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس ملک اور ولایت کے مالک حضرت قطب العالم ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہی بہادر شاہ کو فرنگیوں نے قتل کر دیا، اس کے تین ماہ بعد محمد شاہ بھی مر گیا۔ بقوائے "قول مرداں جان دارد" غرض اُس نے ظلم اور اہانت کا بدلہ چکھ لیا۔

[۱] مرأت سکندری مطبوعہ صفحہ ۱۹۱/۲۳۸ میں سید جلال منور الملک درج ہے۔

حضرت شاہ محمود عرف میاں بڑے نے بہ عمر ۶۹ سال بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۹۵۲ھ میں وفات پائی[1]، "ولی پیر دستگیر" مادۂ تاریخ وفات ہے۔

۱۳۔ حضرت شاہ حسین نبیرہ شاہ محمود عرف شاہ بڈّہ[2] (بڑے) بخاری

چونکہ شاہ حسینؒ کے والد ماجد کا انتقال آپ کے صغیر سنی میں ہو چکا تھا، اس لیے شاہ حسینؒ نے اپنے جدّ بزرگوار کے زیر عاطفت تعلیم و تربیت پائی اور علوم باطنی سے بہرہ ور ہوئے۔ اور خلافت پائی، اور وہ تمام تبرکات خاندانی جو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ سے وراثتاً ملے تھے۔ یعنی حضرت نبی کریم صلعم کی کملی مبارک کا ٹکڑا، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کملی کا ٹکڑا، اور حضرت مخدوم جہانیاں کا وہ خاص خرقۂ مبارک جس کو حضرت ناصر الدین محمودؒ اور حضرت شاہ صدر الدین راجو قتالؒ نے باتفاق، حضرت قطب عالمؒ کو بوقت وداع گجرات عطا فرمایا تھا۔ پنکادل چھچی مخدوم جہانیانؒ، جانماز اور منتکا (پنج شاخا) یہ سب کچھ آپ کے حوالہ فرمایا۔ اور اپنا سجادہ نشین کیا۔

آپ بڑے حوصلہ مند اور جواں مرد تھے۔ دنیا کی دولت و ثروت کو مچھر کے پر سے زیادہ نہ سمجھتے تھے، جو کچھ نذر ملتی شام ہونے تک خرچ کر دیتے۔ تین مرتبہ اپنا مال متاع لٹوا دیا۔ صلائے عام دی اور کچھ باقی نہ رکھا۔ ایک مرتبہ آپ کے اصطبل میں تین سو گھوڑے تھے اور دو مرتبہ دو سو سے زاید تھے، سب لوگوں کو خدا کے نام پر بخش دیئے۔ جو آتا لے جاتا۔ اسی طرح دوسرا مال و اسباب بھی لٹا دیا۔

میاں وجیہہ الدین کا بیان[3] ہے کہ تین کروڑ تنکے کی اراضی کے بیع نامجات جو آپ نے اپنے بھائیوں سے خریدی تھی سادات اور غریبوں کے حوالے کر دیئے۔

مستورات مرشد کے سامنے بے پردہ ہو کر مرید ہوا کرتی تھیں آپ نے اس طریقے کو مسدود کر دیا اور پردے میں بیعت کا طریقہ رائج فرمایا۔

نذرانے آتے تو سب مریدوں اور خادموں کو دے دیتے۔ سجادہ نشین ہوئے تو

۱۔ مناقب برہانی ص ۱۳۲/۱۳۳ قلمی ۲۔ ایضاً ۔ ۳۔ ایضاً قلمی ص ۱۳۴ ۔

مال و اسباب اپنے قرابت داروں کو بخش دیا۔ انھوں نے انکار کیا تو خود تنہا سواری میں گئے اور ان کو اطمینان دلا کر حوالہ کیا۔ سید محمدؒ ابن نور محمد بھکر کہتے ہیں کہ شاہ حسین بڑے متقی، صائم الدہر تھے، مسجد قطب عالم کی امامت کرتے دو پہر تک درس و تدریس میں ایسے مشغول رہتے کہ بارہا سلطان وقت آپ کی خدمت میں آیا، مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو اطلاع دے[1] اور آپ کے اشغال درس و تدریس میں خلل انداز ہو، چنانچہ ایک روز آصف خاں وزیر نے سلطان سے کہا کہ اگرچہ بادشاہوں کا فقرا کے پاس جانا اور انتظار کرنا باعث عزت اور نیک نامی ہے لیکن بندگی شاہ حسین اس قدر استغنا سے کام لیتے ہیں کہ کسی کو آپ کی اطلاع دینے کی مجال تک نہیں، اس لیے بہتر ہے کہ وہ سلطان حضرت قطب عالمؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر چلے آئیں۔ سلطان نے کہا کہ ہمارے وسیلہ ہیں اور سجادہ صاحب دنیا سے مستغنی ہیں۔ ہم کسی حساب و شمار میں نہیں ہیں کس طرح تنہا جا کر زیارت کروں۔ غرض درس سے فارغ ہونے کے بعد ہی حضرت سجادہ صاحب باہر تشریف لائے اور سلطان کو زیارت سے مشرف کرایا[2]۔

مولانا سید محمدؒ کا بیان ہے کہ ایک روز سلطان محمود گجراتی ثالث (۹۴۴ھ تا ۹۶۱ھ) نے اپنے ایک دوسرے وزیر افضل خاں[3] نبیانی سے ذکر کیا کہ آصف خاں کو سید صاحب یعنی حضرت شاہ حسینؒ کے استغنا کے متعلق شک ہے، تمھاری کیا رائے ہے۔ تو نبیانی نے خوب جواب دیا کہ یہ سب آپ کی دولت و سلطنت کی خوبی ہے کہ آپ کے ملک میں اس قسم کے بزرگ بھی ہوتے ہیں جو آپ سے بھی بے نیاز ہیں، مگر تمام دنیا انھیں ایک نظر دیکھنے کی متمنی رہتی ہے۔ اس قسم کے بھی کوئی بزرگ آپ کے ملک میں ہونے چاہئیں کہ وہ آپ کے پاس بھی کبھی رخ نہ کریں اور حق تعالیٰ کی یاد میں مستغرق رہیں۔

۱۔ مناقب برہانی قلمی ص ۱۳۵ ۔ ۲۔ ایضاً ص ۱۳۶ ۔ ۳۔

اور ایسا شخص سوائے سید صاحب کی ذات مبارک کے اور کون ہو سکتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ ٹھیک کہتے ہو۔ میرا بھی حضرت کے متعلق یہی اعتقاد ہے۔ میں صرف تمھاری زبان سے سُننا چاہتا تھا۔ نیز مولانا سید محمدؒ راوی ہیں کہ ایک روز ایک سائل آیا اور آپ سے عرض کی کہ میری لڑکیاں بہت ہیں مجھ کو اس قدر عطا فرمائیے کہ میں ان سب کا نکاح کر دوں آپ نے فرمایا اچھا ٹھیر جاؤ اور مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ موجود ہو بلا تکلف لے آؤ۔ اور کچھ باقی نہ رکھو، میں نے حوالدار (داروغہ) سے دریافت کیا تو اُس نے کہا آج ہی مواضعات کیج اور کوہہ سے جدید فوطہ آیا ہے اور وہ سب اُٹھا لایا۔ اور آپ نے وہ سب اُس کے حوالہ کر دیا۔ اور اس کی خواہش پر ایک گاڑی بھی دلوادی، وہ دُعائیں دیتا ہوا سب لدوا کر لے گیا۔ غرض محتاج کو سوال سے پہلے دے دیتے تھے، جود و سخا اس خاندان کی خاص صفت تھی[1]۔

ملک محمود پیارو مغفور نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں برہان پور سے حضرت شاہ حسینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ "محمود جیو پیارو تم ہرگز فکر مت کرو۔ جو کچھ تمھارا کام ہو بلا تکلف مجھے اپنا سمجھ کر کہہ دیا کرو اور اسی وقت ایک لاکھ ٹنکے چپکے سے مجھ سے کہے بغیر میرے خادم کے حوالے کر دیئے، وہ میرے واپس جانے کے انتظار میں تھا کہ مجھ سے پوچھ کر لے جائے غرض میرے واپس جاتے وقت آپ کے ملازمین نے زبردستی وہ سب میرے حوالے کر دیئے۔ اُس کے بعد مدت تک مجھ کو گجرات میں مدد معاش نہ مل سکی، حضرت موصوف ہی ہر طرح میری امداد فرماتے رہے جس طرح کوئی بادشاہ کرتا ہے۔

ایک کرامت: سید لطیف محمدؒ آپ کے فرزند کا بیان ہے کہ ایک روز رات کو آپ کے والد ماجد حضرت شاہ حسین مطالعہ میں مشغول تھے۔ اکثر

[1] مناقب برہانی ص۱۳۵۔

خدام سو گئے ایک خادم جاگ رہا تھا، چراغ میں تیل ختم ہو گیا، تو وہ تیل لانے کے لیے اُٹھا، آپ نے کہا کہ کوزہ میں جو پانی ہے چراغ میں ڈال دے۔ بہت دیر تک چراغ جلتا رہا، اور آپ مطالعہ فرماتے رہے[1]۔

ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سید خاں بن سید عبدالغفور بن سلطان شاہ عالمؒ کا وصال ہو گیا تو اُن کے کوئی اولاد نہیں تھی، لیکن ان کی اہلیہ خونزا گوہر[2] چند روز سے حاملہ تھیں مگر اُن کو حمل کا علم نہ ہوا تھا، اپنے شوہر کے فراق میں تہیہ کر لیا تھا کہ اس حادثہ جانکاہ کے بعد کبھی گھر میں چراغ روشن نہ کروں گی، اس کی اطلاع حضرت شاہ حسینؒ کو ہوئی تو آپ خود بہ نفس نفیس اُن کے گھر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھ کر بیٹھ گئے پھر تازہ وضو کیا اور خادم سے کہا کہ اندر سے چراغ لے آئے۔ حسب الحکم، خادم نے اُس محترمہ سے چراغ مانگا تو اُنھوں نے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے گھر کا کوئی چراغ نہیں ہے اس لیے میں نے نیت کر لی ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں کبھی اپنے گھر میں چراغ نہیں جلاؤں گی یہ سُن کر بندگی شاہ حسینؒ نے ایک چراغ لے کر اپنے وضو کے آفتابہ سے اُس میں پانی ڈالا اور خادم سے فرمایا کہ ایک فتیلہ بنا کر اُس چراغ میں لگا دے اور آپ نے اُس چراغ کو جلا کر اُن کے گھر میں بھجوا دیا اور فرمایا کہ اس کے بعد تمھارا چراغ روشن ہو گا، جلد دوسرا چراغ روشن کر کے باہر بھجوا دیں۔ جس پر عمل کیا گیا، اس کے بعد سید خاں مرحوم کے گھر ایک صاحبزادہ سید جلال نامی پیدا ہوئے جن کو آپ نے ماہ عالم[3] کا خطاب دیا۔ پھر ان کے صاحبزادے سید محمد مقبول عالمؒ[4] اُن کے فرزند سید جلال مقصود عالم[5] اور اُن کے فرزند سید جعفر بدر عالم[6] پیدا ہوئے، شاہ عالم کے خاندان میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔

[1] مناقب برہانی ص۱۳۶۔ [2] ایضاً ص۱۳۷ [3] سید جلال ماہ عالم گجراتی ۹۵۹ھ اولیائے دکن جلد۱ ص۲۴۳ مطبوعہ۔ [4] سید محمد مقبول عالم بخاری ۹۸۹ھ/۱۰۰۳ھ اولیائے دکن جلد۱ ص۲۴۵ مطبوعہ۔

(۵) سید جلال مقصود عالم متوفی ۱۰۵۹ھ ۱۔ بخشش ہزاری امیر شاہ جہانی ص۲۲۴ ۲۔ اولیائے دکن جلد۱

(۶) سید جعفر بدر عالم متوفی ۱۰۸۵ھ ص۲۳۸ اولیائے دکن جلد۱۔

روایت :۔ اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ آپ کی تولیت کے زمانے میں آم کا ثمرہ اجارہ پر نہیں دیا جاتا تھا بلکہ آپ اپنی حویلی کے دروازہ پر ثمر کا انبار لگا کر تمام سادات اور فقرا کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ کوئی محروم نہ رہتا تھا۔ حضرت قطب عالمؒ کے لنگر کے لیے اکثر آپ گیہوں بھجوایا کرتے تھے۔

روایت :۔ ایک روز جمعہ کی نماز کے بعد ایک شخص سلطان محمود شہید (۹۴۴ھ/۹۶۱) کے مقربین سے آستانہ مسجد قطب عالمؒ کے پاس آخری صف میں بیٹھا ہوا تھا اور مسجد بھری ہوئی تھی۔ اُس شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ دیکھو شیخ جیب نے کیا کیا نعمتیں کھائی ہیں۔ اور خوب موٹے ہو گئے ہیں۔ آپ کو اس کا کشف ہو گیا لوگ قدم بوسی سے مشرف ہو رہے تھے جب اس شخص نے قدم بوسی کی اور واپس جانے لگا تو آپ نے اُس کے کان میں فرمایا کہ دیکھو شیخ کیا کیا نعمتیں کھا کر اتنا موٹا ہو گیا ہے۔ اس کو بڑی شرمندگی ہوئی اور معافی چاہی۔ معتبر روایت ہے کہ حضرت سید مقبول عالم وغیرہ کا بیان ہے کہ ایک رات کو حضرت شاہ عالمؒ کی درگاہ کے مجاور سالیانہ عرس سلطان محمود گجراتی سے حاصل کرنے کے لیے نکلے، اور اُسی رات کو حضرت قطب عالمؒ کے روضہ میں قیام کیا۔ صبح کی نماز کے لیے جب حضرت شاہ حسین تشریف لائے تو مجاروں نے سلام عرض کیا اور محمود آباد جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ آج رات کو سلطان کے ہاں جھگڑا ہوا اور سلطان شہید کر دیا گیا۔ حضرت قطب عالمؒ نے مجھے خواب میں برہنہ تلوار دکھائی تھی اور اس واقعہ کی اطلاع دی تم اب مت جاؤ، اپنے مقام پر لوٹ جاؤ اور جو کچھ سلطان کے پاس سے سالیانہ مقرر تھا وہ خود آپ نے ان لوگوں کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد ہی سلطان محمود کے شہادت کی خبر لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ اور آپ کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔

ثقہ روایت ہے کہ ایک رات ملک محمود پیارو[2] اور شاہ حسین ظاہر الکرامات

۱؎ مناقب برہانی صفحہ ۱۳۸ ۔ ۲؎ ایضاً صفحہ ۱۴۱

ابن شاہ برہان بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے سلطان محمود گجراتی کا ذکر آیا، تو سنتے ہی شاہ حسینؒ نے مرصع خنجر کمرِ مبارک سے نکال کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا کہ محمود جیو پیارو، محمود کو میں نے ذبح کر دیا، ملک مذکور نے معذرت چاہی[1] اور کہا کہ سلطان محمود آپ کا ہے، اُس کو بخش دیں پھر سخت غصہ سے فرمایا کہ ذبح کردم، ذبح کردم، تین بار فرمایا۔ پھر خنجر اُٹھا کر پھینک دیا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا پورا ہوا، اُسی وقت سلطان کو قتل کر دیا گیا۔

مؤلف تاریخ سکندری لکھتا ہے کہ جب سید مبارک اور اعتماد خاں[2] کو احمد آباد سے خارج البلد کیا گیا تو دونوں قصبہ سرکیج گئے تاکہ وہاں سے سلطان محمدؒ کے پاس دہلی جائیں، اور ناصر الملک سلطان احمد کو لشکر کے ساتھ گجرات لے آیا۔ اور احمد آباد سے دس کوس کے فاصلے پر قیام کیا، اور سید مبارک نے اعتماد خاں سے کہا کہ جان کی بازی لگا دینی چاہئے۔ اعتماد خاں نے کہا کہ ہم چار ہزار سوار ہیں اور ناصر الملک کے پاس ستاون ہزار فوج ہے۔ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اعتماد خاں خاموش ہو گیا اور سید مبارک لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گئے۔ اور قرار پایا کہ رات کو حملہ کر دیں گے، اس اثنا میں شاہ حسینؒ بخاری کا خط پہنچا کہ خاطر جمعی کے ساتھ ناصر الملک کا مقابلہ کرو، گو فوج قلیل ہے، تم کو فتح ہو گی۔ اس لیے کہ حضرت قطب عالم نے فتح کی بشارت دی ہے۔ اور خود بھی ناصر الملک کے پاس گئے اور فرمایا کہ صلح کر لو جنگ مت کرو۔ مگر وہ نہ مانا اور آپ نے چاہا کہ سید مبارک کے پاس جائیں، سادات بتوہ اور اساول کو لے جانے کی فکر میں تھے تو قطب عالمؒ کا اشارہ ہوا کہ شاہ سید حسین تم کو جانے کی ضرورت نہیں ہم نے سید مبارک کو طلب کیا۔ غرض سید مبارک کے ساتھ عماد الملک رومی اور الف خان حبشی جو سلطان احمد کی قید میں تھے مل گئے۔ ناصر الملک لشکر کے غرور میں رہا اور اُن لوگوں نے پانسو سواروں کے ساتھ صبح میں ناصر الملک کے ڈیرہ پر حملہ کر دیا،

۱؎ مناقب برہانی صفحہ ۱۴۲ ۲؎ حاشیہ تاریخ سکندری مطبوعہ بمبئی ۔

اور زمین پر گر پڑا، اور اُس کو ذبح کر دیا گیا۔

آپ کے چھ صاحبزادے تھے[1]

سید عزیز محمدؒ۔ سید محمدؒ۔ سید لطیف محمدؒ۔ سید نور محمدؒ۔ سید شاہ حافظ محمدؒ۔ سید داؤدؒ۔ سید نور محمدؒ اور سید داؤدؒ کی تو کوئی اولاد نہ تھی، البتہ چاروں فرزندوں کی اولاد کثیر ہوئی سب سعادت مند اور مقبول خدا تھے[1]۔

۱۳۔ حضرت سید شاہ لطیف محمدؒ قدس سرہٗ:۔

ابن سید شاہ حسینؒ: والد ماجد کی وفات کے وقت سات سال کے تھے۔ لڑکپن ہی سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت موجزن تھی، اُن کے دوسرے بھائی سن بلوغ کے بعد سلطان کے ملازم ہو گئے۔ اور دُنیا خوب کمائی اور آپ کو دُنیا کی ترغیب دیا کرتے تھے، دُنیا کے عیش و عشرت اور حُسن و جمال بیان کرتے اور آپ کو قسم قسم کے مال و اسباب دنیوی دکھا کر ہوس دلاتے۔ اور کہتے کہ دیکھو ہمارے پاس یہ یہ چیزیں ہیں۔ مگر آپ کو فقر، صبر و قناعت پسند تھی اور یہی جواب دیتے کہ مجھ کو تو فقر کی نعمت، دنیا سے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اور خود تحصیل علم میں مشغول رہا کرتے تھے۔ عام و خاص آپ سے خوش تھے۔ اذکار و اشغال کی اجازت اپنے معاصر بزرگوں سے حاصل کی اور خلافت بھی۔ اور صوفیائے کرام سے یہی التماس کرتے کہ میرا مقصد اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور کم سنی سے ہی یہ فرمایا کرتے کہ جس نے اس کائنات، آفتاب و مہتاب اور نباتات و جمادات کو پیدا کیا ہے تو وہ پروردگار خود کیسا ہوگا۔ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔ لڑکپن ہی میں اکثر بزرگ آپ کے قدم بوس ہوتے۔ جب آپ سجادہ نشین ہوئے، تو حضرت سید مبارک جیسے درویش کامل نے آپ کو دو انگلیوں سے سلام کیا، اُمراء اور ملوک نے قدم بوسی کی۔ سید مبارک کے فرزندوں میں سید حامد تعظیم و تکریم ملحوظ رکھتے، عزیز و اقارب میں بھی آپ بہت مقبول تھے، مہینوں اعزا مہمان رکھتے آپ کو جانے نہ دیتے آپ کو

---

[1] مناقب برہانی ص۱۴۳ (قلمی)، [2] ایضاً ص۱۴۶ (قلمی)

اور فتح نصیب ہوئی۔ اور سید مبارک اور اعتماد خاں نے احمد آباد آکر شاہ حسینؒ کا شکریہ ادا کیا۔

وفات:۔ سید محمد بھکریؒ[1] کا بیان ہے کہ ماہ رمضان شریف میں ایک روز شاہ حسینؒ کی خدمت میں سب صاحبزادے اور سادات حاضر تھے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ جو کچھ میری قسمت میں تھا۔ وہ اب لطیف محمدؒ کی پیشانی میں نظر آتا ہے۔ یعنی ہماری زندگی تو ختم ہو گئی اب میاں لطیف محمدؒ کا زمانہ آگیا ہے گویا سجادگی منجھلے صاحبزادے کو دینا منظور تھی۔ اور اسی مہینے میں ۲۵ رمضان ۹۶۳ھ کو رات میں سحری کے وقت آپ واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

"سلطان بخاری" مادۂ تاریخ وفات ہے، حضرت میاں یوسف بن میاں منجھو بن میاں اکبر نے قطعہ تاریخ وفات کہا تھا جس سے تاریخ ولادت و عمر اور تاریخ وفات نکلتی ہے جو یہ ہے ؎

شہ حسین کہ ثانی حسین بود و دراں — نبود شائبہ دانند از کہان و مہاں
نبی بصورت و سیرت حسین عین حسین — کہ در وجود در آمد بروز رحلت آں
شہ زمین و زماں کان صدق و مظہر جود — چراغ چشم و جگر گوشۂ شہ بُرہاں
بزاد قدوۂ اقطاب روز عاشورا — ز ہجرت نبوی بست و ہفت نہصد داں ۹۲۷
دریں جہاں فنا سال سی و شش ماندہ — از انکہ ہیچ کسے نیست زندہ جاوداں
شب دوشنبہ پاس آخر قریب سحر — بہ بست و پنج ز ماہ مبارک رمضاں
بسال نہصد و ہشت و ثلث ہجریہ ۹۶۳ — شدش وصال ازیں عالم زمین و زماں

روایت:۔ وصال کے وقت فرمایا کہ ہماری بہشت کی سواری کے لیے ہمارا مرغوب و محبوب فلاں گھوڑا ذبح کر دو جب ذبح کرنے کے لیے ارادہ کیا، تو گھوڑا چالاکی سے بھاگ گیا، آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اُس کے کان میں میری طرف سے کہہ دو کہ کیا تو میری سواری کے لیے نہیں آئے گا۔ اُس نے سر جھکا لیا

---

[1] مناقب برہانی قلمی ص۱۴۳ [2] ایضاً۔

جانے نہ دیتے۔ آپ کو مقبولیت اور ہر دل عزیزی کی یہ دولت، حضرت محبوب اللہ سلطان شاہ عالمؒ سے پہنچی تھی، جوانی میں چلہ کشی کی، رات کو بلاناغہ حضرت قطب عالمؒ کے روضہ کا طواف کر کے مراقبہ فرماتے، چلہ کے آخری روز قطب عالمؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپ آرام فرما ہیں، اور حضرت شاہ عالمؒ آپ کے پہلو میں کھڑے ہوئے ہیں حضرت قطب عالمؒ نے فرمایا کہ اے لطیف محمدؐ میں نے تم کو شاہ عالمؒ کے سپرد کیا۔ اور اُن کو بھی اشارہ کیا۔ آپ نے شاہ عالمؒ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ حضرت شاہ عالمؒ نے فرمایا کہ باباجیو موجود ہیں، قطب عالمؒ نے فرمایا کہ میں نے لطیف محمد کو تمہارے سپرد کر دیا ہے۔ تم اُن کے ممد و معاون رہو۔ اُس روز سے آپ کی ہر دل عزیزی کو بے حد فروغ ہوا۔ جس کو آپ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ فیض اور برکت حضرت شاہ عالمؒ کا طفیل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز صبح کی نماز کے بعد شاہ لطیف محمد ورد و وظائف میں مشغول تھے۔ بعض اشخاص مثلاً میاں سکندر خاں، نور محمد اور بی بی زینب عارفہ عاشقہ آپ کی مرید، اور دو ایک شخص موجود تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے آج رات کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلعم کی بے حد کرم و شفقت مجھ پر مبذول ہے، اور یہ فرماتے ہیں "لطیف محمد میں تمہارے پاس تم کو قطبیت عطا کرنے آیا ہوں" میں نے سر قدموں پر رکھ دیا اور بکمال اشتیاق اور ذوق اپنی آنکھیں اور منہ آپ کے قدم مبارک سے مل رہا تھا نیز اور بھی خاص اولیاء اللہ معاصرین اور سید ابراہیم بھکری بھی نبی کریم صلعم کی قدم بوسی کر رہے تھے۔ سید ابراہیم بھکری نے کہا کہ میں آج کی رات گلی کوچوں میں گشت لگا رہا تھا دفعتاً دیکھا کہ ایک برقعہ پوش بڑی شان و شوکت سے چلے آ رہے ہیں مجھے اُن کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ میں نے عرض کی کہ اے مرد خدا چہرے سے برقعہ اُٹھایئے، تاکہ میں آپ کا جمال جہاں آرا دیکھ لوں، چہرے سے نقاب اُٹھایا تو وہ حضرت رسول کریم صلعم تھے، میں نے سر اور آنکھیں قدموں سے ملیں

اور اپنے گھر آنے کی استدعا کی تو فرمایا۔ ابراہیم فی الحال معاف کرو میں لطیف محمد کو قطبیت دینے جا رہا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔ اس لیے میں نے زیادہ تکلیف نہ دی صبر کرنا پڑا، اب میں تم کو مبارک باد دینے آیا ہوں مبارک باشد۔ فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے مجھے بھی یہی خوش خبری دی ہے عجیب کیفیت طاری رہی، اس وقت مؤلف کی عمر گیارہ سال کی تھی، اس واقعہ کو سرزد ہو کر کوئی پینتالیس یا سینتالیس سال منقضی ہوئے۔ جو کچھ مجھے یاد تھا زیب قلم کر دیا گیا۔ اس وقت میری (مؤلف) کی عمر سینسٹھ سال اور نوروز کی ہے اگر زندگی حضرت موصوف کی خدمت میں گزر جائے تو زہے قسمت۔

اولاد: سید محمد بخاری ابن سید برہان الدین قطب عالم گجراتی ابن سید ناصر الدین محمود بخاریؒ ابن حضرت مخدومؒ۔

مناقب برہانی میں ان کا نام سید محمد اصغر المشہور بہ شاہ شیخ محمد بخاری فرزند چہارمی حضرت قطب عالم گجراتی قدس سرہٗ مگر ان کی اولاد و احفاد کا ذکر نہیں سلطان مظفر گجراتی ۷۹۹/۸۱۴ھ کے زمانے میں ان کا لڑکپن تھا۔ تو ان کی تاریخ ولادت تقریباً ۸۰۹ھ معلوم ہوتی ہے۔ اُن کے والد ماجد نے ۸۵۷ھ میں بزمانہ سلطان قطب الدین احمد شاہ وفات پائی تھی اس لحاظ سے غالباً محمود شاہ اول گجراتی ۸۶۳/۹۱۷ کا زمانہ بھی دیکھا ہوگا۔

سید محمد شاہ عالمؒ، گجراتی ابن قطب العالم سید برہان الدین قدس سرہٗ ولادت ۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء۔ وفات ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء۔ مدفن رسول آباد گجرات۔ پانچ سلاطین کا زمانہ دیکھا مؤلف کنوز محمدی لکھتا ہے "تو کل دریں جزو مکان خاصۂ حضرت شاہ است و آنحضرت را میسر شدہ است از ابتدائے سلوک تا زمان شیخیت ہیچ پادشاہ بر تخت ملک گجرات از عہد احمدی تا زمان محمودی جلوس فرمودند و بعضا ازیشاں

ا۔ مناقب برہانی ص۱۳ مخطوطہ اعصفہ مکتوبہ ۱۱۵۳ھ کاتب سید محمد تقی بن بایزید بن سید محمد امین الدین سید عبد اللطیف بخاری شاہی۔ ۲۔ کنوز محمدی مؤلفہ شیخ فرید الدین تھا ای شاہ عالمؒ بحوالہ جمعات شاہی۔ رسالہ نوائے ادب جنوری ۱۹۵۱ء بمبئی۔

در مقام ارادت بودند، چنانکہ سلطان قطب الدین طاب ثراہٗ اشعار ہندی در مدح آنحضرت دارد۔"

سلطان قطب الدین احمد شاہ (۸۵۵ھ/۸۶۳) سے مُراد گجرات کا چوتھا سلطان ہے۔ آپ بڑے زبردست عارف اور محقق تھے، لاکھوں کو فیض پہنچا۔ جلالی احمد آبادی نے ایک رباعی آپ کی منقبت میں لکھی ہے جو لاجواب ہے ؎

سلطان بہ سریرِ تاج و خاتم نازد — درویش بہ وِردِ اسمِ اعظم نازد
حاجی بطواف کعبہ و زاہد بہ نماز — بندہ بہ سجودِ شاہِ عالم نازد

تصانیف شاہ عالمؒ :-

(۱) بازارِ مصطفیٰ و خریدارِ خدا بطور سوال و جواب۔ مخطوطہ ھدیٰ ناکیولر سوسائٹی احمد آباد[۱]
(۲) لتکون اعتماد المریدین (بحوالہ روضات شاہیہ۔ جلد ۱)
(۳) زینت المفاتیح۔ لطیفہ شاہی مؤلفہ مقبول عالمؒ ص ۲۹ ...۔ جس میں شاہ عالمؒ کا سلسلہ نسب وغیرہ بھی ہے۔
(۴) زینت المفاتیح۔ لطیفہ شاہی ص ۴۲ .... اس کتاب میں بخاری خاندان کے بعض شجرے منقول ہیں۔ تالیف ۸۵۱/۸۶۳ بمدت بارہ سال۔
(۵) مناجات العاشقین۔ لطائف شاہیہ کے لطیفہ ص ۵۹ میں نقل ہے۔

اس طرح شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ رسائل محفوظ ہیں، بقیہ دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے یا ممکن ہے، غفلت و جہالت کا شکار ہو چکے ہوں۔

سیدؒ زاہد بخاری ابن قطب عالمؒ گجراتی و برادر شاہ عالمؒ (وفات ۔ ۸۸۰ھ) مرید و خلیفہ برادرِ معظم و دیوان و پیشکار شاہ عالمؒ۔ محدث و فقیہ حنفی، عارف امام مسجد شاہ عالم، ولادت ۸۴۸ھ وفات بہ عمر ۴۴ سال مادہ عمر "جلوہ" وفات ۸۹۲ھ مادۂ وفات "قرۃ عین نبی" ہے۔ (۸۹۲ھ)

---

۱ نوائے ادب بمبئی ص ۵۵-۵۹ اپریل ۱۹۵۱ء۔ میں ان تصانیف کا ذکر ہے۔ نوائے ادب جنوری ۱۹۵۱ء ص ۴
۲ تذکرہ اولیائے دکن جلد ۲ ص ۸۶۶۔

سید جلال الدین الملقب بہ ماہِ عالمؒ ۔ ابن سید کمال الدین حسین ابن سید عبد الغفور ابن سید کبیر احمد بن سید شاہ محمد راجو ابن سراج الدین ابو البرکات سید محمد حسینی رضوی المخاطب بہ شاہِ عالم (۹۵۹/۹۸۰ھ)

لطائفِ شاہیہ میں اُن کے والد کا نام سید حسن ہے اور قصیدہ میں سید خان اور جمعات شاہیہ میں کمال الدین حسین ہے۔ مگر تذکرۃ الاعراس میں آپ کے اجداد کے ضمن میں دادا کا نام اور تاریخ عرس اس طرح لکھی ہے، سید ابی الحسین سید خاں بن عبد الغفورؒ ممکن ہے کہ نام سید حسن، لقب کمال الدین المشہور بہ سید خاں ہوں[۱]۔ اکبر اعظم نے ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں احمد آباد فتح کیا تو خان اعظم نائب شہر کی کوشش سے آپ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کو مولانا شیر محمد سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ یعنی (سید شیر محمد بن سید عرف شاہ بن سید محمد زاہد (برادر شاہ عالمؒ) اور شیخ وجیہہ الدین گجراتی[۲] سے بھی آپ کو تلمذ تھا۔

سید شاہ مقبول عالم المعروف بہ مولانا جلالی :- نام محمدؐ، لقب نظام الدین، کنیت ابو الفتح، المخاطب بہ سید مقبول عالم، جلالی تخلص (ابن سید جلال الدین ماہ عالمؒ)۔ والدہ کا نام آمنہ بنت سید نصر اللہ تھا۔ خاتمہ مراۃ احمدی میں حسب ذیل الفاظ آپ کی تصانیف کے متعلق درج ہیں :-

"تو الیف و تصانیف بسیار دارند" ولادت ۹۸۹ھ مادہ تاریخ ولادت "معنی دوست داماں آلِ رسولؐ"۔ وفات ۱۲ رجب ۱۰۴۵ھ۔ آپ خواجہ ابو الحسن جلتہ الملک کے معاصر تھے جو دو ہزار نذرانہ دیا کرتا تھا۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں :-

۱۔ احصاء الاسماء ۔ (شرح اسمائے الٰہی، فارسی) روضات شاہیہ[۳] میں اس کا حوالہ موجود ہے۔
۲۔ جامع المنی :- عربی (شرح اسمائے الٰہی عربی)۔ (ایضاً " " ")
۳۔ اذکار الاطہار : نادر الوجود ۔ روضات شاہیہ میں اقتباسات موجود ہیں۔ جن سے

---

۱ نوائے ادب ص ۵۹ عمل صالح کنبوہ ص ۳۵۶ جلد ۳، ماثر الآرا جلد ۳ ص ۴۴۷ ۔ ۲ تذکرہ اولیائے دکن جلد ۱ ص ۲۴۳۔ ۳ نوائے ادب ۱۹۵۱ء بحوالہ روضات شاہیہ جلد ۱۔

پتہ چلتا ہے کہ یہ تالیف آپ کے آباو اجداد کے حالات میں ہے۔

۴۔ ترجمہ قرآن: بزبان فارسی، بفرمایش شہنشاہ جہانگیر۔
تو زکِ جہانگیری[1] میں اس کا اس طرح ذکر ہے "بمشارالیہ فرمودم کہ مصحف بہ عبارت سلیس خالی از تکلف و تفضع ترجمہ نماید اصلا بہ شرح و بسط و شانِ نزولِ آیا مقید نشدہ بلغات ریختہ قرآن را لفظ بہ لفظ فارسی ترجمہ کند و یک حرف بر معنی تحت اللفظ نیفزاید، و بعد از تمام آں مصحف مصحوب فرزند خویش جلال الدین سید روانہ درگاہ بسازد" مؤلف ماثر الامرا[2] کا بیان ہے کہ آپ نے ترجمہ مکمل کر دیا تھا کہتا ہے، ترجمہ قرآنِ شریف بہ عبارت خوب ترتیب دادہ" اسی قسم کا ایک نسخہ ترجمہ قرآن، قطب الدین احمد آبادی سجادہ کے پاس محفوظ ہے[3]۔ اور مقبول عالمؒ سے منسوب ہے۔ مگر کوئی مستند شہادت موجود نہیں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ آپ ہی کی تالیف ہے[4]۔

۵۔ لطائف شاہیہ: مجموعہ اوراد و وظائف شاہ عالم بخاری مرتبہ حضرت مقبول عالمؒ۔ اس کے حسب ذیل تین مخطوطات موجود ہیں:۔
۱۔ نفیس مخطوطہ کتب خانہ غلام محی الدین احمد آباد (۱۱۴) اوراق۔
۲۔ دو مخطوطات۔ بخط نسخ خوشخط کتب خانہ قاضی نورالدین بھروچ۔ جن میں ایک اصل ہے مگر ناقص صرف ۱۳ اوراق ہیں۔ رسالہ معارف جولائی ۱۹۴۹ء میں ذکر ہے دوسرا نسخہ مکمل مکتوبہ بمہر ۱۲۴۸ھ جس کے کاتب قاضی سید محمد نورالدین ابن قاضی سید احمد حسین ہیں۔
تمہید لطائف شاہیہ:۔ "در دل افتاد کہ برخے از عبادات و سطرے از کارہ دعوات بہ ترتیب اوقات پردازد و آنرا سمطی کہ وظیفہ فقرائے ایں سلسلہ شریف است در ضمن چند لطیفہ فراہم آوردہ بہ لطائف شاہیہ مسمی سازد" اس میں ۶۳ لطائف بلحاظ تعداد عمر حضرت شاہ عالمؒ ۶۳ بحساب ۸۸۰ھ موجود ہیں۔

---

[1] توزک جہانگیری صـ ۲۴۳ [2] ماثر الامرا صـ ۴۴۸ جلد ۳ [3] نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۱ء بحوالہ جرنل آف گجرات ریسرچ سوسائٹی اکتوبر ۱۹۴۸ء مضمون محمد ابراہیم ڈار مرحوم صـ ۶۳ [4] رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۱ء صـ ۶۶۔

بعض ابواب لطائف شاہیہ:۔

۱۔ در تیقظ۔ ۲۔ در استعداد۔ ۳۔ در طہارت۔ ۴۔ در لباس۔ ۵۔ در سعی مسجد۔ ۱۱۔ در دعائے استغاثت۔ ۱۷۔ در کلمات ثلاثہ شاہیہ۔ ۲۳۔ در اسمائے حضرت مقدس سید عالم و در تودو نہ نام، سید المحبوبین شاہ عالم کان اللہ لہٗ۔ ۲۹۔ در رسالہ زینت المفاتیح۔ ۳۰۔ در مناقب شاہیہ۔ ۳۱۔ در توجہ بہ روضہ شاہیہ۔ ۳۲۔ در تذکرہ علمیہ۔ ۳۷۔ در مطالعہ کتب مفیدہ۔ ۴۰۔ در رسالہ مفاتیح خزاین اللہ۔ ۴۱۔ در خطابات شاہیہ۔ ۴۷۔ در مناجات شاہیہ۔ ۵۳۔ در روز جمعہ۔ ۵۸۔ در رجب۔ ۶۳۔ در اربعینات۔

۶۔ دیوان فارسی: مخطوطہ[1] کتب خانہ پیر محمد شاہ احمد آباد۔ [2] مخطوطہ دیوان قاضی ضیاء الحق احمد آباد گجرات۔

۷۔ جمعات شاہیہ[1]:۔ بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ کا کلام فارسی شگفتہ ہے بعض اشعار یہ ہیں ؎ منقبت شاہ عالمؒ ؎

شد جلالی مبتلائے درد عشق | المدد یا شاہ عالم المدد
شہ عالم محمدؐ خوے، یوسفؑ روئے، عیسیٰؑ دم
کہ عرش اعظم رزد درگاہ او برتر نمیدا نم

رباعی ؎

دریا بہ شمیم عنبر تر نازد | صحرا بہ نسیم مشک اذفر نازد
صوفی بہ صفا و شاعر بہ سخن | بندہ بولائے آل حیدرؓ نازد

سید جلال مقصود عالم ابن مقبول عالم گجراتی قدس سرہٗ۔ المتخلص بہ رضا۔ وفات ۱۰۵۹ھ "جانشین حیدر کرار بود" مادۂ وفات ہے۔ آپ عالم ظاہری و باطنی تھے تلمیذ و مرید اور خلیفہ والد ماجد۔ نیز امرائے شاہجہانی سے تھے ششش ہزاری منصب اور خدمت صدارت سپرد تھی۔ کئی مرتبہ شاہ جہاں آباد گئے بادشا

---

[1] جمعات شاہیہ کی ایک جلد کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں بھی ہے۔ [2] اولیائے دکن جلد ۱ صـ ۲۲۴ مطبوعہ۔ [3] نوائے ادب اپریل ۱۹۵۱ء صـ ۵۵۔

شاہجہاں آپ کی قدر کرتا تھا۔ وصال مبارک بمقام لاہور، مدفن رسول آباد قریب روضۂ جد امجد خود۔ (گجرات)

صاحبزادوں میں سید علی رضوی خاں اور سید موسیٰ بادشاہی منصب دار تھے۔ آپ کی ایک رباعی یہ ہے ؎

از کسب فقر مرا آں ست، اے دل — وز علم و عمل، غرض کمال است، اے دل
مطلوب ز عاشقی وصال است، اے دل — مقصود ز ہستیم جلال است، اے دل

سید جعفر بدر عالم المتخلص بہ صفا ولد مقصود عالم گجراتی قدس سرہٗ۔ ولادت ۱۰۲۳ھ "وارث شاہی" مادہ ولادت ہے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال تھا ۱۰۵۴ھ میں والد ماجد کے پاس آگرہ گئے، شاہجہاں کے پاس باریاب ہوئے پھر ۱۰۶۷ھ میں دوسری بار دارالسلطنت گئے، بادشاہ عالمگیر نے صدارت دینی چاہی انکار کر دیا اور اپنے بھائی سید علی المخاطب بہ رضوی خاں کو صدارت دلوا دی۔ وصال ۱۰۸۵ھ مدفن روضۂ اجداد۔ صاحب تصانیف تھے اور خط نسخ و نستعلیق کے ماہر تھے، دو روز میں قرآن لکھ ڈالا۔ تصانیف:-

۱۔ روضات شاہیہ ۲۴ جلدوں میں ہے۔
۲۔ دیوان فارسی۔
۳۔ مختلف رسایل و حواشی لکھے ہیں۔

۱۔ سید جعفر الملقب بہ مجید عالم ابن سید جلال حمید عالم (۱۰۸۱ھ/۱۱۰۹) ولد محبوب عالم گجراتی۔ مدفن رسول آباد۔ بڑے عارف کامل، اور سجادہ نشین والد ماجد تھے۔

۲۔ سید محمد محمود عالم بخاری ابن سید جعفر مجید عالم۔ قرآن اور کچھ ابتدائی فارسی عربی پڑھی۔ عیش و عشرت لہو و لعب میں مبتلا ہوئے نشانۂ ملامت بنائے گئے آخر توبہ کی اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ محبت الٰہی کا غلبہ تھا۔ بے حد مرتاض تھے اور مسند نشین والد ماجد۔ وفات ۲۶ شعبان ۱۱۴۹ھ لا ولد۔

---

[1] اولیائے دکن جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ۔ [2] اولیائے دکن صفحہ ۲۳۲ مؤلفہ عبدالجبار خاں ملکاپوری

مدفن رسول آباد۔ جانشین سید عبدالشکور بن سید موسیٰ برادر زادہ۔[1]

۳۔ سید محمد ابوالمجد، محبوب عالم بخاری گجراتی۔ ابن سید جعفر بدر عالم۔ ولادت ۲ ربیع الاول ۱۰۴۷ھ معاصر شاہجہاں۔ نو سال کی عمر تھی بادشاہ نے تولیت نامہ زر افشاں عطا کیا اور خوش طبعی سے سلطان نے کہا کہ کیا فرمان مُطلّا سے خوش ہو گئے ہو۔ فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ بادشاہ کی مبارک تحریر سے یہ سُن کر شاہجہاں پھڑک گیا اور خلعت دیا۔ عالم فاضل، عارف کامل، اور مرید و خلیفہ والد ماجد تھے۔ ۲۹ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ میں وفات پائی۔ مقبولیہ گنبد میں دفن ہیں۔ مادۂ وفات "محمد بود ثانی شاہ عالم" ۱۱۱۱ھ ہے۔

تصنیفات! ۱۔ تفسیر قرآن بروایت اہلِ بیتؑ۔
۲۔ تفسیر مختصر، بطرز جلالین۔
۳۔ زینۃ النکات شرح مشکوٰۃ وغیرہ

اولاد:- مجید عالم سجادہ نشین ہوئے۔ مگر بقول مؤلف اولیائے دکن مجید عالم کا تو انتقال ۱۱۰۹ھ میں گویا دو سال قبل ہو گیا تھا۔ ممکن ہے کہ تاریخ وفات مجید عالم غلط ہو۔ مجید عالم آپ کے پوتے تھے۔ "بار عام شاہی" ہر ماہ ۱۹ کو ہوتا تھا۔ آپ کے مشہور خلیفہ شیخ نورالدین مخدوم عالم بڑے علامہ تھے۔[2]

۴۔ سید جلال حمید عالم ابن محبوب عالم ۱۰۶۲ھ/۱۱۰۴ھ۔ علامہ دہر اور عارف کامل تھے آپ کی حسبِ ذیل تصانیف بیان کی جاتی ہیں:-

۱۔ مرأت الرویا۔ (تعبیر رویا) ۲۔ مفتاح الحاجات (اشغال و اذکار)

۵۔ سید محمد قاسم بن سید عبدالرحمٰن بڈھ حسینی (بڑے حسینی) بخاری:- ابن سید شاہ لطیف محمد بخاری۔

تصنیف:- سفینۃ السادات، حالات سادات بخاریان[3] جو (۳۲ ابواب) پر مشتمل ہے۔

---

[1] اولیائے دکن مؤلفہ عبدالجبار خاں ملکاپوری صفحہ ۸۶۹۔ [2] اولیائے دکن جلد ۲ صفحہ ۸۸۱
[3] رسالہ معارف جولائی تا دسمبر ۱۹۴۹ء مضمون ابوظفر ندوی۔ مخطوطات کتب خانہ یونیورسٹی گجرات ودیا سبھا احمد آباد

۶۔ سیّد ہاشم بخاری ابن سید کمال الدین گجراتی:۔ حالات تاریکی میں ہیں آپ کی تالیف صحائف السادات[1] (تین جلد) مشتمل برحالات سادات بخاری بھکری وشیرازی وغیرہ۔ (مخطوطات ورناکیولر سوسائٹی احمد آباد گجرات) سالقہ کتب خانہ بھولاناتھ احمد آباد)۔

۷۔ دربار شاہیہ یعنی حضرت شاہ عالمؒ کا دربار:۔

حضرت شاہ عالمؒ ابن قطب عالمؒ کی خانقاہ و آستانہ دربار شاہی سے کم نہ تھا۔ آپ نے اسلام کی عظیم الشان خدمت فرمائی ہے۔ شاہ عالمؒ رسول آباد میں سکونت پذیر تھے۔ ہر جمعہ کو دربار میں اکابرین عام وخاص کا (اجتماع) ہوتا تھا۔ آپ کے دائیں بائیں سلاح دار مرصع تلواریں لیے کھڑے رہتے تھے۔ ریشم وزربفت کے پردے لگائے جاتے اور فرش کیا جاتا۔ ملک بن محمد بن قطب الدین اور سید حسن بن بڈہ (بڑے) سلاحداری کے فرائض انجام دیا کرتے تھے[2]۔

سلاطین و امراء ہند و راجاؤں کے لڑکے شریک دربار رہا کرتے[3]۔

آستانہ پر گھوڑوں اور ہاتھیوں کا ہجوم رہتا تھا۔ کوئی اجنبی دیکھتا تو بول اٹھتا کہ یہ تو کسی بادشاہ کا دربار ہے۔ لوگ دور دور سے آئے، چنانچہ نیباتی، مرید مخدوم جہانیاں اور باشندگان اُدچہ خاصی تعداد میں شریک دربار رہا کرتے تھے[4]۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رائے مندلک راجہ، ایک مرتبہ سلطان گجرات کے ہمراہ آپ کے پاس آیا، آپ کی عظمت و شان اور تقدس سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

گجرات کے بعض نادر کتب خانے[5] | ۱۔ کتب خانہ مولی الاسلام عبداللہ (نومسلم) مرید حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ

حلوکہ آموختہ کر صاحب یہ کتب خانہ بھروچ لب دریائے ڈھاڈھر قصبہ آمود

۱۔ رسالہ معارف جولائی تا دسمبر ۱۹۴۹ء مضمون ابوظفر ندوی مخطوطات کتب خانہ ورناکیولر سوسائٹی احمد آباد۔ ۲۔ جمعات شاہی جمعہ ۸۔ ۳۔ جمعات شاہی جلد ۵ مجموعہ ۳۳۔ ۴۔ جمعہ ۱ جلد ۵۔ ۵۔ بحوالہ مضمون جلالی احمد آبادی رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۱ء۔ ۶۔ معارف جولائی تا دسمبر ۱۹۴۹ء مضمون ابوظفر ندوی

تھا جس میں تین ہزار مخطوطات فارسی تھے۔ ملاحظہ ہو:

بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ہوو کے والد نے اس کتب خانے کی قیمت بارہ[1] لاکھ روپے مشخص کی تھی۔

کتب خانہ سرفرپیزد (سرکیج) حضرت سید احمد کھٹو گجراتیؒ:۔

کتب خانہ حضرت شاہ عالم بخاری گجراتیؒ۔

تصانیف خلفائے قطب عالمؒ متعلق خانوادہ بخاریان گجرات | سید عثمان الملقب بہ شمع برہانی وفات (۸۶۳ھ) ابن علاؤ سادات عریضی۔ مزار عثمان پور دریائے سابرمتی: آپ کی تصنیف مدارج المعارج نایاب ہے اور اس کے اقتباسات جمعات شاہیہ، روضات شاہیہ مؤلفہ سید جعفر بدر عالم و صحائف سعادات مؤلفہ سید ہاشم بخاری و مناقب برہانی میں موجود ہیں۔

شیخ عبداللطیف خلیفہ حضرت قطب عالم بخاریؒ ابن شیخ جمال الدین پیشکار و مرید مخدوم جہانیاں اول وفات ۷۴۵ھ۔ دو کتابوں کے مصنف ہیں جن کے منجملہ ہیں:

۱۔ اللطائف البرہانیہ: (مخطوطہ کتب خانہ پیر محمد شاہ احمد آباد)

۲۔ زاد العاشقین: نایاب مگر اس کی دو شرحیں منیۃ العارفین مؤلفہ سید احمد شیرازی دوسری حلاوۃ العارفین مؤلفہ عبدالغنی الفتی (مخطوطات کتب خانہ پیر محمد شاہؒ احمد آباد)۔

شیخ فریدالدین بن دولت شاہ خلیفہ حضرت شاہ عالم بخاری۔ وفات ما بعد ۸۸۵ھ کنوز محمدی۔ فضائل شاہ عالمؒ نایاب اقتباسات جمعات شاہیہ جلد ۸ شعبہ مجلد حکایات مؤلفہ سید جعفر بدر عالم بخاری اور رسالہ اعمال و اشغال مؤلفہ سید بدر عالم مذکور

۱۔ مخطوطات قاضی صاحب بھروچ، رسالہ نوائے ادب، جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۵۹۔

مناقب برہانی:[1] مؤلف۔ سید عبدالرحمٰن ابن سید شاہ لطیف محمد (وفات تقریباً ۱۰۲۴ھ) ابن سید شاہ حسین (وفات ۹۶۳ھ) (تالیف ۱۰۴۶ھ) (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ مکتوبہ سید محمد تقی ابن بایزید بن سید محمد امین۔ بن سید عبداللطیف بخاری شاہی۔ ۱۴ محرم ۱۱۵۲ھ۔)

سید یحییٰ بھروچی: مجالس برہانی:۔ خلیفہ مخدوم جہانیاںؒ۔

باب (۷)

خاندان حضرت مخدومؒ متعلقہ بھوپال

مولانا سید حسن بخاریؒ[2] ابن سید اولاد علی المخاطب بہ اولاد علی خاں[3] انور جنگ جاگیردار گھن پورہ حیدرآباد دکن بن لطف اللہ القنوجی شاہ آبادی بخاریؒ:۔ چودہ واسطہ سے مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ سید راجو قنوجی تھے۔ سید حسن کا مولد و منشا شاہ آباد قنوج ہے۔ عالم فاضل شخص تھے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالباسط قنوجی اور معاصرین میں آپ کے ہم درس مولوی علیم الدین و نعیم الدین قنوجی اور قادر بخش بلہوری وغیرہ تھے۔

اُستاد کی وفات کے بعد لکھنؤ گئے، وہاں مولانا محمد نور متوفی ۱۲۳۸ھ سے صوری و معنوی فیض سے بہرہ یاب ہوئے۔ اس کے بعد یہاں سے دہلی جا کر مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا رفیع الدین ابنان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے

---

(۱) مناقب برہانی مخطوطہ آصفیہ صفحہ ۔ (۲) تقصار جنود الاحرار ۴۲۵ مطبوعہ مؤلفہ سید صدیق حسن خاں
(۳) اولاد علی خاں انور جنگ کا حیدرآباد میں بڑا اعزاز تھا گھن پورہ جاگیر تھی نواب شمس الامراء ان کے معاصر تھے مشہور مورخ مولوی غلام حسین خاں جوہر مؤلف ماہنامہ نے اپنی ایک تصنیف ماہ ساطع میں ایک طویل مکتوب انور جنگ کے نام جنگ مرہٹہ ہو کر کے متعلق صنعت مہملہ بے نقط میں فصیح و بلیغ لکھا ہے نیز دوسرا مختصر خط اس صنعت میں ان کے برادر ہدایت علی خاں دلیر جنگ کے نام کا موسومہ بھی ہے۔ ماہ ساطع قلمی (کتب خانہ سالار جنگ) صفحہ ۱۲۳ / ۱۲۶۔

فقہ، حدیث اور تفسیر میں مہارت پیدا کی۔ اور مولانا سید احمد بریلوی سے بیعت جہاد کی مولانا اسمٰعیل شہید مولانا عبدالحی مرحوم اور مولانا حیدر علی ٹونکی آپ کے خاص احباب تھے۔ بیعت کے بعد اپنے پیر مجاہد بریلوی کے ساتھ جہاد میں شریک رہے جب سید صاحب بریلوی۔ بالاکوٹ میں ۱۲۴۶ھ میں شہید کر دیئے گئے تو آپ قنوج آ گئے اور گوشہ نشین ہو گئے اور درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔

عمران مسجد قنوج اور عمارت مصلیٰ آپ ہی کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ سختی میں حضرت عمرؓ اور حیا میں حضرت عثمانؓ کا نمونہ اور بڑے مہمان نواز اور مسافر نواز تھے۔ عمر بھر امیروں کے گھر نہ گئے۔ عربی، فارسی میں تین تالیفات ہیں۔ علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔

ابوالطیب سید صدیق حسن بھوپالی ابن سید حسن قنوجی:۔ نواب صدیق حسن بمقام شاہ آباد قنوج ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت دلائی عالم شباب میں دہلی جا کر علوم متداولہ عربی و فارسی کی تکمیل کی تلاشِ معاش میں بہ عہد نواب سکندر بیگم بھوپال آ گئے۔ اور ملازم ہو گئے۔ فرماتے ہیں ؎

اُسی تقریب اُس گلی میں رہے
منتیں ہیں شکستہ پائی کی

پھر شاہجہاں بیگم کے زمانے میں ۱۲۸۵ھ میں حج و زیارت حرمین کے لیے گئے، وہاں سے وطن واپس ہوئے، آپ کے تقدس اور علم و فضیلت سے متاثر ہو کر بیگم صاحبہ بھوپال نے آپ سے عقد کر لیا۔

۱۲۷۰ھ سے ۱۲۹۸ھ تک گویا اٹھائیس سال تصنیف و تالیف میں بسر کئے ساڑھے تین سو کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے جن کی ضخامت بارہ سو جزو سے کم نہیں۔ اپنی ابتدائی عسیر الحالی کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال فقر و فاقہ میں گزارے ہیں۔ اُس کے بعد میں نے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی۔ میرے بڑے بھائی فن سپہ گری، شجاعت اور سخاوت اور شعر و شاعری میں ممتاز

ہے' میں نے علوم وفنون اور علمِ حدیث حاصل کیا' اس کے بعد تصوف کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ خیال ہوا کہ کتاب سنت اور اقوال آئمہ مجتہدین اور مشائخ کرام پر اعتقاد ضروری ہے۔ اس لیے اس قدر اولیاء اللہ گمراہ نہیں ہو سکتے حاشا کلا آخر کار میں ان کا قائل ہوا۔ اور نزاع لفظی محسوس کی' آپ کے الفاظ یہ ہیں "طریقہ جمع میان ہر دو دریافت نیستی خود و ہستی خدا با" غرض اکابرین و مشائخ اور محدثین کی باتیں میری خضر راہ ہوئیں۔ البتہ میں نے یہ ضروری سمجھا کہ ایسے باریک مسائل کو سوائے خواص کے عوام میں بیان نہیں کرنا چاہئے' معیت حق کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "کار حقیقت ایں قدر است کہ ملاحظہ معیت حق بجمیع اشیا از دست ندہد و یکدم ازیں خیال باز نماند' دست در کار و دل بیار" نیز فرمایا کہ

ع "حدیث عشق می باید چہ یونانی چہ سریانی"۔ الخ

علامہ نواب صدیق حسن خاں نے ۱۳۰۷ھ میں بہ عمر ساٹھ سال وفات پائی۔ غرض متاخرین میں آپ کی ایک اہم شخصیت تھی' اور قنوج کے بخاری خاندان کے ایک فرد فرید اور عالم متبحر تھے آپ نے (۳۵۱) کتابیں تصنیف کی ہیں:

تصانیف:-

آپ کی تصنیفات کی تعداد خود آپ نے (۳۵۱) بیان کی ہے۔ مشہور علمائے ہندوستان میں آپ کا شمار تھا' اور سلسلۂ تلمذ بالواسطہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی تک پہنچتا ہے۔

تین سو اکاون کے منجملہ مشہور عربی' فارسی' اردو تصانیف مطبوعہ درج ذیل ہیں!

۱۔ نیل مرام من تفسیر آیات الاحکام۔ تفسیر عربی۔ مطبوعہ چھاپہ مصر۔
۲۔ ابجد العلوم . . . . تراجم عربی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ بھوپال۔
۳۔ المقالۃ الفتحیۃ فی الوصیۃ والنصیحۃ: (مواعظ فارسی) مطبوعہ ۱۲۹۸ھ
۴۔ تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار۔ مطبوعہ بھوپال مطبع شاہجہانی ۱۲۹۸ھ
۵۔ الفرع النامی الاصل السامی مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۱ھ

۶۔ خیرۃ الخیرہ مواعظ اردو مطبوعہ ۱۳۰۲ھ
۷۔ رسالہ منجیات و مہلکات ″ ۱۳۰۵ھ
۸۔ اخلاص التوحید للحمید المجید ″ ″ تصوف اردو مطبوعہ ۱۳۰۵ھ
۹۔ کشف الغمہ فی عن افتراق الامہ (مذاہب عربی)۔ مطبوعہ ۱۳۰۷ھ
۱۰۔ تاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول مطبوعہ تراجم عربی چھاپہ مصر۔
۱۱۔ کتاب التعویذات (نیرنجات اردو) مطبوعہ ۱۳۳۳ھ
۱۲۔ قرۃ الاعیان و مسرۃ الاذہان فی مآثر نواب صدیق حسن خاں مطبوعہ ۱۲۹۸ھ
۱۳۔ بلوغ العلیٰ بمعرفت الحلی ″ سیر اردو مطبوعہ۔
۱۴۔ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ سیر ″ ۱۳۰۵ھ[۲]
۱۵۔ تذکرہ صبح گلشن شعرائے فارسی مطبوعہ۔

مولوی سید نور الحسن ابن صدیق حسن خاں بخاری۔ عالم فاضل اور ادب اردو کے دلدادہ تھے۔ شعراء فارسی کے کئی تذکرے لکھوائے

جن کا ماخذ آفتاب عالم مؤلفہ اختر بنگالی تھا۔ آپ کی بعض تصانیف[۳] درج ذیل ہیں

۱۔ مناقب خلفاء الراشدین ۔ سیر عربی مطبوعہ
۲۔ مجموعہ پنجاہ و ہشت رسائل: اردو مطبوعہ ۱۹۱۳ء
۳۔ مجموعہ چہل رسائل ۔ ″ ۱۳۱۵ھ
۴۔ تذکرہ شعرائے فارسی:- شمع انجمن فارسی مطبوعہ

تصانیف سید ذوالفقار احمد نقوی بخاری:-

۱۔ قضاء الارب[۴] من ذکر علماء النحو والادب مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ۔ باہتمام قادر علی خاں صوفی ۱۳۱۶ھ۔ مولفہ احمد بن علی معروف بہ ذوالفقار نقوی

---

[۱] یہ مولفات و مصنفات نواب صدیق حسن خاں پر علمائے عصر کا مجموعہ تقاریظ ہے۔ [۲] یہ کتب کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ بقیہ کے متعلق مزید تلاش کی ضرورت ہے اور اس مختصر میں اتنی گنجائش نہیں۔
[۳] یہ تصانیف کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ [۴] قضاء الارب عربی مطبوعہ (کتب خانہ آصفیہ) ص ۱۵۷

سارنگپوری ثم بھوپالی ثم شاہجہاں آبادی۔ لکھتے ہیں کہ میں نے ترجمان القرآن آٹھ جلدوں میں لکھی ہے جو ہماری نظر سے نہیں گزری۔ یہ آپ کا مختصر رسالہ علمائے نحو و ادب ہے ہر عالم کا نام معہ سنِ ولادت۔ وفات مبلغ علم اور اس کے اساتذہ اور تلامذہ کا حال درج ہے۔ (اس کا ماخذ نزہۃ الالبا فی طبقات الادبا مؤلفہ ابوالبرکات عبدالرحمن بن محمد انباری متوفی (۵۷۷ھ) ہے مطبوعہ مصر ۱۲۹۴ھ (۱۸۰ علما کے حالات ہیں) مؤلف نواب صدیق حسن خاں کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب (۲۷۰) صفحات اور تقطیع کلاں پر مشتمل ہے۔

نیز یہ لکھا ہے کہ نواب صدیق حسن پہلے میر منشی اور نائب رہے اس کے بعد جب نواب ہوے تو باجازت سرکار مجھے بھوپال بلوالیا اور میں اُن کے مسودے کا کاتب رہا۔

سیّد رضا ابن محمد کاظم بن سید شاہ فضل اللہ بخاری احمد نگری:-

از فرزندان سید محمد الملقب بہ شاہ عالم محبوب اللہ بخاری احمد آبادیؒ ان کا شجرہ بدست ہوا اور نہ حالات بدست ہو سکے۔

تصنیف:-

کشف النکات: (تصوف فارسی قلمی، سنٹرل لائبریری حیدرآباد) مرتبہ شاہ عبدالقادر خلیفۂ شاہ مرتضیٰ عرف شاہ میاں جی شریف الملتانی قادریؒ۔

وجہ تصنیف:- شاہ عبدالقادر مرتب نے بعض نکات اور سوالات متعلقہ تصوف حضرت شاہ رضا بخاری کی خدمت میں اپنے ایک معتقد یا مرید گنگال شاہ کے ذریعے بغرض حل نکات روانہ کئے تھے جس کا آپ نے مفصل جواب دیا تھا جو کتابی صورت میں کشف النکات کے نام سے مرتب ہوا ہے سنہ تالیف و کتابت موجود نہیں ہے۔

سیّد عبدالوہاب[1] بخاری المتخلص بہ افتخار احمد نگری ثم دولت آبادی اورنگ آبادی:

از اولاد مخدوم جہانیانؒ۔ افتخار سید مرتضیٰ خاں قلعہ دار دولت آباد کے داماد تھے

۱؎ تذکرہ شعرائے دکن جلد ۱ صفحہ ۲۰۶-۲۰۸ مطبوعہ۔

فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے، اُردو شعر بھی کہتے تھے۔ ایک تذکرہ شعرا الموسوم بہ تذکرۂ بے نظیر ۱۱۷۲ھ میں تالیف کیا تھا۔ آپ عالم فاضل صرف و نحو، طب میں ماہر تھے۔ مولانا غلام علی آزاد کے شاگرد اور نواب اشجع الدولہ غیور جنگ غیور[1] کے خاص مقرب تھے، انشا پردازی اور بذلہ سنجی میں مشہور تھے۔ وفات تقریباً ۱۱۹۰ھ۔ مدفن دولت آباد متصل روضہ حضرت برہان الدین غریب قدس سرہٗ۔

سیّد شاہ امان اللہ[2] عرف شاہ وزیر بخاری حیدرآبادی ابن سید شاہ فرید سادات بخاری از اولاد شاہ عالم بخاری گجراتی قدس سرہٗ۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ جمال شاہ صاحبہ بنت سید حسین ابن سید شاہ محمد کلاں ابن سید عبدالقادر عرف عبدالحلیم ابن سید عبدالرزاق ثانی المتوفی ۱۰۶۱ھ جو سلطان عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ/۱۰۸۳) کے زمانے میں بغداد سے آئے تھے۔ شاہ امان اللہ بخاری بڑے عارف کامل تھے۔ نظام الملک آصفجاہ متوفی ۱۱۶۱ھ کا زمانہ دیکھا۔ آپ کا شجرہ دستیاب نہ ہو سکا۔ یہ خاندان گجرات سے حیدرآباد وارد ہوا۔ آپ نے ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی مزار شریف متصل محلہ کاروان حیدرآباد میں ہے۔

علماء و صوفیا خاندان بخاری رائے چوٹی کرٹیہ علاقہ مدراس

سید شاہ جمال الدین[3] بخاری رائے چوٹی کرٹیہ المتوفی ۱۱۶۳ھ از اولاد حضرت مخدوم جہانیانؒ آپ کی کسی تصنیف کا ابھی پتہ نہیں چلا ہے البتہ آپ کے ہاتھ کی قلمی کتابیں کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد میں موجود ہیں۔ چنانچہ مولانا نظام الدین احمد صغیر نایطی از اولاد مولانا محمد حسین بیجاپوری المعروف بہ امام المدرسین مدرسہ محمود گاواں آپ کے معاصر اور رفیق تھے، ان دونوں حضرات نے ان کتابوں کی نقل اور تصحیح اور مقابلہ کیا ہے۔ جو درج ذیل ہیں:-

---

۱؎ محمد صفدر خاں، غیور جنگ، اورنگ آبادی (ابن حیدر یار خاں شیر جنگ خیرالدولہ خیرالملک (۱۱۳۵ھ/۱۲۰۵) جد اعلیٰ سالار جنگ اول) دیوان حیدرآباد۔ ۲؎ مشکوٰۃ النبوۃ قلمی آصفیہ ورق ۵۶۸ ب۔ ۳؎ تجلی انوار قلمی (کتب خانہ آصفیہ) و رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۳ء صفحہ ۳۵ مضمون احقر مؤلف ہذا۔

۱۔ الملل والنحل مصنفہ علامہ شہرستانی۔ عربی مکتوبہ ۱۱۱۳ھ بمقام بدویل (کڑپہ)

۲۔ عظیم الروایات المسانید والمخلوقات مصنفہ ابوحامد محمد غزالی قدس سرہٗ۔ عربی مکتوبہ ۱۱۳۳ھ۔

سید محمد حسینی المعروف بہ شاہ میر بادشاہ ابن سید شاہ جمال الدین قدس سرہٗ رائے چوٹی کڑپہ۔ مزار تلپول ضلع اننت پور، وفات ۱۱۸۶ھ۔

۱۔ اسرار التوحید بزبان دکنی نثر۔ تین[۱] جزو۔ حیدرآباد دکن میں طبع ہوچکا ہے۔ باہتمام حضرت کمال اللہ شاہ حیدرآبادی عرف مچھلی والے شاہ قدس سرہٗ۔

۲۔ انتباہ الطالبین (دکنی) نثر مطبوعہ ۱۳۱۸ھ حیدرآباد۔ ۶ جزو، معہ حواشی حکیم سید علی مرحوم ملیح آبادیؒ۔ سابق ناظم عدالت دار القضا حیدرآباد دکن۔

۳۔ رسالہ عینیت و غیریت (دکنی) بطور سوال و جواب مختصر رسالہ ہے۔

۴۔ ضیاء العیون۔ کتب خانہ ٹیپو سلطان (فہرست مرتبہ اسٹیوارٹ)

۵۔ نہ بطون چشتیہ اور (۶) عقاید صوفیہ بھی آپ کی طرف منسوب ہیں۔ (دکنی) دیوان دکنی، بھی تھا، مگر چند غزلیں دکنی اور فارسی موجود ہیں۔ میر تخلص تھا ایک دکنی غزل عالمانہ صوفیانہ مسئلہ تجدد امثال میں لاجواب ہے جس کا مطلع یہ ہے:

مطلع ؎ ذات کو ہر شئے کے نہیں ہے انقلاب
اور صفت کو انفکاک و انسلاب الخ

مقطع ؎ کر تلاوت رات دن اپنا وجود
باتدبر، میرؔ در ہر فصل و باب۔

فارسی غزل بطرز حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ ؎

نے نام دارم نے نشاں، ہذا جنون العاشقیں
نے جہت دارم نے مکاں، ہذا جنون العاشقیں
ہشیار و مستم چیستم، مجنون عشق کیستم
نے ہستم و نے نیستم، ہذا جنون العاشقیں

[۱] تصانیف سید محمد شاہ میر رائے چوٹی۔ نوائے ادب بمبئی ص ۳۸۔ اردوئے قدیم مؤلفہ سید شمس اللہ قادری مطبوعہ لکھنؤ

سید محمد حسینی عرف شاہ میر بادشاہ ثانی[۱]، نبیرۂ شاہ میر اولؒ ۱۲۰۰ھ / ۱۲۶۸ھ مزار کڑپہ (مدراس) المتخلص بہ بیرنگ۔ اردو، فارسی کے شاعر تھے۔

تصانیف: "حلیما" بطرز کریما (سعدی) مخطوطہ کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ۔

حلیما ز حکمت نگہ کن بما / کہ خالی ز علت نہ شد فعل ما

سید جمال الدین ابن بیرنگ[۲]: المتخلص بہ جمال۔ وفات ۱۲۶۴ھ۔ صرف چند دکنی غزلیں قلمی ہیں۔

؎ سیہ مستوں کو ان آنکھوں کے میخانے سے کیا نسبت
ہم عشرت کے گدا یوں کو پیمانے سے کیا نسبت الخ

سید قادر[۳] بادشاہ ابن جمال الدین ثانی ۱۲۶۴ / ۱۳۰۰ھ۔ المتخلص بہ عبد۔ بعض اوقات نعت کہتے تھے۔

سید عبد[۴] الحق عرف شاہ میر بادشاہ ثالث۔ ولادت ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۱ء۔ وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء۔ مزار کڑپہ۔ علاقہ کڑپہ۔ کدری۔ اور مدراس کے مشہور بزرگ تھے۔ ان کی اولاد کڑپہ میں موجود ہے۔

تصانیف:۔

۱۔ حقیقت محمدیہ: اردو (چار ابواب۔ ۱۔ تحفۂ وہابیہ۔ ۲۔ ہدیۂ صوفیہ۔ ۳۔ گلدستۂ نعتیہ۔ فتاویٰ علمیہ) مطبوعہ مطبع فردوسی بمدراس ۱۳۴۵ھ۔ (۲۰۰ صفحات)

۲۔ دیوان شاہ میر ثالث۔ ڈھائی ہزار بیت اردو کلام صوفیانہ و نعتیہ (مطبع فردوسی مدراس)

۳۔ فضائل توبہ:۔ اردو۔ ۵۲ صفحات رائل سائز

۴۔ گلدستۂ اشرف العالمین فضائل درود شریف اردو۔ (۱۴۰) صفحہ مطبوعہ ۱۳۴۳ھ

[۱] شاہ میری اولیاء مطبوعہ حیدرآباد دکن ص ۵۷ / ۶۲ مطبوعہ نامی پریس ۱۹۵۵ء۔
[۲] ایضاً " ص ۶۵ "
[۳] ایضاً " ص ۶۸ "
[۴] ایضاً " ص ۷۱ "

۵۔ منازل المصحف (فنِ تجوید)۔ اُردو۔ دو جز (مطبوعہ مطبع نامی مدراس ۱۳۱۹ھ)

۶۔ نصابِ نصیحت، اُردو۔ چالیس نصائح برائے فرزند خود۔ ۸۰ صفحات تقطیع خورد مطبوعہ مطبع فردوسی مدراس۔

سید نور اللہ بادشاہ بخاری کڑپوی فرزند دوئمی سید شاہ جمال الدین (وفات ۱۱۶۲ھ) معاصر سید شاہ عبد اللطیف غلام محی الدین ذوقیؔ ویلوری (۱۱۹۴ھ)۔ عالم ظاہری و باطنی برادر اوسط و مرید و خلیفہ سید محمد شاہ میر اوّل، ۱۲۱۴ھ میں وفات پائی۔ مزار کڑپہ شریف میں ہے۔

تصانیف:

۱۔ ارشاد نوریہ۔ (نثر دکنی)۔ ۲۔ ستہ نوریہ، چھ مختصر رسائل تصوف کا مجموعہ۔

۳۔ تجلیات انوار۔ فارسی و تصوف (۳۳۴ صفحات) مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ و کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ۔ ۴۔ عقاید نوریہ۔ اُردو منظوم ۸۸ صفحہ۔

۵۔ مجموع التکبیر عملیات نورانی۔ (فارسی) (۱۷۲ صفحات)

۶۔ دیوان شاہ نور اللہؒ مجموعہ کلام فارسی و اُردو مخطوطہ کتب خانہ انجمن ترقی اُردو ہند علی گڈھ۔

سید سلطان محی الدین المعروف بہ غوث نما شاہ المتخلص بہ سالکؔ۔ کڑپوی[2] ثم حیدر آبادی۔ نبیرہ سید شاہ نور اللہ کڑپوی۔ وفات تقریباً ۱۳۰۰ھ مزار کنہ گوشہ محل حیدر آباد۔ معاصر سر سالار جنگ اوّل وزیر حیدر آباد دکن (متوفی ۱۳۰۰ھ) مرید و خلیفہ شاہ میر بادشاہ المتخلص بہ بیرنگ و شاہ فخر الدین شطاری۔ مولوی اکبر الدین ایم۔ اے نے کلمۃ الحقایق مصنفہ برہان الدین بیجاپوری میں ان کو حاجی اسحٰق کا خلیفہ لکھا ہے جو درست نہیں معلوم ہوتا۔

---

[1] شجرہ میر اولیا مطبوعہ صفحہ ۱۰۰ ۔ [2] رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۷ و آثار اعتقاد قلمی کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ مولفہ امام محی الدین حاقی۔ آپ کی تصانیف قلمی و مطبوعہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد انجمن ترقی اُردو ہند علیگڈھ۔ جامعہ عثمانیہ۔ ادارۂ ادبیات اُردو حیدر آباد اور کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ میں محفوظ ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱-۳۲ نوائے ادب مضمون احقر اور بہت سی قلمی مصنف ہیں۔

تصانیف:

(۱) دیوان سالک (کلام اُردو۔ فارسی) چار پانچ جزو مطبوعہ حیدر آباد تصنیف ۱۲۸۵ھ طباعت ۱۲۸۶ھ حیدر آباد۔

(۲) مفتاح الحقائق فی کشف الدقایق۔ فارسی۔ موضوع۔ اصطلاحات صوفیہ، تالیف ۱۲۷۹ھ۔ طباعت ۱۲۹۳ھ مطبوعہ دار الطبع سرکاری۔ حیدر آباد دکن۔

(۳) عشق مصطفےٰ منظوم اُردو۔ ڈھائی جزو۔ مطبوعہ مطبع غوثیہ مدراس ۱۲۷۹ھ (۴) شرح تسمیہ۔ (نثر اُردو) ڈیڑھ جزو۔ (۵) طریق دعوت، ڈیڑھ جزو اُردو نثر (کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ) (۶) عقائد صوفیہ نثر اُردو۔ (۷) فوائد الصلوٰۃ نثر اُردو (۸) مراۃ المعرفت نثر اُردو (۹) مفتاح النجات نثر۔ اُردو۔ (۱۰) مصباح الانوار نظم، اُردو (۱۱) مفتاح الاسرار، نظم۔ اُردو (۱۲) خلاصۃ الصوفیا، عقاید (۱۳) اسرار عرفان، (۱۲۷۴ھ) (۱۴) اعتقاد الحق۔ (۱۵) وصل نامہ (۱۶) کشف السالکین (۱۲۷۳ھ) (۱۷) بستانِ طریقت منظوم اُردو ۱۲۷۲ھ (۱۸) بستان المعرفت اُردو منظوم۔ تالیف ۱۲۷۴ھ۔ دو جزو۔ ۱۹۔ وجدان الحق (تقریباً ۱۲۸۱ھ) (۲۰) بیاض سالک مجموعہ اوراد و اذکار و نسخہ جات قلمی۔ طبی (۲۱) علم نکتہ (۱۲۸۵ھ) قلمی ادارۂ ادبیات حیدر آباد (۲۲) سلسلہ خلافت اُردو نثر۔ قلمی مکتوبہ ۱۲۷۳ھ (۲۳) رموزِ اعظم (۱۲۸۵ھ) قلمی (انجمن ترقی اُردو علیگڈھ) (۲۴) نکات الواصلین۔ قلمی اُردو نثر۔ ڈھائی جزو (۲۵) مخزن الاشتغال انجمن ترقی اُردو علی گڑھ (۲۶) فیضان سلطانی (۱۲۸۵ھ) قلمی انجمن علی گڈھ۔ (۲۷) برہان المقصود (مخطوطہ جامعہ عثمانیہ) (۲۸) مثنوی نفحات الشہدا اُردو (۱۲۸۰ھ) قلمی، سالار جنگ: جامعہ عثمانیہ (۲۹) ارشاد الطالبین (۱۲۸۶ھ) قلمی علی گڑھ (۳۰) دلستان سالک مطبوعہ (۳۱) مجموعہ مستزاد سالک قلمی (۳۲) مکتوبات سالک قلمی۔

سید شاہ کمال الدین (بخاری) کڑپوی۔ المتوفی ۱۲۲۴ھ برادر حضرت شاہ میر اوّل (۱۱۸۶ھ) بڑے اہلِ کمال، علامۂ وقت اور فارسی و اُردو کے جید شاعر تھے۔ مرید و خلیفہ حضرت شاہ میرؒ۔ علوم ظاہری و باطنی میں بھی حضرت

شاہ میر سے تلمذ تھا۔ سلطان ٹیپو شہید (۱۲۱۳ھ) اور میر معین الدین خاں[1] سپہ سالار افواج ٹیپو کے پیر طریقت تھے۔

تصانیف:

۱۔ دیوان و کلیات مخزن العرفان اُردو (۴۷۶ صفحات۔ رائل سائز) مطبوعہ بنگلور ۱۳۳۱ھ۔ رسالہ اُردو ۱۹۳۹ء میں تفصیلی مضمون اختر ملاحظہ ہو۔

۲۔ دیوانِ فارسی۔ چھ جزو۔ فصیح و بلیغ کلام ہے (رسالہ برہان دہلی مارچ ۱۹۵۹ء میں نمونہ کلام[2] طبع ہوا ہے۔

۳۔ ترجمہ رسالہ اذکار (عربی) بزبان فارسی مولفہ سید محمد اکبر حسینی ابن خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ[3]۔

۴۔ اربعین دو مجموعے منظوم (فارسی) چہل حدیث کے فارسی ترجمے۔ ایک رسالہ مطبوعہ مطبع احمد قلندر بنگلور ۱۲۹۸ھ۔

۵۔ حسن السوال و حسن الجواب[4] (منظوم اُردو) فن تصوف تقریباً (۸ ہزار بیت) رسالہ اُردو کراچی جولائی ۱۹۵۶ء۔

۶۔ رحیا، بطرز کریما۔ فارسی۔ مطبوعہ مطبع احمد قلندر بنگلور ۱۲۹۹ھ (مخزونہ انڈیا آفس لندن)

۷۔ نصاب شاہ کمال (فارسی) مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن (روئداد معارف اسلامیہ لاہور)۔

۸۔ نصاب شاہ کمال (فارسی) دوسرا رسالہ بطرز دیگر کتب خانہ آصفیہ مطبوعہ میں ذکر ہے (مضمون پروفیسر محمود خاں شیرانی لاہور)

۹۔ ضیافت نامہ (منظوم) مختصر مثنوی۔ مطبوعہ مطبع فردوسی بنگلور۔

---

[1] سند معاش ۱۲۹۵ھ پرگنہ گنڈلور ص ۱۱۶ شاہ میری اولیا مطبوعہ [2] شاہ میری اولیا ص ۱۸۶ و اخبار جمہور بنگلور ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء - [3] رسالہ اذکار فارسی ترجمہ عربی۔ مخطوطہ شاہ میری کتب خانہ کڑپہ۔ مشہور یہ ہے کہ یہ رسالہ فارسی میں تصنیف ہوا تھا مگر مترجم نے عربی تصنیف بیان کیا ہے۔ [4] حسن السوال و حسن الجواب مخطوطہ کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ شریف۔

۱۰۔ کلام کمال و کمالِ کلام۔ قلمی۔ نظم و نثر۔ فارسی (تصوف) بارہ جزو فلسکیپ سائز (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ) معنون بہ میر معین الدین خاں سپہ سالار ٹیپو سلطانؒ۔

۱۱۔ کلمات کمالیہ (نثر فارسی)[1] تصوف (دس بارہ جزو) قلمی خاص نسخہ کتب خانہ آصفیہ غالباً۔ قلمی مصنف۔ البتہ بعض حاشیوں پر نام "کمال الدین" درج ہے۔

۱۲۔ کمال المعرفت۔ منثور و منظوم، فارسی۔ قلمی۔ مکتوبہ سید شاہ علی لامع فرزندِ مصنف ۱۲۳۵ھ۔ (۵ جزو تقطیع کلاں) (مخطوطات کتب خانہ شاہ میر کڑپہ)۔

۱۳۔ معدن محاسن فارسی منظوم، بطرز پندنامہ شیخ فریدالدین عطار۔ دو جزو مطبوعہ مطبع احمد قلندر بنگلور۔

۱۴۔ معراج نامہ[2] اُردو، منظوم۔ بفرمایش خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ رحمت آبادی۔ مدراس مطبوعہ مطبع احمد قلندر بنگلور ۱۳۰۸ھ باہتمام شاہ علی مراد افضل بخاری نبیر شاہ کمالؒ۔

۱۵۔ چکی نامہ شاہ کمال مطبوعہ مطبع احمد قلندر بنگلور (مشمولہ کلیات مخزن عرفان مطبوعہ)

۱۶۔ رباعیاتِ اُردو شاہ کمالؒ (۱۱۴ رباعیات) مع تمہید (قلمی آصفیہ حیدرآباد دکن) (مشمولہ کلیات مخزن العرفان مطبوعہ) مضمون اختر ہندوستانی ادب حیدر آباد میں) مع تمہید شائع ہوا ہے۔

سید جلال الدین المعروف بہ سید یوسف علی شاہ اکمل بخاری[3] ابن سید شاہ کمال الدینؒ صاحب مخزن العرفان۔

درس نظامیہ کی تکمیل مدراس میں کی۔ علوم باطنی میں اپنے والد ماجد شاہ کمال اور شاہ رفیع الدین قندھاری خلیفہ شاہ رحمت اللہ نایب رسول اللہ ویلوری نقشبندی مجددی سے کمال حاصل فرمایا۔ ۱۲۷۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ مزار صحن قصبہ محل ضلع چتور (مدراس)۔

---

[1] کلمات کمالیہ کے دو نسخے قلمی (کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ)

[3] شاہ میری اولیا مطبوعہ ص ۱۲۷۔

تصانیف :- ۱۔ ترجمہ اُردو چہل حدیث (اربعین) مؤلفہ والد ماجد شاہ کمال
مکتوبہ ۱۲۵۵ھ۔

۲۔ مقصود السالکین (دکنی نثر) ۹۹ صفحات تقطیع متوسط۔ مخطوطہ کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ و جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔ تصوف میں نہایت جامع رسالہ ہے۔

ابتداء :- کروں حمد خدا یہ دم ہے کہاں :: یہ لب و لہجہ اور فہم ہے کہاں۔

۳۔ مسایل زنان :- فارسی کا اُردو ترجمہ؛ قلمی مصنف چھ جزو۔ (کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ)

۴۔ ترجمہ رسالہ عربی۔ مختصر۔ مخطوطہ جامعہ عثمانیہ۔

۵۔ بعض دکھنی غزلیں اور ایک رباعی۔ ایک شعر یہ ہے :-

دل کے گلشن کا گل ہے یہ کلمہ ایسا گل کوئی نہ پھولبن میں ہے

سید علی مراد شاہ بخاری ابن سید جلال الدین اکمل[1] :-

۱۲۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱ رجمادی الاول ۱۳۱۰ھ میں بمقام مدراس وفات پائی، مدفن کڑپہ شریف۔ "وارث جنت معلی" مادۂ وفات ہے۔ والد ماجد اور مولانا غلام قادر مصنف صراط الاسلام۔ اور منشی غلام حسین میسوری مشہور ماہر علم نجوم استاد تھے۔ آپ کو بھی علم نجوم میں بڑا دخل تھا۔ شغل زیادہ تر درس و تدریس اور ارشاد حقایق و معارف تھا۔ قصبات محل۔ گنڈلور، مدن پلی مدراس۔ بنگلور۔ چنتامنی وغیرہ میں قیام پذیر رہے۔ علمائے بنگلور عزت کرتے تھے ایک بنگلوری عالم نے اپنے خط میں آپ کو اس طرح مخاطب کیا ہے :- "اے افضل و اکمل یگانہ :: یا دا کرم تو جاو دانہ" غرض بڑے متقی اور شرع کے پابند تھے۔ تصانیف یہ ہیں :-

۱۔ تربیت نامہ فارسی مختصر۔ ۲۔ حکایات فارسی قلمی نامکمل۔ اپنی طالب علمی والد ماجد اور اساتذہ کے واقعات پر مبنی ہے۔ ۳۔ خطبات افضل (چار جزو) سلیس اُردو۔ ۴۔ روح التجوید : مختصر علم تجوید میں ہے۔ مطبوعہ۔ ۵۔ مفید الاطفال۔ اسمائے الٰہی وغیرہ اور اوامر و نواہی۔ علم حقایق و ریاضی وغیرہ پر کوئی دو جزو کا رسالہ ہے۔

---

[1] شاہ میری اولیاء ص ۱۳۲۔

۶۔ حساب جمل (گنتی) دو جزو۔ قلمی۔ ۷۔ ہادی غیر مہدی (رد مہدویہ) مطبوعہ بنگلور ۱۲۹۲ھ (صفحات ۵۶) انتخاب اُردو غزلیات شاہ کمال الموسوم بہ مجموعہ گرانبہا کی اشاعت فرمائی۔

سید علی شاہ بخاری تخلص لامع[1] کڑپوی ابن شاہ کمال الدین صاحب مخزن العرفان۔ وفات ۱۲۲۷ھ بعالم شباب مدفن احاطہ مدرسہ لطیفیہ ویلور (مدراس)[2]

چہل حدیث منظوم اُردو (قلمی کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ)۔ (انجمن ترقی اردو ہند)

آغاز :- (کہوں میں پہلے حمد ذات خدا :: جس نے پیدا کیا یہ ارض و سما)

بعض دکنی اردو غزلیں وغیرہ بھی ہیں۔

سید فقیر محی الدین (ابن جلال الدین اکمل) المتخلص بہ مقبل نبیرۂ شاہ کمال کڑپوی :- (۱۲۶۱ھ - ۱۳۴۶ھ) بڑے عارف باللہ اور باکمال اُردو شاعر تلمیذ افضل (مراد علی شاہ) برادر خورد۔ مزار بنگلور۔ جہاں مستقل سکونت تھی۔

تصانیف :-

۱۔ دیوان مقبل اُردو[2] (۲۲۲ صفحات فلسکیپ سائز) قلمی۔ غیر مطبوعہ۔

۲۔ خطبات مقبل اُردو ترجمہ از عربی (خطب ابن نباتہ) ۸ جزو۔ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ حشمت الاسلام پریس، بنگلور (مضمون اختر نوائے ادب بمبئی جنوری و اپریل ۱۹۵۵ء ملاحظہ ہو)

۳۔ مسدس سراپائے رسول اکرم صلعم مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ ۱۹۱۴ء (۲۷ بند)

۴۔ گلدستۂ معارف (نثر اُردو) تالیف ۱۳۱۵ھ۔ تین جزو۔ قلمی۔ تصوف۔

سید شاہ محی الدین عبدالغفار حسینی بخاری مدراسی (المتخلص بہ مسکین) از اولاد شاہ عالم بخاری گجراتیؒ۔ مرتب من لگن مصنفہ شیخ محمود بحری معہ حواشی و فرہنگ، مطبوعہ مدراس۔ آپ عیسیٰ شاہ حیدرآبادی کے مرشد تھے۔ حیات المسکین مؤلفہ

---

[1] شاہ میری اولیاء (مطبوعہ) ص ۱۴۷۔ [2] کتب خانہ شاہ میریہ کڑپہ (مخطوطات و مطبوعات)
[3] ہندوستانی ادب مئی ۱۹۴۵ء ص ۲۹۔

عیسیٰ شاہ نظامی مرحوم مطبوعہ میں لکھا ہے کہ آپ مُرید و خلیفہ تھے الشیخ محی الدین عبداللطیف قطب ویلوری المتوفی ۱۲۸۹ھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

بخاری خاندان کرنول

سیّد خداوند حسینی مورث خاندان بخاری کرنول سیّد محمد المعروف بہ کیمیا نظر ابن سیّد رکن الدین ابوالفتح بخاری ۱ کے فرزند یا ہو بادشاہ معاصر سلطان سکندر عادل شاہ تھے آپ کی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا آپ کا مادۂ وفات ذکر کلمۂ لا الٰہ الا ھُوْ ہے۔ ڈاکٹر سیّد عبداللطیف سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ خداوند حسینیؒ کی اولاد میں ہیں۔
۱۰۹۰

سیّد شاہ حسین بن سیّد شاہ علی برادر شاہ یا ہو اپنے عہد کے مشہور صوفی تھے۔ آپ نے ۱۱۵۱ھ میں مسجد شاہ یا ہو تعمیر کروائی۔ آپ کا مزار اس کے قریب ہے۔ مسجد کے دروازے پر حسب ذیل کتبہ نصب ہے جس میں مسجد کی تعمیر اور آپ کی وفات دونوں سنہ برآمد ہوتے ہیں۔

حسین بن علی عارف و مقتدائے ‌ ‌ ‌ ‌ ایں مسجد بنا کرد بنام خدائے
بسال وفاتش بگفتہ سروش ‌ ‌ ‌ ‌ خدا دادہ او را بہ فردوس جائے

شاہ حسینؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ سفینۃ الاولیا مکتوبہ ۱۱۶۲ھ ادارۂ ادبیات اُردو میں محفوظ ہے۔ آپ کی اولاد میں سیّد اسداللہؒ اور ان کے فرزند سید شاہ لطیف حسینی تھے۔ انکے فرزند سید شاہ حسین ڈاکٹر لطیف کے والد ہیں جو بڑے بزرگ تھے۔ کرنول میں خاص و عام آپکے معتقد تھے۔ آپ زیادہ لوگوں کو مرید نہیں کرتے تھے۔ آپ کا طریقۂ بیعت قادریہ تھا اور آپ اپنے مریدوں کو محض مروجہ طریقے پر کچھ ذیر ذکر اذکار کرنے کی بجائے چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے یادِ خدا کرنے اور ہر وقت اس کا دھیان رکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ اپنے مواعظ اور صحبتوں میں توحید باری تعالیٰ کے مسائل اور اسلام کے محاسن اس انداز سے بیان فرمایا کرتے تھے جس سے اسلام کی خوبیاں واضح ہوں اور کسی دوسرے مذہب پر طعن و تعریض نہ ہو۔ آپ کی اس سنجیدہ روش کی وجہ سے آپ کے ہاں نہ صرف مسلمان بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی برابر عقیدت سے حاضر ہوتے تھے۔ آپ جب کبھی اپنے فرزند سے ملاقات کے لیے کرنول سے حیدرآباد آتے تو یہاں کے اکثر مشائخین کرام آپ سے ملنے تشریف لاتے اور ان سے تصوف و معرفت

۱۔ ایپی گرافیا انڈیکا۔ ضمیمہ کتبات عربی و فارسی غیر مطبوعہ مرتبہ دیسائی مطبوعہ ۱۹۶۲ء انگریزی۔
۲۔ سند قلمی کتب خانہ ڈاکٹر سید عبداللطیف حیدرآباد دکن۔

کے مسائل پر گفتگو ہوا کرتی خصوصاً حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی گھنٹوں آپ کے پاس تشریف رکھتے اور دونوں میں بہت بے تکلفانہ مسائل معرفت پر گفتگو ہوتی جو اہلِ ذوق سامعین کے لیے بڑی افادیت کا موجب ہوتی تھی۔ آپ نے حضورِ اکرمؐ کے فضائل ہمیشہ اس انداز سے بیان فرمائے ہیں کہ سامعین پر خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، بہت ہی اچھا اثر مترتب ہوا۔ مسلمانوں اور اپنے مُریدوں کو ہمیشہ شریعت کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں کرنول میں وفات پائی اور حضرت شاہ یا ہو بادشاہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے۔

ڈاکٹر سیّد عبداللطیف (حسینی) آپ کے فرزند انگریزی کے صاحب طرز ادیب اور مسلمہ انشا پرداز ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی تعلیم کرنول میں پائی۔ پھر کرسچین کالج مدراس سے ۱۹[illegible]ء میں اعزاز کے ساتھ بی اے پاس کیا۔ جب حیدرآباد میں ۱۹۱۸ء میں جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ اپنی اعلیٰ قابلیت کی بنا پر انگریزی کے پروفیسر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے جامعہ لندن کے کنگس کالج سے انگریزی زبان میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کا مقالہ "انگریزی ادب کا اثر اُردو ادب پر" اُردو ادب کی تاریخ کے سرمائے میں ایک بیش بہا تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے ۱۹۳۶ء تک جامعہ عثمانیہ میں تعلیم دی اور سیکڑوں طلبہ کو جو آج دُنیائے علم و ادب میں ممتاز مقام کے مالک ہیں، فیض پہنچایا۔ ۱۹۳۶ء سے وظیفہ پر سبک دوش ہوکر آپ وسیع پیمانے پر علم و ادب اور ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کے جو مشرق وسطیٰ کے ممالک کے علمی و ادبی و تمدنی کارناموں کی تحقیقات کا ادارہ ہے اور اکاڈیمی آف اسلامک اسٹڈیز کے جو علوم اسلامیہ کے تحقیقاتی کارناموں کی ترتیب و اشاعت کرتا ہے صدر ہیں۔ اس کے علاوہ حال ہی میں آپ کو حکومت نے آندھرا پردیش مسلم وقف بورڈ کی صدارت بھی تفویض کی ہے۔ آپ کے زیرِ نگرانی اسلامی اوقاف کے مسایل خوش اسلوبی سے طے پا رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ایک بلند پایہ مصنف ہیں۔ آپ کی تصانیف کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ مسلم کلچر ان انڈیا (انگریزی) مسلمانانِ ہند کی تہذیبی ترقیوں پر ایک تبصرہ جس کو مولانا مودودی نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔

۲۔ کن سیپٹ آف سوسائٹی ان اسلام (انگریزی) اسلام میں سماج کے تصور پر ایک ناقدانہ تصنیف ہے جس کی نسبت علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ یہ بڑی فکر انگیز کتاب ہے۔

۳۔ دی مائنڈ دٹ القرآن بلڈس (انگریزی) قرآنی نقطۂ نظر سے ذہنِ انسانی کے نشوونما پر ایک گرانقدر مقالہ جس کو مولانا آزاد نے بہت ہی پسند فرمایا تھا۔

۴۔ اساس تہذیب (اردو) تہذیب و تمدن کی اقدار پر اس میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

۵۔ بیسس آف اسلامک کلچر (انگریزی) تہذیب اسلامی پر ایک خیال انگیز کتاب ہے۔

۶۔ ترجمہ ترجمان القرآن (انگریزی) یہ مولانا آزاد مرحوم کے ترجمان القرآن کی دونوں جلد کا انگریزی میں ترجمہ ہے۔ جلد اول عنقریب ایشیا پبلشنگ ہوز کی طرف سے شائع ہونے والی ہے۔

۷۔ قرآنِ پاک کا انگریزی میں ترجمہ:۔ یہ ڈاکٹر صاحب کا وہ کارنامہ ہے جو مکمل ہونے کے بعد عالمگیر شہرت حاصل کرے گا۔ قرآنِ پاک کے مختلف تراجم کو سامنے رکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنے ادیبانہ انداز میں آیاتِ قرآنی کے صحیح مفہوم کو انگریزی کا جامہ پہنایا ہے۔

سید عبدالحی بخاری ابن سید مصطفےٰ بخاری ابن قاضی احمد بخاری متوفی ۱۳۲۳؁ھ حیدرآباد کے ایک عالم فاضل بخاری بزرگ تھے۔ جو مولوی انوار اللہ خاں المخاطب بہ نواب فضیلت جنگ حیدرآبادی۔ وزیر اُمورِ مذہبی کے معاصر تھے۔ ان کا زمانہ آج سے ربع صدی قبل کا ہے آپ کے خاندان کا شجرہ علحدہ ملاحظہ ہو۔ آپ کی ایک تصنیف، فن تجوید میں۔ ہدایت التزتیل لتلاوۃ التزتیل اُردو دو جلدوں میں ہے جو جلد۔ ۴۴ صفحات رائل سائز اور آٹھ الواب ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ (تالیف ۱۳۳۳؁ھ اور بہ ایمائے نواب فضیلت جنگ تالیف ہوئی۔ جلد اول مطبوعہ قانونی پریس حیدرآباد ۱۳۳۴؁ھ۔ جلد دوم مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد ۱۳۳۶؁ھ بسلسلہ اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔

آغاز: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ امابعد۔ سید عبدالحی بخاری بن مولوی مصطفےٰ بخاری بن مولوی سید خواجہ بخاری قاضی

کرنول شریف عرض کرتا ہے کہ اس کتاب ہدایت التزتیل کی تالیف بہ عہد سعادت مہد نواب میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع۔ روز جمعہ ۱۵ ذیحجہ ۱۳۳۲؁ھ میں کامل ہوئی

الواب:۔ باب اوّل۔ قرآن کے فضائل ۳۴۴ آیات قرآنی سے۔

باب دوم۔ ۲۷۵۔ احادیث سے۔

باب سوم۔ مسائل فقہ آیات قرآنی سے۔

باب چہارم۔ تفسیر لغات قرآن، دوہزار دوسو چھپن

باب پنجم۔ گیارہ سو اَسّی آیات کا ترجمہ جن کو ملا کر پڑھنے سے معنی فاسد ہوجاتے ہیں۔

باب ششم۔ رسم الخط قرآن۔

باب ہفتم۔ قرآنی ایسے اشارات جن سے معانی غیر موضوع اور غیر مفہوم ہوجاتے ہیں۔

باب ہشتم۔ نکات و مطالب نفیس و لطیف قرآن بطریق سوال و جواب۔

باب نہم۔ حکایات لطیفہ قرآن۔ باب دہم۔ فرقان حمید کے خصائص۔

خاتمہ۔ تقسیم نظم و ترتیب قرآن۔ ماخذ: مشارق الانوار۔ حصن حصین و کنوز الحقایق وغیرہ۔

حکیم سید فضل علی شفائی خاں معتمد الملک معاصر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع ابن سید لطف علی حکیم شفائی خاں دہلوی بن سید شمس الدین الٰہی سید عبدالوہاب ابن سید ابوالفتح عرف میاں فتو، ابن سید ابوالغیث ابن سید صدر الدین محمد غوث عم بزرگوار و مرشد حضرت مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ۔

راجہ چندولال کے ملازم و درباری حکیم مغفرت منزل ناصر الدولہ بہادر کے شاہی طبیب تھے نہ ہفت ہزاری منصب تھا اور ایک ہزار تنخواہ تھی، حکیم غلام حسین خاں مولف گلزار آصفیہ۔ (وفات۔ ۱۲۵۴ھ) کے استاد تھے حیدرآباد میں حکیم شفائی خاں کا باغ محلہ لنگم پلی میں مشہور ہے (ص ۱۳۱ گلزار آصفیہ مطبوعہ)

نوٹ : (خاندانی شجرہ باب الشجرات ملاحظہ ہو) ۔ (نظام الانساب قلمی) ۔

تصانیف :۔

۱ ۔ رسالہ استعمال چوب چینی ۔ طب یونانی فارسی قلمی ۔ (نمبر ۳۰۹) آصفیہ سنٹرل لائبریری حیدرآباد ۔
۲ ۔ رسالہ شفائیہ " " " ۲۳۶ " "
۳ ۔ مجربات و بیان حمیات شفائی خاں " " ۴۰۶ " "
۴ ۔ میزان المزاج " " " ۳۸ " "
۵ ۔ قوت لایموت " " " " " مخطوطہ "

دوسرا مخطوطہ ناقص ادارہ ادبیات حیدرآباد
مکتوبہ ۱۲۵۴ھ نمبر ۴۲ جلد ۲ فہرست
ادارہ ادبیات ۔

سیّد شاہ محی الدین المعروف بہ سیّد عبدالغفار حسینی مدراسی تخلص بہ مسکین ۱۲۵۱/۱۳۲۶ھ از اولاد سیّد راجو حسینی ابن سیّد محمد شاہ عالم گجراتی قدس سرہٗ ۔ مرید و خلیفہ سیّد شاہ محی الدین قطب ویلور قدس سرہٗ معاصر میر امتیاز علی وطن و شاہ کمال الدین المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب رحمہم اللہ حیدرآبادی ۔ مدفن میلاپور (مدراس) مدراس کے مشہور بزرگ تھے ۔ مولانا علیمی شاہ حیدرآبادی آپ کے ہی مرید تھے آپ کی تالیفات ہیں ، عیون المظاہر اور کنز مرغوب اور دیوان مسکین ، یادگار ہے ۔ نیز مثنوی من لگن شیخ محمود بحری معہ فرہنگ مرتب کی تھی جو ۱۳۵۳ھ میں مطبع محمدی مدراس میں طبع ہوئی ۔ (ملاحظہ ہو حیات المسکین مؤلفہ علیمی شاہ نظامی مرحوم مطبوعہ) ۔

سیّد منصور علی بخاری ابن زین العابدین بخاری شکارپوری[1] ثم حیدرآبادی ناظم سمتان

---

[1] شکارپور ضلع بلند شہر (اتر پردیش) بلند شہر تیرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جس کو سکندر لودھی نے (نو سر نو یند جوہی) صدی کے آخر میں آباد کیا تھا ۔ اور شکارگاہ کے لیے مختص کر دیا تھا جہاں اب بڑا مشہور تالاب گری یا انباتی کھیڑہ ہے ۔ اس کے شمال میں سرخ پتھر کی مشہور عمارت بارا کھمبا ہے ۔ اور یہاں ایک نا تمام مقبرہ سیّد فضل اللہ داماد فرخ سیر (۱۷۱۸ء) کا ہے ۔ ایک گرجا امریکن مشنری کا بھی ہے (امپیریل گزیٹیر جلد ۲۲ صفحہ ۴۲۸) ۔ شکارپور میں کئی خاندان بخاری آباد ہیں جن کی تفصیل علیحدہ دی گئی ہے ۔

امر چنتہ (جاگیر) ضلع محبوب نگر حیدرآباد دکن ۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپ سالار جنگ اوّل و ثانی کے معاصر تھے ۔ ۱۳۳۱ھ میں وفات پائی ۔ باوجود مشاغل سرکاری ۔ علم و فن اور ادب سے خاص دلچسپی تھی ۔ سید شہاب الدین عبداللہ قطب العالم ۔ ابن سید قطب بخاری نبیرۂ قطب ، اسمٰعیل بخاری ابن سید ناصر الدین محمود ابن مخدوم جہانیان کی اولاد میں تھے ۔ مذہب اثنا عشری تھا ۔ مگر صلح کل تھے ۔ ان کا خاندانی تعلق بخاری خاندان اورنگ آباد سے بھی تھا ، چنانچہ ان کی والدہ امیر النساء عالم علی خاں ابن تالوت خاں اورنگ آبادی راجپوت چوہان قایم خانی (فتحپور جھونجھنو) کی صاحبزادی تھیں ۔ ان کے ایک فرزند سید ابوالحسن بخاری ۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں ملازم تھے ۔

تصنیفات :۔ نظام الانساب[1] شجرہ جات انبیاء و صحابہ کرام ۔ سادات و شیوخ و سلاطین اسلام وغیرہ دو جلد ضخیم قلمی جو بہ حیثیت مجموعی ، انساب میں اچھی کتاب ہے ۔ غیر مطبوعہ خوشخط آصفیہ تالیف ۱۳۰۷/۱۳۲۷ھ چنانچہ لکھا ہے " آغاز تحریر و تدوین کتاب نظام الانساب ۴۴ سال از عمرم رسید بود اینکہ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء در تکمیل آں می کوشم " (مہر منصور علی)

۲ ۔ مجموعہ اشعار شعراء عرب ، مخطوطہ دواوین عربی آصفیہ (تالیف ۱۳۱۰ھ)

۳ ۔ مجموعہ کلام سید منصور علی بخاری المتخلص بہ خرد (فارسی و اردو) کتب خانہ آصفیہ میں محفوظ ہے ۔ رسالہ فارسی عجیب و غریب حالات امراض و علاج از حضرت علیؑ ۔

مولانا محمد علی بن شیخ عبدالواسع مصنف شجرہ سادات بخاری (منظوم) نے بیان کیا ہے کہ مشہور تو یہ ہے کہ اوچہ شریف میں سوا لاکھ پیروں کے مزارات

---

[1] نظام الانساب جلد اول و دوم نمبر ۴۰۵، ۴۰۶ (متفرقات سنٹرل لائبریری حیدرآباد)

موجود ہیں واللہ اعلم۔

ہم یہاں "ذکر کرام"[1] مؤلفہ حفیظ الدین و تحقیقات چشتی وغیرہ سے جو کچھ مواد ملا ہے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

اسمائے گرامی سجادہ نشینان اوچہ شریف (بخاری):۔

قدوۃ العارفین حضرت مخدوم سید جلال بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی اوچ بخاری میں وسیع خانقاہ ہے۔ حسب ذیل مزارات سجادگان اور مقابر سید شاہ جلال الدین اعظم سرخ بخاری و حضرت مخدوم جہانیاں اور بی بی جوندی متوفیہ (۸۰۵ھ / ۱۴۰۳ء) دختر سید جلال بخاری قابل ذکر ہیں جن کی تصاویر صـــ پر ملاحظہ ہو۔ قدیم بخاری خانقاہ (۹۰۰ھ / ۱۴۹۴ء) میں تعمیر ہوئی تھی جس کا ۱۲۳۳ھ میں بوجہ طغیانی دریائے چناب نصف حصہ منہدم ہوگیا۔

مقبرہ۔ بی بی جوندی بنت سید جلال بخاری ابن حمید از اولاد مخدوم جہانیاں۔

مقبرہ۔ سید بہاؤ الدین علیم (بہاول علیم) منہدم ہوگیا۔

۱۔ مقبرہ۔ سید جلال سرخ بخاری۔

مزارات:۔

۲۔ سید احمد کبیر ابن سید جلال اعظم بخاری قدس سرہٗ۔

۳۔ مقبرہ سید جلال مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔ متوفی (۷۸۵ھ)

۴۔ سید شاہ صدر الدین الملقب بہ راجو قتال کلاں۔ (متوفی ۸۲۷ھ)

۵۔ مخدوم ناصر الدین محمود اوّل، ابن مخدوم جہانیاں (متوفی ۸۴۷ھ)

۶۔ مخدوم حامد کبیر الملقب بہ ذی نوبہار صاحب دستار۔ ابن مخدوم ناصر الدین محمود۔

۷۔ مخدوم سید رکن الدین ابو الفتح۔ ابن مخدوم حامد کبیر اوّل۔

۸۔ مخدوم سید محمد کیمیا نظر ابن مخدوم سید رکن الدین ابو الفتح۔ ابن مخدوم حامد کبیر اوّل۔

۹۔ سید حامد کبیر ثانی المعروف بہ بڈھا۔

---

[1] ذکر کرام صـــ ۸۔

۱۰۔ سید مہر راجن سدا سہاگ (داغ) ابن سید حامد کبیر ثانی۔

۱۱۔ سید زین العابدین بخاری۔ ابن سید مہر راجن۔

۱۲۔ شیخ حسن جہانیاں المعروف بہ شیخ حسن آہن مرورٹ۔ ابن سید زین العابدین۔

۱۳۔ سید محمود ناصر الدین ثانی سجادہ نشین۔ ابن حسن جہانیاں۔

۱۴۔ مخدوم سید حامد کبیر نوبہار ثانی۔ بانی خانقاہ و مسجد۔ ابن سید محمود ناصر الدین ثانی۔

۱۵۔ مخدوم حسن جہانیاں ثانی۔ لاولد۔

۱۶۔ مخدوم شیخ راجن الملقب بہ محمود ناصر الدین ثالث۔ برادر حسن جہانیاں ثانی۔

۱۷۔ شیخ سید راجن کنگھی والا۔ (ابن ناصر الدین ثالث)۔ لاولد۔

۱۸۔ مخدوم سید لعل قلندر الملقب بہ حامد نوبہار ثانی (برادر شیخ راجن کنگھی والے لاولد)۔ ان کی صرف ایک صاحبزادی صاحب خاتو ابن مخدوم ناصر الدین رابع ابن غلام شاہ سے منسوب تھی۔ حسن جہانیان ثانی کے بھائی غلام علی کی اولاد سے تھے۔

۱۹۔ مخدوم ناصر الدین محمود رابع۔

۲۰۔ مخدوم سید نوبہار ثالث شہید ابن مخدوم ناصر الدین رابع۔

۲۱۔ مخدوم سید ناصر الدین محمود خامس۔

۲۲۔ سید نوبہار رابع لاولد (ابن سید ناصر الدین محمود خامس)

۲۳۔ سید محمد صالح الملقب بہ مخدوم سید ناصر الدین محمود سادس ابن غلام جنن ابن ناصر الدین خامس۔

۲۴۔ مخدوم سید حضور بخش الملقب بہ نوبہار خامس۔

۲۵۔ مخدوم حاجی ناصر الدین محمود ہفتم سجادہ نشین اوچہ۔ ابن سید حضور بخش ابن سجادگان کے مزارات کا ذکر تذکرہ ذکر کرام[1] میں موجود ہے جس کی تصدیق شجرہ[2] سید ریاض علی بخاری متوطن لائلپور سے ہوتی ہے۔

---

[1] ذکر کرام مؤلفہ حفیظ الرحمن بہاولپوری مطبوعہ ۱۳۵۶ھ [2] شجرۂ خاندانی سید ریاض علی مقام رسالہ ۱۹۶۶ء

آثار مبارک

مخزونہ اوچ بخاری :-

۱۔ دستار مبارک حضور نبی کریم صلعم۔

۲۔ رومال حضور نبی اکرم صلعم۔

۳۔ چادر پنجتن پاک رضی اللہ عنہم۔

۴۔ تلوار صمصام و قمقام حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ۔

۵۔ ردائے مبارک بی بی فاطمہ الزہراؓ۔

۶۔ چادر حضرت سلمان فارسیؓ۔

۷۔ غلاف کعبۃ اللہ۔

۸۔ غلاف مبارک روضۂ اقدس نبی کریم صلعم۔

۹۔ تسبیح و کلاہ و مقراض حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔

۱۰۔ قرآن مجید قلمی نوشتۂ حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاریؒ۔

۱۱۔ پیراگن بدستہ عقیق سفید حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہٗ۔

اس کے علاوہ کتب خانہ بھی ہے مخطوطات و مطبوعات بھی بیان کی جاتی ہیں مگر غیر منتظم حالت میں ہے۔ خدا کرے اس کی جلد تنظیم ہوجائے ورنہ بقول اقبال

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اوچ گیلانی کا اجمالی تذکرہ یہاں نامناسب نہ ہوگا اس لیے کہ خاندان اوچ گیلانی اور بخاریان اوچ کے باہم رشتۂ ازدواج قایم رہا ہے۔[1]

یہ بھی اوچ کا ایک محلہ ہے۔ جہاں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے احفاد شیخ عبدالقادر ثانی جیلانی کی خانقاہ ہے اور کتاب خانہ غیر منتظم حالت میں تھا۔ اس کی فہرست ڈاکٹر راجہ غلام خواجہ سرور علیگ نے بابائے محمد ابراہیم خاں برق، منتظم درگاہ قادریہ اوچ مرتب کی تھی۔ لکھا ہے کہ بوجہ[2]

---

۱ ذکر کرام ص ۹۴ ۔ ۲ رسالہ مصنف علی گڈھ مارچ ۱۹۴۵ء۔

عدم توجہی ایک لاری دیمک خوردہ کتب نذر دریائے گھاگرا کردی گئیں جس کا افسوس ہے، یہاں بعض نادر مطلا قرآن شریف بھی موجود ہیں۔

متفرق مزارات

حضرات خانوادۂ بخاری مخدوم جہانیانؒ بہ قصبات و بلاد مغربی پاکستان :-

۱۔ بہ مقام اوچ موغلہ: مزار شیخ جمالؒ درویش متوفی ۔ ۔ ۷ مراستاد حضرت مخدومؒ آپ کی "خانقاہ سادات جمالی" مشہور ہے۔ شیخ جمال کا سنہ وفات ۷۰۰ھ غلط ہے، اس لیے کہ خود مخدومؒ ۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ بلکہ سالہا سال تک بقید حیات تھے۔ اور حضرت مخدومؒ بموجب تاکید پیر شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ اپنے اُستاد کا بے حد احترام ملحوظ رکھتے تھے۔[1]

۲۔ مزار سید حسن شاہ بخاری (متوفی ۱۳۵۲ھ) ابن میاں محمد شاہ ابن جنید علی شاہ موقوعہ متصل کارخانہ خلیل خاں۔ مضافات بہاولپور۔[2]

۳۔ قصبۂ چاچڑان شریف: قبرستان میاں نور شاہ بخاری۔ مشہور ہے۔

۴۔ بمقام فتحپور کمال خاں: مزارات، فتح محمد شاہ و حبیب اللہ شاہ بخاری:- متصل خانقاہ حامد اللہ شاہؒ۔

۵۔ بمقام مئو مبارک :- سید ابوالفتح بخاری، خانقاہ اور مزار موجود ہے اور سید زماں شاہ بخاری موجودہ سجادہ ہیں۔

۶۔ بہ مقام بہاول پور:- مزار اور خانقاہ علامہ سید نور شاہ بخاری[3] واقع متصل بوہڑ دروازہ و شکارپوری دروازہ۔

حضرت شاہ صاحبؒ مسجد ملا محسن میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ تلوار ساتھ رہتی تھی۔ افسوس ہے کہ اب یہ مقام مرغبازوں اور بھنگڑوں کا مرکز اور بھنگ خانہ ہے۔

۷۔ جلال پور (پاکستان مغربی) ضلع ملتان سلطان احمد قتالؒ[4] بخاریؒ جلال پور والا مشہور ہیں۔ از اولاد سید جلال اعظم بخاری متوفی (۶۹۰ھ / ۱۲۹۱ء)۔ آپ کا شجرہ نسب یہ ہے[5]

---

۱ ذکر کرام ص ۵۵ مطبوعہ ۔ ۲ ایضاً ص ۶۵ مطبوعہ ۔ ۳ ایضاً ص ۶۳ ۔ ۴ ملتان گزیٹیر (انگریزی) مطبوعہ ص ۱۲۳، ۱۲۴ ۔

آپ ۹۴۹ھ ۴۳-۱۵۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۴۱ھ ۱۶۳۱ء میں وفات پائی۔ آپ بڑے سیاح تھے۔ قصبہ کھرور کے حضرت سید پیر علی سرورؒ سے ارادت حاصل تھی۔ علاقہ بار کے لکھویرے اور سالدیرے قوم کے راجپوت آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔

۸۔ احمد پور شرقیہ (علاقہ بہاولپور) :۔ مزار حضرت نور شاہ بخاری (ابن سید باغ ابن سید شاہ ابن سید محمد سیدن شاہ ابن سید علی ابن محمد شاہ ابن سید عبدالرحیم ابن سید صفی الدین ابن سید موج دریا بخاری ابن سید صفی الدین ابن سید نظام الدین ابن علیم الدین ثانی ابن سید جلال الدین ابن سید علم الدین ابن سید ناصر الدین محمود بخاری ابن مخدوم جہانیانؒ) نواب محمد بہاول خاں حضوری آپ کے بڑے معتقد تھے۔ غالباً نواب بہاول خاں سے مراد بہاول خاں ثالث (۱۲۶۹ء) یا بہاول خاں رابع (۱۲۸۲ء) ہوں گے جس کی صراحت تذکرہ کرام میں موجود نہیں۔ سید نور شاہ اپنے والدِ ماجد سید باغ شاہ سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد بمقام حاصل پور (علاقہ ریگستان بہاولپور) تشریف لے گئے، جہاں آپ کا حلقۂ مریدی بہت وسیع تھا۔ شاہ صاحبؒ کی اولاد میں اکثر اشخاص کو سرکار بہاولپور میں اعلیٰ خدمات، حاصل تھیں جن میں بعض مشیر ریاست اور مصاحب نواب بہاولپور رہے ہیں۔

۹۔ بمقام قصبۂ احمد پور لمہ (پاکستان) مزار بشارت شہید بخاری (سادات بخاری) واقع ہے۔ محبوب خاں مجاور کی اولاد میں سید شاہ عبدالقادر انسپکٹر پولیس خان پور اور محمد علی شاہ سب انسپکٹر ہ چکے ہیں۔ شجرہ دستیاب نہ ہو سکا۔

۱۰۔ شیخ عبداللہ جہانیاں خلیفہ مخدوم جہانیانؒ کا مزار مبارک قصبہ شیخ واہن مشہور ہے، ریاست بہاولپور سے مدد معاش مقرر ہے۔ بعض تبرکات معظمہ حضرت مخدومؒ جبۂ مبارک آنحضرت صلعم اور شمشیر حضرت سید جلال بخاری اعظمؒ

۱۔ ملتان گزیٹر صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ۔ ۲۔ ذکر کرام صفحہ ۷۷ مطبوعہ۔ ۳۔ ایضاً صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ
۴۔ ذکر کرام صفحہ ۷۷ مطبوعہ۔

اور تسبیح موجود ہے۔ عرس دھوم دھام سے ہوتا ہے۔

۱۱۔ سید غلام محی الدین بخاری (سادات بخاری) متوطن رکن پور لودھران علاقہ ملتان میں مرید کثرت سے تھے۔

فقرائے بخاری کے مشہور تکیے

تکیہ سائیں قطب شاہ اوچی از اولاد حضرت مخدوم جہانیاںؒ قدس سرہٗ سید قطب شاہ ابن سید عبداللہ شاہ بخاری اوچی، ان کا شجرہ بہ درست نہ ہو سکا۔

سید قطب شاہ ۱۲۳۲ھ میں بمقام اوچ پیدا ہوئے وہیں نشو و نما پائی۔ بلوچ مداری اُن کے والد ماجد کے خادم تھے۔ آپ بعد فراغ تعلیم عربی و فارسی بطلب الٰہی کے شوق میں، کوٹ مٹھن تشریف لائے اور مولوی خدا بخش چاچڑاں والے خلیفہ خواجہ نور محمد مہاروی سے بیعت ہوئے اور بموجب تلقین مرشد، ذکر اشغال میں مصروف رہے دُنیا سے نفرت تھی، سیر و سیاحت کے شوق میں اجمیر شریف گئے۔ خواجہ غریب نوازؒ کی زیارت کی وہاں سے انبالہ (پنجاب) آ گئے یہاں ایک کتاب مناقب مرتضوی میں تدوین کی اور حضرت علیؓ سے دستگیری چاہی تو خواب میں حضرت مشکل کشا علی مرتضیٰؓ نے اشارہ کیا کہ تم لاہور چلے جاؤ۔ غرض آپ کوٹ پیرو شاہ (ضلع گوجرانوالہ) گئے، وہاں اپنے مرشد مولانا نور احمد مہاروی کے پیر احمد یار پیرو شاہ سے بھی بیعت کی اور فیض حاصل کیا، وہاں سے لاہور تشریف لائے۔ اور پہلے خدا بخش کو توال کے مکان میں مقیم رہے۔ اس کے بعد درگاہ حضرت داتا گنج بخش ہجویری کے ایک حجرہ میں چھ سات سال گزارے۔ پھر متصل چوبارہ چھجو بھگت، نواب امام الدین خاں کے مکان میں اُٹھ آئے۔ آپ کی آخری قیام گاہ سر بنگی والا تکیہ محلہ حضرت گامے شاہ تھا جو اب "تکیہ قطب شاہ" کہلاتا ہے اور کمپنی باغ لاہور کے متصل ہے۔ آپ ایک متوکل درویش تھے۔ مگر امیرانہ ٹھاٹ سے زندگی بسر کرتے تھے مسائلِ تصوف کی تشریح و توضیح میں

۱۔ تحقیقات چشتی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۴۔

بڑا عبور تھا، تقریر دلپذیر اور پُراثر ہُوا کرتی تھی۔

۲۔ مکان بخاریاں والا لاہور:۔

یہاں حضرت میراں موج دریا بخاری کی اولاد و احفاد آباد ہے۔ یہ مکان تکیہ فضل شاہ کے شمالی جانب مابین مستی اور کشمیری دروازہ قریب باغ نواب علی رضا خاں واقع ہے۔ اس جگہ ایک کنواں اور مسجد بھی ہے جس کو حیدر بخش طوائف نے ۱۲۷۷ھ میں بنوایا تھا۔ کتبہ کا ایک شعر یہ ہے ؎

وجود دین را اربع عناصر
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

ایک سنگِ مرمر کی سِل کے شمالی حصے پر "سید مُراد علی بخاری" کندہ ہے جس کے مالک اصغر علی شاہ اور مُراد علی شاہ، وفادار علی شاہ اور شاہ علی برادران حقیقی تھے۔

۳۔ مکان ڈھعایہ بی بی وڈی[۲] زوجہ حضرت میراں موج دریا بخاری لاہوریؒ جو ایک ٹیلہ پر متصل کوٹھی فنانشیل کمشنر پنجاب۔ جنوبی حصہ میں واقع ہے۔ بی بی صاحبہ مغفورہ کا اصلی نام بی بی فاطمہ تھا۔ اور آپ سیّد عبدالقادر ثالث اوچ گیلانی رحمۃ اللہ کی صاحبزادی تھیں، جس سے واضح ہے کہ خاندان اوچ بخاری اور اوچ گیلانی میں باہمی رشتۂ ازدواج قائم تھا۔ جو زمانہ مابعد میں قائم نہیں رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میراں موج دریا بخاری آپ کی اہلیہ کی ایک کرامت سے کچھ ناراض ہو گئے تھے۔ ایک اونچے درخت کو آپ نے اپنی کرامت سے جھکا لیا تھا اور چادر خشک کرنے ڈال دی تھی۔ (واللہ اعلم)

بعض فقرائے جلالیہ بخاری لاہور[عہ] بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بزرگ سیّد جلال بخاری، الملقب بہ شیر شاہ اوچی۔ باہمراہ حضرت مخدوم جہانیاں عربستان گئے تھے۔ ایک عرب شہزادی سے شادی کرنی چاہی تو سادات ہونے کی آزمائش کی گئی کہ اگر تم واقعی سیّد ہو تو جلتے ہوئے تنور

[۱] تحقیقات چشتی، صفحہ ۳۰۱/۳۰۲ مطبوعہ لاہور۔ [۲] ایضاً صفحہ ۳۱۱/۳۱۲ مطبوعہ۔ [عہ] ایضاً صفحہ ۵۵۲

میں داخل ہو جاؤ۔ آپ بلا تکلف تنور میں چلے گئے، اور وہاں سے صحیح سالم برآمد ہوئے البتہ ذرا سا دھوئیں کا نشان آپ کے بازو پر نمایاں ہو گیا تھا خواب میں حضرت نبی کریم صلعم کا حکم ہوا تھا کہ اس دُھنیری فقیر کو جلالی بنا دو۔ اس طریقہ کے فقرا کا یہ نشان تا قیامت رہے گا اور یہ رسم جاری رہے گی۔ ان کے دوسرے برادرانِ عزیز کے نام نوری نہال، دُرِّ کمال، دُرِّ جمال بیان کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ سیّد جلال کا طریقہ سہروردیہ اور دُرِّ کمال کا چشتیہ، اور دُرِّ جمال کا قادریہ تھا، یعنی علیحدہ علیحدہ طریقوں کے پیرو تھے۔

اب سوال یہ ہے یہ سیّد جلال بخاری الملقب بہ شیر شاہ اوچی کون تھے۔ اور مخدوم جہانیاںؒ کی کس پشت میں تھے! اس کا پتہ نہیں چل سکا، البتہ سیّد ناصر الدین محمود ابن مخدوم جہانیاںؒ کے صاحبزادوں میں ایک فرزند کا نام سیّد جلال الدین تھا مگر اُن کے حالات بالکل تاریکی میں ہیں۔

ایک سیّد جلال الدین حیدر، میراں موج دریا بخاری کے بھائی تھے، مگر ان کے برادران میں کوئی نوری نہال وغیرہ کا نام موجود نہیں ہے۔ بہرحال یہ دھنیری طریقہ، نوری نہال کے بھائی سیّد جلال کے سلسلے میں بھی جاری ہے اور اس فرقہ جلالیہ کے پیر موجودہ زمانے میں سید مُراد علی شاہ اور اصغر علی شاہ بخاری برادر سیّد مشک علی شاہ ابن سید عبداللہ شاہ ابن صادق علی شاہ ہیں جو میراں موج دریا بخاری لاہوری کی اولاد سے ہیں۔ بازو پر مہر لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک پارچہ لپیٹ کر دائیں بازو پر رکھ دیتے ہیں، اور اُس کو مدور کر کے جلا دیتے ہیں۔ اور زخم پر ایک بیر کا پتہ رکھ کر باندھ دیتے ہیں اکیس روز کے بعد یہ زخم ایک مہر کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ پھر مرشد اپنے اس مرید کو ایک کشکول۔ کشتی۔ عقیق کا کنٹھا۔ اور ایک سینگ مارخور قلابہ کا بچ۔ اونی کمر بند۔ ایک اونی دستار، سیلا وغیرہ عطا کرتا ہے۔ اور سینگ (سنکھ) بجاتے وقت تین مرتبہ قطب قطب کا نعرہ لگاتے ہیں۔ یہ

رسم عام فقرائے جلالیہ اور دھنیریہ میں جاری ہے۔ ان کا تکیہ۔ الموسوم بہ تکیہ گنج علی شاہ واقع موچی دروازہ لاہور مشہور ہے۔ ان میں ایک عارفِ کامل دریام شاہ لاہوری، بہادر شاہ دہلی کے زمانہ میں تھے جو کابلی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ یہ چشتی الطریقہ اور سید بھاکری یعنی بھکر سندھ کے رہنے والے تھے۔

نہال نوری دھنیری (بخاری) کے خدام یعنی مریدین کا سلسلہ حسبِ ذیل ہے۔ نہال نوری کے خادم دودہ حقانی، ان کے چکان شاہ اُن کے سلطان شیر جہاں اُن کے فتح اللہ گیلانی اُن کے عالم شاہ اُن کے مستان شاہ۔

شجرہ خاندان جلالیہ[1] حسبِ بیان سادات بخاری، متعلقہ چہل تن

سید اصغر علی، خادم برادر خُرد سید مراد علی شاہ بخاری (از تیرگان میران موج دریا بخاری) لاہوری اور وہ شیر شاہ کے اور وہ غلام علی شاہ کے اور وہ موج علی شاہ کے اور وہ اسلام شاہ کے اور وہ شاہ تیر ننگ۔ مدفون وٹالہ ضلع (پٹیالہ) اور وہ شاہ خاکی درویش کے، اور وہ عشق علی کے، وہ عبدالرحیم پاک مذہب وراست دین کے، اور وہ شاہ بختاور کھرپال کے اور وہ سلطان عبدالرحیم کے، اور وہ حضرت داؤد حقانی کے، اور وہ نوری نہال کے، اور وہ شہاب الدین جرمنہ پوش کے، اور شہاب الکاف کے، وہ نور نانگھ کے، اور وہ لال نانگھ کے، وہ صابر علی درویش کے، اور وہ ابراہیم علی درویش کے، اور وہ ذکر علی کے، وہ فکر علی کے، وہ ظاہر علی کے، وہ باطن علی کے، وہ غار علی کے، وہ مظہر علی کے اور وہ مجاول علی کے، اور وہ کلک علی درویش کے، اور وہ حضرت محمود بابلیؒ کے، (سر حلقہ لنگوٹ بندان) کے اور وہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے فیض یافتہ تھے۔

نوٹ:۔ مگر اس سلسلہ کا راست تعلق حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے نہیں معلوم

[1] تحقیقات چشتی ص ۴۷۵ مطبوعہ۔

ہوتا، بلکہ آپ کی اولاد میں نوری نہال کے بھائی سید جلال بخاری اوچی سے ہے۔ عام جلالی فقرا کی روش قلندرانہ ہے، آوارہ گرد، چار ابرو کا صفایا کرتے ہیں۔ نماز روزہ کے زیادہ پابند نہیں۔ مؤلف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام[1] کا یہ بیان کچھ صحیح نہیں ہے کہ یہ فقرا سانپ اور بچھو بھی نوش کر جاتے ہیں۔ اور وسط ایشیا میں گھومتے رہتے ہیں۔[2]

خانقاہ غلام غوث بخاری۔ متوفی ۱۰۴۵ھ۔ معاصر شاہجہاں ۱۰۳۷/۱۰۶۸ واقع موضع علی پور لاہور۔ آپ کی خانقاہ اور مسجد عالی شان بہ عہد شاہجہاں تعمیر ہوئی ہے۔

متعلق ہندوستان مرج، (مرتضیٰ آباد) علاقہ مہاراشٹر بمبئی۔ خاندان بخاری شہر مرج

سید احمد بخاری ابن سید علاؤ الدین ابن سید ناصر الدین محمود بخاری اوچی قدس سرہٗ بروز جمعہ بتاریخ ۱۱ ذی قعدہ قریہ بستان مضافات اصفہان پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی شریفہ بنت سید یحییٰ نجفی تھیں، آپ بستان سے بخارا گئے۔ وہاں مدرسہ عبداللہ سلمی میں، تعلیم پائی، چوبیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اور سید شاہ کمال الدین بغدادی کے ہمراہ بغداد جاکر انہیں سے علوم باطنی کی تکمیل کی۔ اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ، چشتیہ، رفاعیہ، عیدروسیہ اور طبقاتیہ میں اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔ بستان میں اپنے عم بزرگوار سید عبدالحی بخاری کی لڑکی اُمّ زینب سے شادی کی، اور وہاں پانچ سال مقیم رہے، دو مرتبہ حرمین گئے، وہاں سے سلطان عبداللہ سلیم خاں شاہ روم اپنے ہمراہ روم لے گیا، پھر وہاں سے مع چالیس رفقا بندرگاہ سورت وارد ہوئے۔ شیخ سراج الدین جنیدی (وفات ۱۰۷۱ھ) قدس سرہٗ۔ جن کا روضہ شیخ گلبرگہ شریف میں مشہور ہے خلیفہ سید محمد میر جنیدی دہلویؒ سے۔ بمقام کرچی۔

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۱۰۰۳ جلد ۱ مطبوعہ لندن۔ [2] تحقیقات چشتی ص ۴۷۵۔
[3] تاریخ اولیا، مولفہ امام الدین مطبوعہ ص ۴۵۸ بحوالہ محیح الانساب۔

(علاقہ بمبئی) ملاقات ہوئی اور ان سے جنیدیہ سلسلہ کی خلافت بھی پائی۔ آپ نے مرج میں مستقل طور پر سکونت اختیار فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے سلطان فیروز بہمنی ۸۰۰ھ/۸۲۵ھ بھی آپ سے ملا تھا، اور چودہ مواضعات کی سند دی تھی، مگر آپ نے قبول نہ کی۔ اس لحاظ سے آپ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ متوفی ۸۲۵ھ کے معاصر تھے۔ مگر حضرت مخدوم جہانیان المتوفی ۷۸۵ھ کے پڑپوتے کا شیخ سراج الدین جنیدی متوفی ۷۸۱ھ کا خلیفہ ہونا۔ اور ایران میں تعلیم و تربیت پانا کچھ مشتبہ معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ ان کے خاندان کا تعلق اولاد خانقاہ سید جلال سرخ بخارا سے ہو۔ آپ نے ۵ ربیع الثانی ۸۲۰ھ میں وفات پائی، مرتضیٰ آباد مرج میں آپ کا مزار ہے۔[1]

الفرع النامی میں نواب صدیق حسن خان نے سید علاء الدین ابن سید ناصر الدین محمود کو شیخ الاسلام قنوج لکھا ہے۔ اور بموجب بیان مؤلف نظام الانساب قطب علاؤ الدین کے ایک صاحبزادے سراج الدین کرٹھ مانکپور میں سکونت پذیر تھے۔ اور شجرہ سید ریاض علی بخاری میں مولانا علاؤ الدین کے تین صاحبزادوں فخر الدین و ضیاء الدین اور تاج الدین کا ذکر ہے سید احمد بخاری کا نام درج نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ۔ اُن کی والدہ ماجدہ، قریہ سنان کی متوطن تھیں اس لیے ان کی پرورش ننھیال قریہ سنان یا سمنان میں ہوئی ہے۔ ان کا حال تحیح الانساب مؤلفہ محی الدین قادری بیجاپوری میں درج ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ سجادہ صاحب درگاہ مرج کے پاس شجرہ بھی ہے۔ جو ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

حصۂ دُوم

شجراتِ خانوادہ

حضرت سید جلال الدین بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہٗ

شاخِ اوّل: اولاد مخدوم سید ناصر الدین محمود نوشہ قدس سرہٗ فرزندِ اکبرؒ

شاخِ دوم: اولاد مخدوم سید عبداللہ، فرزندِ اوسطؒ

شاخِ سوم: اولاد مخدوم سید محمد الملقب بہ جلال الدین اکبر قدس سرہٗ فرزندِ خوردؒ۔

مخدوم سید عبداللہ اور سید محمد کی اولاد کی تفصیل علیحدہ درج ہے۔

ہم یہاں فرزندِ اوّل مخدوم سید ناصر الدین محمود قدس سرہٗ کے شجرے، سلسلہ وار درج ذیل کرتے ہیں:-

ذِکر اولادِ شاخِ اوّل:

مخدوم سید ناصر الدین محمود قدس سرہٗ آپ کے بقول بعض پچیس[25] لڑکے اور تین لڑکیاں، اور بقول بعض ۱۸ لڑکے تھے۔ ان میں بقول بعض سات یا پانچ صاحبزادے قطب کے نام سے مشہور تھے۔ جن میں سید حامد کبیرؒ الملقب بہ شمس الدین، دوسرے سید علم الدین، تیسرے قطب سید شہاب الدینؒ چوتھے قطب سید اسمٰعیل، پانچویں سید فضل الدین لاڈلےؒ۔ چھٹے قطب الاسلام سید شاہ برہان الدین قطب العالم گجراتی ساتویں قطب علاؤ الدین المعروف بہ بندگی شیخ الاسلام مدفن شہرِ قنوج متصل محلِ اکبر (از بطن سعادت خاتون دخترِ سادات دہلی) آٹھویں سید شرف الدینؒ۔ نویں سید نظام الدین تھے۔ آخر الذکر دونوں صاحبزادوں کی والدہ ماجدہ قوم بقال سے تعلق رکھتی تھیں۔ بادشاہ دہلی نے چند بیریاں کو شکِ خاص سے عطا کی تھیں جن کے

---

[1] الفرع النامی مؤلفہ صدیق حسن خان مطبوعہ۔ [2] شجرہ سید ریاض علی شاہ بخاری مکتوبہ بنام احقر۔

بطن سے بھی اولاد تھی جو سادات کوشکی کہلاتے ہیں[1]۔

آل حضرت سید ناصر الدین محمود: آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں، ایک تو بی بی تاج الملک اور دوسری سعادت بی بی۔ از بطن بی بی تنکنی دختر سلطان حسین حاکم اوچہ۔ اور دونوں یکے بعد دیگرے سید معز الدین ابن سید علاؤ الدین رسولدار سے منسوب تھیں۔ احتیاطاً پچیس[2] صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ مخدوم سید حامد کبیر۔ ۲۔ سید علم الدین۔ ۳۔ سید اسمٰعیل۔ ۴۔ سید فضل الدین لاڈلے (مدفن اوچہ) ۵۔ سید برہان الدین (گجراتی)۔ ۶۔ سید علاؤ الدین۔ ۷۔ سید شرف الدین۔ ۸۔ سید سراج الدین (لاولد)۔ ۹۔ سید عبد اللہ (لاولد)۔ ۱۰۔ سید عبد الوہاب (لاولد)۔ ۱۱۔ سید شمس الدین (لاولد)۔ ۱۲۔ سید قطب الدین (لاولد) ۱۳۔ سید کمال الدین۔ ۱۴۔ سید جلال الدین۔ ۱۵۔ سید بہاؤ الدین (لاولد)۔ ۱۶۔ سید صلاح الدین (لاولد)۔ ۱۷۔ سید رکن الدین (لاولد)۔ ۱۸۔ سید صفی الدین (لاولد)۔ ۱۹۔ سید صفی الدین (لاولد)۔ ۲۰۔ سید نظام الدین (لاولد)۔ ۲۱۔ سید محمد اسحٰق (لاولد)۔ ۲۲۔ سید ابو اسحٰق طیفور۔ ۲۳۔ سید ابو الخیر نصیر الدین (لاولد)۔ ۲۴۔ سید منجن جہانیان (لاولد)۔ ۲۵۔ سید قطب الدین (لاولد) اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ ایک تو مریم خاتون۔ دوسری آمنہ خاتون۔ اِن میں سید صفی الدین اور سید قطب الدین کا نام غالباً مکرر آگیا ہے۔ اور لڑکیوں کے نام برخلاف مؤلف الفرع النامی بالکل مختلف ہیں، جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

شاخ اول ثمر اول

ذکر اولاد[2]:

سید شمس الدین حامد کبیر ابن سید ناصر الدین محمود ابن سید جلال مخدوم جہانیاں کے دو فرزند تھے۔ ایک سید رکن الدین ابو الفتح۔ دوسرے۔ سید بہاؤ الدین (لاولد)

[1] الفرع النامی لاصل السامی ص۴۳۔ [2] شجرہ مملوکہ سید ریاض علی بخاری لائل پوری۔

ذکر اولاد[3]:

سید رکن الدین ابو الفتح کے بقول مؤلف الفرع النامی چار فرزند حسب ذیل تھے۔
(۱) سید محمد کیمیا نظر (۲) سید جلال ثالث (۳) سید محمود[1] (۴) سید ابو القاسم بلحاظ شجرہ دیگر۔ پانچویں فرزند سلطان[1] علی اکبر بھی تھے۔

ذکر اولاد[4]:

سید محمد کیمیا نظر کے دو فرزند۔ ایک تو سید حامد، دوسرے سید ابوبکر۔

ذکر اولاد[5]:

سید حامد ابن سید محمد کیمیا نظر: سید حامد[3] کے ایک فرزند سید راجو اُن کے سید زین العابدین اُن کے سید حسین مخدوم اُن کے سید جعفر اُن کے سید حامد لو بہا اُن کے شیخ فتح محمد سجادہ نشین اوچہ روضہ سید جلال مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔

بروایت دیگر:۔ سید حامد کے دو[4] صاحبزادے (۱) مہر راجن سید بھاگ (غالباً سید راجو) دوسرے سید اسمٰعیل[5] بلاولد۔ ایک اور شجرہ میں سید حامد کے سات فرزند۔ سید جلال[1]۔ سید راجو[2]۔ سید فرید[3]۔ سید اسمٰعیل[4]۔ سید عبد اللہ[5]۔ سید محمود[6]۔ سید بہاؤ الدین[7]۔ مگر سید اسمٰعیل[4] لاولد نہ تھے۔ بلکہ ان کے تین فرزند تھے۔ ۱۔ شہاب الدین۔ ۲۔ سید سہاگ۔ ۳۔ سید فتح خاں۔

ذکر اولاد[6]:۔

سید مہر راجن ابن سید حامد کے پانچ فرزند:۔

۱۔ زین العابدین۔ ۲۔ سید موسیٰ غوث۔ ۳۔ سید آدم۔ ۴۔ میر حسن۔ ۵۔ غلام علی اور ایک دوسرے شجرہ میں[6] صرف ۱، ۴، ۵ کے نام درج ہیں۔ (نظام الانساب)

ذکر اولاد[7]:۔

سید زین العابدین ابن مہر راجن کے ایک فرزند حسن جہانیان، ان کے سید محمود ناصر الدین

[1] شجرہ مملوکہ ریاض علی بخاری لائل پوری۔ [2] مؤلف نظام الانساب نے حضرت رکن الدین ابو الفتح کے ایک فرزند کا نام ابو القاسم محمود لکھا ہے اور مؤلف الفرع النامی نے سید محمود اور سید ابو القاسم کو علیحدہ علیحدہ شخصیت قرار دی ہے جو زیادہ معتبر ہے۔ [3] نظام الانساب قلمی ص۔ [4] یہ شجرہ سید ریاض علی بخاری کو موجودہ احقر۔ [5] نظام الانساب قلمی ص۶

سجادہ نشین۔

ذکر اولاد ۸:-

سیّد محمود ناصر الدین ابن حسن جہانیاںؒ اُن کے پانچ فرزند۔
۱۔ مخدوم نوبہار اوّل۔ ۲۔ سیّد محمد شریف۔ ۳۔ سیّد مُرادشاہ۔ ۴۔ سیّد فتح شاہ۔ ۵۔ سیّد حسن، اور سیّد محمد شریف فرزند دومی ابن محمود ناصر الدین کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد صادق شاہ۔ ۲۔ سیّد قطب شاہ۔ نظام الانساب میں مخدوم سیّد حسن (حسن جہانیاں اوّل) کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد جعفر۔ ۲۔ سیّد شادن ۳۔ سیّد حامد درج ہیں۔ اور صرف سیّد جعفر کے ایک فرزند سیّد حامد نوبہار اُن کے مخدوم فتح محمد سجادہ درج ہے۔ غالباً سیّد جعفر شاہ کا لقب ناصر الدین محمود ہوگا۔

ذکر اولاد ۹:-

مُرادشاہ ابن محمود ناصر الدین ابن حسن جہانیاںؒ کے تین فرزند۔
۱۔ سیّد ہاشم شاہ۔ ۲۔ سیّد احمد شاہ۔ ۳۔ سیّد زین العابدین۔

ذکر اولاد ۱۰:-

فتح شاہ ابن محمود ناصر الدین کے فرزند بدے شاہ اُن کے محمود شاہ اُن کے قبول شاہ۔

ذکر اولاد ۱۱:-

سیّد حسن ابن محمود ناصر الدین (سلسلہ ۸) ابن حسن جہانیاںؒ ان کے ایک فرزند محمد شریف۔

ذکر اولاد ۱۲:-

محمد شریف ابن سیّد حسن جہانیاں ابن محمود ناصر الدین ابن حسن جہانیاں، کے تین فرزند:- ۱۔ سیّد حسن۔ ۲۔ سیّد شیر شاہ (لاولد)۔ ۳۔ سیّد قاسم شاہ (لاولد)

ذکر اولاد ۱۳:-

سیّد حسن ابن سیّد محمد شریف کے ایک فرزند سید محب علی اُن کے محمد راجو اُن کے

ے شجرہ سید ریاض علی بخاری لائل پوری۔

کیمیا نظر، اُن کے محمد راجو ثانی، اُن کے سید محمود۔

ذکر اولاد ۱۴:-

سیّد محمود ابن سیّد راجو ثانی کے دو فرزند: ۱۔ سیّد راجن (لاولد)۔ ۲۔ سیّد حسین۔

ذکر اولاد ۱۵:-

سیّد حسین ابن سیّد راجو ثانی کے ۵ فرزند:-
۱۔ سیّد جندوڈہ۔ ۲۔ سیّد فیض محمد۔ ۳۔ سیّد عبداللہ۔ ۴۔ سیّد ریاض حسین۔ ۵۔ سید فیاض حسین۔

ذکر اولاد ۱۶

مخدوم سیّد حامد نوبہار اوّل۔ ابن سید محمود ناصر الدین ثانیؒ ابن حسن جہانیاں اوّل ابن زین العابدین (سلسلہ ۷) ابن مہر راجن کے تین صاحبزادے:
۱۔ حسن جہانیاں ثانی سجادہ نشین لاولد۔ ۲۔ شیخ راجو الملقب بہ ناصر الدین ثالث سجادہ۔ ۳۔ سید غلام علی سبز امامؒ۔

ذکر اولاد ۱۷:

شیخ راجو الملقب ناصر الدین ثالث سجادہ کے دو صاحبزادے:
۱۔ سید راجن کنگبان والا سجادہ (لاولد)۔ ۲۔ سیّد لعل قلندر الملقب بہ نوبہار ثانی سجادہ نشین کے صرف دو صاحبزادیاں تھیں اولادِ نرینہ نہ تھی۔ ایک صاحبزادی بی بی صاحب خاتون منسوب بہ مخدوم ناصر الدین رابع ابن غلام شاہؒ۔ دوسری صاحبزادی منسوب بہ حضرت کیمیا نظر (ثانی) اس لیے سجادگی شیخ راجو ثالث کے بھائی غلام علی سبز امام کی اولاد میں منتقل ہوگئی۔

ذکر اولاد ۱۸:-

غلام علی سبز امام ابن مخدوم حامد نوبہار سیّد محمود ناصر الدین، ابن حسن جہانیاںؒ کے ایک صاحبزادے امیر شاہ اُن کے غلام شاہ اُن کے مخدوم ناصر الدین رابعؒ۔

ے اولاد زین العابدین سلسلہ ۷ دیکھو۔

ذکر اولاد ۱۹ :

مخدوم ناصرالدین رابع کے چار فرزند۔ ۱۔ نوبہار ثالث شہید سجادہ نشین۔ ۲۔ سید قلندر بخش۔ ۳۔ سید محمد عظیم۔ ۴۔ سید محمد۔

ذکر اولاد ۲۰ :-

سید نوبہار ثالث شہید کے دو فرزند ۱۔ ناصرالدین خامس سجادہ نشین۔ ۲۔ سید غلام شاہ[1]

ذکر اولاد ۲۱ :

سید ناصرالدین خامس سجادہ نشین کے چار صاحبزادے:-

۱۔ سید محمود شاہ الملقب بہ مخدوم نوبہار رابع (لاولد)۔ ۲۔ سید غلام راجن۔ ۳۔ سید کریم حیدر۔ ۴۔ سید فتح شاہؒ۔

ذکر اولاد ۲۲ : سید غلام راجن ابن سید ناصرالدین خامس سجادہ کے ایک فرزند سید محمد صالح الملقب بہ سید ناصرالدین[2] سادس سجادہ نشین، اُن کے سید حضور بخش الملقب بہ نوبہار خامس۔

ذکر اولاد ۲۳ :

سید حضور بخش الملقب بہ نوبہار خامس کے دو فرزند:-

۱۔ حاجی ناصرالدین سجادہ ہفتم۔ ۲۔ سید غلام عباسؒ کے سید خیرات حسین و سید برات حسین۔

ذکر اولاد ۲۴ :-

سید حاجی ناصرالدین ہفتم سجادہ نشین کے آٹھ صاحبزادے حسب ذیل ہیں:-

۱۔ سید مرید جہانیان۔ ۲۔ سید غلام جہانیان۔ ۳۔ سید صالح محمد۔ ۴۔ سید غلام عابد۔ ۵۔ سید محمد۔ ۶۔ سید حضور بخش۔ ۷۔ سید کرم جہانیان۔ ۸۔ بخش جہانیان مقیم اوچہ شریف۔

۱۔ سلسلہ ۱۵ تا ۲۰ ماخوذ از شجرہ سید ریاض علی بخاری۔ ۲۔ سید ناصرالدین محمود نام ہوگا جد اعلیٰ کے نام پر (مرتب) ۳۔ سلسلہ ۲۱ تا ۲۲ دیکھو شجرہ سید ریاض علی بخاری مرتبہ احقر۔

۲۵۔ ذکر اولاد:-

سید کریم حیدر ابن سید ناصرالدین خامس سجادہ کے ایک صاحبزادے سید عبدالخالق۔ سید عبدالخالق ابن کریم حیدر کے دو صاحبزادے۔ سید محمد شاہ اور سید احمد شاہ (لاولد) اور سید محمد شاہ کے ایک فرزند سید کریم حیدر اُن کے سید عبدالخالق۔

۲۶۔ ذکر اولاد:-

فتح شاہ ابن ناصرالدین خامس کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ جند جہانیاں۔ ۲۔ سید محمد جند جہانیانؒ ابن فتح شاہ کے غلام مرتضیٰ ان کے دو صاحبزادے فتح شاہ دوسرے جند وڈہ۔ سید محمد ابن فتح شاہ کے سید کرم حسین اُن کے مہر جہانیان ان کے سید ریاض علی اور سید نواز علی۔

۲۷۔ ذکر اولاد:-

فرزند دوم غلام علی شاہ ابن سید نوبہار ثالث شہید سجادہ نشین کے تین فرزند۔ ۱۔ سید فقیر محمد۔ ۲۔ سید حسین بخش سندھی۔ ۳۔ سید امیر حیدر شاہ۔

۲۸۔ ذکر اولاد:

سید حسین بخش سندھی ابن غلام علی ابن نوبہار ثالث شہید ان کے ایک فرزند اللہ دتا شاہ اُن کے سید لطیف جہانیان۔

۲۹۔ ذکر اولاد:-

سید لطیف جہانیاں ابن اللہ دتا شاہ ابن حسین بخش سندھی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید کبیرالدین۔ ۲۔ سید غوث۔ ۳۔ فیاض جہانیان۔

۳۰۔ ذکر اولاد:-

امیر حیدر شاہ (ابن سید غلام علی شاہ ابن نوبہار ثالث شہیدؒ) کے ایک فرزند سید چراغ شاہ۔

۳۱۔ ذکر اولاد:-

سید چراغ شاہ کے چار فرزند۔ ۱۔ سید محمد شاہ۔ ۲۔ سید احمد شاہ۔ ۳۔ سید غریب شاہ۔

سیّد خادم حسین ۔

۳۲ ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد بہاؤالدین ابن سیّد حامد ابن سیّد شاہ محمّدؒ کیمیا نظر ابن سیّد رکن الدین ابوالفتح قدس سرہٗ آپ کے ایک فرزند سیّد محمود تھے اُن کے سیّد عثمان جھولہ بخاری ۔

۳۳ ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد عثمان جھولہ بخاری متوفی ۹۱۲ھ لاہور[1] ۔ معاصر سلطان سکندر لودی کے ایک صاحبزادے سید شاہ محمّد متوفی ۱۱۱۰ھ ۔ اُن کے ایک صاحبزادے سیّد بہاؤالدین عرف جھولن شاہ و گھوڑے شاہ (المتوفی ۱۰۰۳ھ)

۳۴ ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد محمّد ابن سیّد عثمان[2] المعروف بہ جھولے شاہ ابن سیّد شاہ محمّد بخاریؒ کے پانچ صاحبزادے تھے ۔ ۱ ۔ سیّد نورنگ شاہ ۔ ۲ ۔ سیّد محمود ۔ ۳ ۔ شاہ عالم ۔ ۴ ۔ بھاون شاہ ۔ ۵ ۔ عماد الملک ۔

۳۵ ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد عماد الملک[3] (متوفی ۱۰۳۹ھ) ابن سیّد محمّد ابن سیّد عثمان المعروف جھولن شاہ بخاری قدس سرہٗ کے دو صاحبزادے ۔ ۱ ۔ سیّد شہباز بخاری ۔ ۲ ۔ سید عارف شاہ بخاری ۔ اور سیّد شہباز بخاری ابن سیّد عماد الملک کے ایک فرزند ۔ سید گھوچی شاہ متوفی ۱۰۵۰ھ معاصر شاہ جہاں ۔

۳۶ ۔ ذکرِ اولاد:۔

---

[1] خزینۃ الاصفیا مطبوعہ جلد ۲ ۔ [2] مؤلف نظام الانساب نے سید نورنگ شاہ وغیرہ کو بہاؤالدین جھولن شاہ عرف گھوڑے شاہ کی اولاد ہونا بیان کیا ہے جس کی تصدیق خزینۃ الاصفیا اور روایح المصطفےٰ سے نہیں ہوتی ، جس میں نورنگ شاہ سید محمود اور عماد الملک کو سید محمّد ابن سید عثمان جھولہ شاہ کی اولاد لکھا ہے ۔ ملاحظہ ہو روایح مصطفےٰ مطبوعہ ص ۳۷۷، ۳۷۸ اور ص ۳۸۱ سید محمود بن محمّد ابن عثمان بخاری برادر حقیقی عماد الملک ۔ [3] سیّد عماد الملک کی ولدیت سیّد محمّد بن سید عثمان جھولہ بخاری ہے ۔ نظام الانساب کا مندرجہ شجرہ غلط معلوم ہوتا ہے جس میں ان کی ولدیت بہاؤالدین لکھی ہے ۔ دراصل عماد الملک ان کے بھائی تھے (روایح مصطفےٰ ص ۳۸۱ نیز خزینۃ الاصفیا سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے)

سلطان علی اکبر[1] فرزند پنجم سیّد رکن الدین ابوالفتح ابن سید حامد کبیر قدس سرہٗ ۸۲۵ھ ۹ شعبان ۔ مدفن اوچہ وفات ۷ ربیع الاول ۔ سلطان علی اکبر کے ایک صاحبزادے سید اسمٰعیل اُن کے سید حسن اُن کے سلطان محمود ۔ اُن کے سیّد محمّد اُن کے سیّد منوّر شاہ اُن کے سلطان اکبر ثانی اُن کے سیّد زندہ لعل ۔ آخر الذکر سیّد زندہ لعل کی ولادت لہ معظمہ اور مدفن اوچہ شریف ہے ۔

۳… ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد ابوبکر ابن سیّد محمّدؒ کیمیا نظرؒ ابن سیّد رکن الدین ابوالفتحؒ ۔ سید ابوبکر ابن سید محمّد کیمیا نظرؒ کے صرف ایک فرزند سیّد محمّد تھے ۔ جن کے تین صاحبزادے ۔ سیّد رکن الدین ۔ ۲ ۔ سیّد امام الدین ۔ ۳ ۔ سیّد جلال الدین ۔

۳… ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سید رکن الدین ابن سیّد محمّد ابن سید ابوبکرؒ ۔ سیّد رکن الدین کے تین صاحبزادے ۔ سیّد جمال ۔ ۲ ۔ سیّد کمال ۔ ۳ ۔ سیّد مبارک ۔

۳… ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد امام الدین ، فرزند دومی سیّد محمّد ابن سیّد ابوبکرؒ : ان کے تین صاحبزادے ۔ سیّد محمود ۔ ۲ ۔ سیّد زندہ اور سیّد بھیکو ۔

۴… ۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد جلال الدّین برادر سیّد امام الدینؒ ۔ ان کے ایک فرزند سید یعقوب تھے ۔

شاخ اوّل ثمر اوّل

سلسلہ اولاد سید جلال الدینؒ ثالث فرزند دوم ابوالفتح رکن الدین ابن سیّد حامد کبیر اوّل ابن سیّد ناصر الدّین محمودؒ ۔

۴… ۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد جلال الدین ثالث[2] کے پانچ صاحبزادے تھے :۔ ۱ ۔ سیّد فرید (لاولد) ۔ ۲ ۔ سیّد محمّد

---

[1] سلطان علی اکبر اور اُن کی اولاد کی تفصیل شجرہ مرسلہ سید ریاض علی بخاری میں درج ہے ۔
[2] نظام الانساب جلد دوم ص ۵۳۳ قلمی (احمدیہ)

۳۔ سید علی۔ ۴۔ سید راجو شہید۔ ۵۔ سید بڈھ (لاولد) نظام الانساب جلد۲[1]
اور بقول مولف الفرع النامی[1] حسب ذیل چار صاحبزادے تھے۔ سید علی۔ سید راجو
سید شعیب اور سید جعفر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سید جعفر کی اولاد بمقام سکھ پور
مضافات نصرپور، صوبہ ٹھٹھہ (سندھ) میں اور بقیہ فرزندوں کی اولاد قنوج میں ہے
جہاں آپ کا عظیم الشان گنبد موجود ہے جس کو بہرے خاں صوبہ دار قنوج نے بزمانہ
سلطان حسین ابن ابراہیم شرقی جونپوری تعمیر کیا تھا۔

۴۲۔ ذکر اولاد:۔

سید محمود[2] ابن سید جلال ثالث کے دو فرزند۔ ۱۔ سید جلال الدین شیخ جیو۔
۲۔ سید عبدالغفور جلال الدین۔ شیخ جیو کے سید محمود جن کی چھٹی پشت میں سید محمد
قاسم احمد آبادی۔ مرتب نسب نامہ مکتوبہ ۱۲۰۱ھ اور سید عبدالغفور کی اولاد علیحدہ دیکھو

۴۳۔ ذکر اولاد:۔

سید علی[3] ابن سید جلال الدین ثالث۔ ابن سید رکن الدین ابوالفتح:۔
ان کے دو فرزند تھے۔ ایک سید حامد۔ دوسرے سید جلال۔

۴۴۔ ذکر اولاد:۔

سید حامد ابن سید علی کے چار فرزند۔ ۱۔ سید عبدالوہاب۔ ۲۔ سید عبدالکریم
۳۔ سید عمر۔ ۴۔ سید صفی الدین۔ جن میں فرزند ۱، ۲، ۳ کی اولاد کا پتہ
نہیں چلا۔ البتہ سید صفی الدین فرزند چہارمی کے ایک صاحبزادے سید رکن الدین
اور ان کے سید حامد تھے۔

۴۵۔ ذکر اولاد:۔

سید جلال الدین ابن سید علی ابن سید جلال الدین ثالث[4]: ان کے
ایک صاحبزادے سید فدن اور ان کے سید عیسیٰ بخاری۔

۱۔ الفرع النامی ص۴۳ مطبوعہ۔ ۲۔ نظام الانساب جلد ۲ ص۵۳۲۔ ۳۔ نظام الانساب ص۳۹ جلد اول قلمی۔ جس کا ماخذ نسب نامہ خاندان نجی ہی مرتبہ سید محمد قاسم احمد آبادی الموسوم بہ سفینۃ النجات بھی ہے۔ ۴۔ یہ نام سید فدن ہے یا سید فذن صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکا۔

۴۶۔ ذکر اولاد: سید راجو شہید[1] ابن سید جلال الدین ثالث ابن سید رکن الدین ابوالفتح
کے چھ[2] فرزند تھے۔ ۱۔ سید جلال (رابع)۔ ۲۔ سید برہان۔ ۳۔ سید احمد۔ ۴۔ سید
علاؤالدین۔ ۵۔ سید گھورن[3]۔ ۶۔ سید تھو۔ اور بقول مؤلف الفرع النامی گیارہ
فرزند تھے۔ زاید نام یہ ہیں:۔
۷۔ تاج الدین۔ ۸۔ سید محمد۔ ۹۔ سید علی۔ ۱۰۔ سید درویش۔ ۱۱۔ سید بولاقی۔
آخر الذکر دونوں مفقود الخبر۔

۴۷۔ ذکر اولاد:۔

سید جلال رابع ابن سید راجو مذکور کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید مبارک۔
۲۔ سید تاج الدین۔ ۳۔ سید کمال۔ ۴۔ سید جمال اور دو صاحبزادیاں، ۱۔ مسماۃ
فاطمہ بی بی۔ ۲۔ چند مور بی بی۔ جو اپنے جدی املاک پر قابض ہیں۔

۴۸۔ ذکر اولاد:۔

سید گھورن۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں سید علی اور سید عبداللہ (اولاد بمقام حاجی پور
علیا پور پٹنہ)۔

۴۹۔ ذکر اولاد:۔

سید علاؤالدین ابن سید راجو مذکور کے پانچ صاحبزادے۔ ۱۔ سید حامد۔ ۲۔
سید صدرالدین۔ ۳۔ سید رکن الدین۔ ۴۔ سید راجو۔ ۵۔ سید محمود۔

۵۰۔ ذکر اولاد:۔

سید حامد ابن سید علاؤالدینؒ کے پانچ صاحبزادے۔ ۱۔ سید علم الدین۔ ۲۔ سید
علاؤالدین۔ ۳۔ سید کبیر۔ ۴۔ سید فرید۔ ۵۔ سید شہاب الدین۔ ان میں سید فرید کے
دو فرزند۔ ۱۔ سید احمد۔ ۲۔ سید محمود۔

۱۔ ملاحظہ ہو ذکر اولاد سلسلہ ۴۱ تالیف ہذا۔ ۲۔ نظام الانساب جلد ۲ قلمی ص۵۳۲۔ ۳۔ سید گھورن اور سید تھو (منتقل) کی اولاد حاجی پور اور علیا پور پٹنہ عظیم آباد میں ہے۔ اور سید احمد اور سید برہان دونوں گجرات چلے گئے تھے جن کی اولاد گجرات میں ہے۔ (الفرع النامی ص۴۳) سید جلال الدین رابع ابن سید راجو شہید بھائی تھے ان کے بھائی سید علاؤالدین نے برکات حضرت مخدوم جہانیاں خصوصیت سے حاصل کرلیے آپ نے [illegible] کو مسترد فرما کر اپنے قدیم مسکن محلہ بخاریان سے شیخ پور چلے آئے تھے اب تک ان کی اولاد وہیں ہے (الفرع النامی ص۴۴) [illegible] نام الفرع النامی میں درج ہیں نظام الانساب میں نہیں۔

۵۱۔ ذکر اولاد:۔

سید صدر الدین ابن سید علاؤ الدین کے تین صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید عبد اللہ۔ ۲۔ سید اسمٰعیل۔ ۳۔ سید فیض اللہ (نوٹ:۔ رکن الدین ابن سید علاؤ الدین کی اولاد کا پتہ نہیں چلا)

۵۲۔ ذکر اولاد:۔

سید راجو ابن سید علاؤ الدین کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید رکن الدین۔ ۲۔ سید قطب الدین۔ ۳۔ سید بہاؤ الدین۔ ۴۔ سید سلیم۔

۵۳۔ ذکر اولاد:۔

سید غلام علی ابن سید راجو[۱] ابن شیخ حامد ابن سید محمد کیمیا نظر کے پانچ صاحبزادے۔ ۱۔ سید حامد۔ ۲ سید احمد۔ ۳۔ سید محمود۔ ۴۔ سید آدم۔ ۵۔ سید اسحٰق۔

۵۴۔ ذکر اولاد:۔

سید تاج الدینؒ ابن سید جلال الدین رابع[۲] قنوجی کے ایک فرزند سید کبیر تھے۔

۵۵۔ ذکر اولاد:۔

سید کبیر ابن سید تاج الدینؒ کے چار فرزند[۳]۔ ۱۔ سید علی اصغر عرف اچھے میاںؒ ۲۔ سید اسمٰعیلؒ۔ ۳۔ سید علی اکبر۔ ۴۔ سید عبد اللہ۔

۵۶۔ ذکر اولاد:۔

سید علی اصغر عرف اچھے میاں ابن سید کبیر کے چار فرزند۔ ۱۔ سید سلطان۔ ۲۔ سید کرم علی۔ ۳۔ سید محمد علی۔ ۴۔ سید لطف علی۔

۵۷۔ ذکر اولاد:۔

سید لطف علی ابن سید علی اصغر اچھے میاں کے تین فرزند۔ ۱۔ سید عزیز الدین ۲۔ سید غلام علی۔ ۳۔ سید بھکاری۔

۱؎ سید راجو (مہر راجن) سلسلہ اولاد ۶۰ دیکھو تالیف ہذا (نظام الانساب صفحہ ۵۲۲ جلد ۲)
۲؎ ذکر اولاد ۵۴ (تالیف ہذا دیکھو) ۳؎ الفرع النامی صفحہ ۴۳۔

۵۸۔ ذکر اولاد:۔

سید غلام علی ابن سید لطف علی کے ایک لڑکی تھی جو سید سیف الدین ابن سید عبد الوہاب بخاری سے منسوب تھی۔

۵۹۔ ذکر اولاد:۔

سید عزیز اللہ ابن سید لطف علی ابن اچھے میاںؒ کے دو فرزند اور ایک لڑکی تھی۔ ۱۔ سید لطف اللہ۔ ۲۔ سید ہدایت علی اور دختر مسماۃ اولیا بی بی (منسوب بہ سید برکت اللہ ابن سید کمال ابن سید بہار[۱] بخاریؒ) از بطن بی بی مکی بنت سید جعفر ابن سید بڑے ابن الٰہ دیہ بخاری (احمد پوری) سید ہدایت علی ابن سید عزیز اللہ کی والدہ ماجدہ حیدر آباد دکن کی متوطن تھیں۔ اور سید ہدایت علی کو سید ہدایت علی خاں اور دلیر جنگ کا خطاب تھا۔ اُن کے برادر عزیز سید لطف اللہ کی سکونت بھی بھائی کے پاس حیدر آباد دکن میں تھی۔

۶۰۔ ذکر اولاد:۔

سید لطف اللہ ابن سید عزیز اللہ مذکور کو ایک فرزند اور ایک دختر تھی۔ فرزند کا نام۔ سید اولاد علی خاں تھا۔ اور دختر مسماۃ بی بی بشارت منسوب بہ سید شیر علی ابن سید کرم علی ابن سید علی اصغر عرف اچھے میاں۔ والدہ ماجدہ بی بی بشارت مسماۃ بی بی فرخ بنت سید یار علی ملیھوری (مضافات قنوج) از سادات شیعہ۔ مولف الفرع النامی کا بیان ہے کہ سادات بخاری قنوج میں شیعیت کا آغاز اور رواج سید علی اصغر ابن سید کبیر کے زمانے سے ہوا چنانچہ سید لطف اللہ ابن سید عزیز اللہ اور اُن کے بھائی سید ہدایت علی بھی شیعہ تھے اولاد علی خاں ابن سید لطف اللہ المخاطب بہ انور جنگ (جد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی) سرکار نواب شمس الامراء میں ملازم تھے۔ شمس الامراء نواب نظام علی خاں کے داماد تھے۔ انور جنگ کو تعلقہ گھن پور جاگیر عطا ہوا تھا۔ (مدفون دائرہ میر مومن حیدر آباد)

۱؎ غالباً سید بہار ہوگا۔ (مؤلف)

اللہ خاں ابن سید لطف علی ابن سید علی اصغر اچھے میاں قنوجی۔ جدّ امجد
جنگ (از اولاد سید جلال بخاری) برادر عم زاد امیر کبیر مذکور۔ یعنی میرے
امجد کا مذہب بھی شیعی تھا۔ حیدر آباد سے دو مرتبہ قنوج آئے۔

۶۱۔ ذکر اولاد:۔

سید اولاد علی خاں (انور جنگ[1]) کے ایک فرزند ایک دختر۔ ۱۔ سید اولاد الحسن بخاری
بی دختر مسماۃ بی بی متون۔ منسوب بہ سید پناہ علی ابن امام بخش ابن سید
زید علی جس کے بطن سے ایک لڑکا مسمی سید حسین علی مرحوم تھا جن کی لڑکیاں
سادات موہان و علی پور چوراہا (متصل کالپی) منسوب تھیں۔

نواب شمس الامرا شکوہ آبادی ثم حیدر آبادی سے تعلقات کی وجہ یہ ہوئی کہ
شمس الامرا کی پہلی زوجہ مسماۃ بھوجی اُن کی ہم وطن تھی جو انور جنگ کی بیوی کی
رشتہ دار تھی۔ نواب صاحب مذکور نے اُن کو نواب میر نظام علی خاں سے انور جنگ
خطاب اور پانچ لاکھ کی جاگیر دلوائی تھی اس لیے یہ بھوجی کی رشتہ دار
مشہور ہوے ہیں[2]۔ (نوٹ سلسلہ اولاد سید حامد کبیر اول ختم ہوا)

شاخ اوّل ثم دوم | ۶۲۔ سلسلہ اولاد قطب سید علم الدین ابن سید ناصر الدین محمود ابن حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

ذکر اولاد قطب سید علم الدینؒ! آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید شیخ جیو
جلال الدین۔ ۲۔ سید جلال الدین۔ ۳۔ سید ابوالخیرؒ۔ ۴۔ سید کبیر الدینؒ[3]۔

۶۳۔ ذکر اولاد سید شیخ جیو جلال الدین ابن قطب علم الدینؒ۔ آپ کے چار
صاحبزادے تھے:۔ ۱۔ سید حاجی عبدالعزیز۔ ۲۔ سید منور۔ ۳۔ سید موسیٰ۔
۴۔ سید علیم الدین۔ ان میں حاجی عبدالعزیز لاولد تھے۔ سید منور کے ایک فرزند
سید احمد تھے۔

---

[1] الفرع النامی مطبوعہ ص۲۵۔ [2] ایضاً مطبوعہ مؤلفہ صدیق حسن خاں۔ [3] شجرہ کبیر الدین۔ (مملوکہ ریاض علی شاہ بخاری)۔

۶۴۔ ذکر اولاد:۔

سید احمد ابن سید منور ابن شیخ جیو جلال الدینؒ۔ ان کے دو صاحبزادے
۱۔ سید محمد۔ ۲۔ سید محمود تھے۔ سید محمدؒ کی صرف ایک لڑکی تھی۔

۶۵۔ ذکر اولاد:۔

سید محمود ابن سید احمد ابن سید منور ابن سید شیخ جیو جلال الدینؒ۔ ان کے
دو فرزند علم الدین اور سید بھیکا تھے۔ سید علم الدین کی ایک لڑکی تھی۔ اور سید
بھیکا کے ایک صاحبزادے سید الھدیا تھے۔

۶۶۔ ذکر اولاد:

سید موسیٰ ابن شیخ جیو جلال الدین مذکور کے ایک فرزند سید یحییٰ تھے۔
جن کے دو صاحبزادے سید شیخ اور علم الدین تھے۔

۶۷۔ ذکر اولاد:۔

سید علم الدین ابن شیخ جیو جلال الدین ابن قطب علیم الدین ابن ناصر الدین
محمود نوشہؒ کے تین صاحبزادے ۱۔ سید فرید (لاولد)۔ ۲۔ سید نظام الدین کالے
۳۔ سید میراں (لاولد)۔ صرف سید نظام الدین کالے کے ایک فرزند تھے جن کا نام
سید ضیاء الدین مگر بقول مؤلف خزینۃ الاصفیا سید صفی الدین تھا۔ جو صحیح معلوم
ہوتا ہے۔

۶۸۔ ذکر اولاد:۔

سید صفی الدین اول ابن نظام الدین کالےؒ۔ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید راجو۔
۲۔ سید میراں محمد شاہ جیو المعروف بہ موج دریا بخاری (متوفی ۱۰۱۳ھ) مصاحب
اکبر اعظم۔ ۳۔ سلطان جلال الدین حیدر وفات (۱۰۱۶ھ) جن کی اولاد بھوگیوال
متصل لاہور موجود ہے۔ ان میں سید راجو لاولد تھے۔

۶۹۔ ذکر اولاد:۔

سید میراں محمد موج دریاؒ لاہوری کے تین فرزند ایک تو سید صفی الدین لاہوری

دوسرے سید بہاؤالدین لاہوری تیسرے سید شہاب الدین نہرا (متوفی ۱۰۴۱ھ)

۷۰۔ ذکر اولاد:۔

سید صفی الدین ثانی لاہوری ابن میراں محمد موج دریا مؤلف نصاب جلالی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید عبدالرحیم اُن کے سید زندہ علی عرف زندہ امام المتوفی ۱۱۱۲ھ ۔ ۲۔ سید حسن (لاولد)۔ ۳۔ سید حسین لاولد (نوٹ: حضرت موج دریا کا مقبرہ پُرانی انارکلی لاہور میں ہے۔ سجادہ وقت سے اولاد احفاد کا مزید پتہ چل سکتا ہے)۔

۷۰/۱ اولاد:۔ سید عبدالرحیم ابن سید صفی الدین ثانی ابن سید میراں محمد موج دریا کے دو فرزند (۱) سید محمد شاہ ۔ ۲۔ سید زندہ علی عرف زندہ امام ۔

۷۰/۲ اولاد: سید محمد شاہ ابن سید عبدالرحیم کے ایک فرزند سید علی تھے اور سید زندہ علی عرف زندہ امام کے دو فرزند: ۱۔ سید اچھا شاہ۔ ۲۔ سید مہجہ شاہ تھے ۔

۷۰/۳ اولاد: سید علی ابن سید محمد شاہ ابن سید عبدالرحیم: کے دو فرزند۔ ۱۔ سید احمد (لاولد) ۲۔ سید محمد عرف سیدن شاہ ابن سید علیؒ کے فرزند سید باغ علی ۔

۷۰/۴ اولاد: سید باغ علی ابن سید محمد سیدن شاہ: کے چار فرزند۔ ۱۔ سید فیض شاہ ۲۔ سید لطیف شاہ ۔ ۳۔ سید رحمت شاہ ۔ ۴۔ سید نور علی شاہ ۔

۷۰/۵۔ اولاد: سید رحمت شاہ ابن سید باغ علیؒ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید امیر شاہ ۔ ۲۔ سید پیر شاہ ۔

سید امیر شاہ ابن سید رحمت شاہ کے ایک فرزند سید چراغ شاہ ۔

۷۰/۶۔ اولاد: سید پیر شاہ ابن سید رحمت شاہ کے چار فرزند: ۱۔ سید حسین شاہ۔ ۲۔ سید علی شاہ۔ ۳۔ سید غیاث شاہ ۔ ۴۔ سید ہدایت شاہ ۔ ان میں سید حسین شاہ بقید حیات تھے ۔ یعنی (تحقیقات چشتی) کی تالیف کے وقت زندہ تھے

۱؎ سلسلۂ اولاد سید قطب علیم الدین کے ملاحظہ ہو نظام الانساب جلد ۲ صفحہ ۵۲۴ تا ۵۴۰ ۔
۲؎ تحقیقات چشتی مطبوعہ مؤلفہ فقیر محمد لاہوری صفحہ ۲۵۳ ۔

۶۹/۷ اولاد: سید ابوالخیر ابن قطب علیم الدین ابن سید ناصر الدین محمود نوشہؒ ۔

سید ابوالخیر کے ایک صاحبزادے سید محمود تھے جن کے چار فرزند (۱) سید ابوبکر (لاولد) ۲۔ سید مبارک ۔ ۳۔ سید الہداد ۔ ۴۔ سید بڈھا ۔ (لاولد)

سید مبارک کے ایک فرزند شجاع الملک اور سید الہداد کے ایک فرزند عزیز الملک ۔

۷۱۔ ذکر اولاد:۔

سید بہاؤالدین لاہوری ابن میراں موج دریا کے تین صاحبزادے ۔ ۱۔ سید نظام ۔ ۲۔ سید مومن ۔ ۳۔ سید صادق علی تینوں لاولد ۔

۷۲۔ ذکر اولاد:۔

سید شہاب الدین نہراؒ۔ اُن کے دو فرزند: ۱۔ سید محسن (لاولد) ۲۔ سید مصطفےٰ تھے ۔ خانقاہ سید شہاب الدین نہرا متصل باغ نواب میاں خاں قریب مشن اسکول لاہور واقع ہے ۔ اُن کی اولاد کا تفصیلی حال تحقیقات چشتی میں حسب ذیل درج ہے ۔

۷۳۔ ذکر اولاد:۔ سید مصطفےٰ ابن سید شہاب الدین نہراؒ کے ایک فرزند سید فتح علی شاہ بخاری ۔ سید فتح علی شاہ ابن سید مصطفےٰ بخاری کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید مشک علی ۔ ۲۔ سید طلحہ ۔

۷۳/۱ اولاد:۔ سید طلحہ بخاری ابن سید فتح علی شاہؒ کے سید طلحہ کی زوجہ اوّل کی اولاد بٹالہ میں ہے ۔ زوجہ ثانی ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی اولاد زندہ نوری شاہ کے نام سے مشہور ہوئی جن میں بعض صاحب اعزاز اور علما بھی ہیں ۔ آپ کے دو فرزند تھے ۔ ۱۔ سید فضل بخاریؒ ۔ ۲۔ سید امام شاہ بخاریؒ ۔

۷۴۔ ذکر اولاد:۔

سید امام شاہ بخاری ابن سید طلحہ بخاری کے ایک فرزند سید بڑے (سید بڑا) اُن کے سید ببر علی شاہ ۔

۷۵۔ ذکر اولاد:۔

سید ببر علی شاہ ابن سید بڑے ابن سید امام شاہ بخاری کے دو فرزند ۱۔ سید غلام حسین ۔

۲۔ سیّد مدد علی۔

۷۶۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد غلام حسین ابن سید ببر علی شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد اکبر علی ۔ سیّد مظہر علی۔

۷۷۔ ذِکرِ اولاد:۔ سید مدد علی ابن سیّد ببر علی شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید قدرت علی۔ سیّد مہر علی جن کی اولاد بٹالہ، پنجاب میں ہے۔

۷۸۔ ذِکرِ اولاد:۔ سید فضل بخاری ابن سیّد طلحہ ابن فتح علی شاہ ابن سیّد مصطفےٰ ابن سیّد شہاب الدین نہرا قدس سرہٗ:۔

جن کی اولاد " زندہ نوری شاہ " کے نام سے غالباً ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں مشہور ہے بقول مؤلف تحقیقات چشتی۔ ان میں صاحبِ اعزاز اشخاص اور علما موجود ہیں۔

۷۹۔ ذکرِ اولاد: سیّد مشک علی شاہؒ ابن سید فتح علی شاہ ابن سید مصطفےٰ ابن سیّد شہاب الدین نہرا قدس سرہٗ۔ سید مشک علی شاہ کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سیّد بخاری شاہؒ ۲۔ سید دیدار شاہ۔ ۳۔ سیّد شاہ غوث۔ ۴۔ سیّد دائم شاہ۔ ۵۔ اور سیّد چراغ کے ایک فرزند روشن علی تھے۔

۸۰۔ ذِکرِ اولاد:۔ سیّد شاہ غوثؒ ابن سیّد مشک علی شاہ کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد باغ علی۔ ۲۔ سیّد حیات شاہ۔ ۳۔ سیّد حیدر شاہ۔

۸۱۔ ذِکرِ اولاد: سید باغ علی ابن سید شاہ غوثؒ کے تین فرزند۔ ۱۔ جستو شاہ۔ ۲۔ سید علی۔ ۳۔ سیّد فرزند علی جستو شاہ کے فرزند محمد شاہ اور سید فرزند علی کے سیّد بنڈ علی اُن کے سید تیغ علی۔

۸۲۔ ذِکرِ اولاد: سیّد حیات شاہ ابن سیّد شاہ غوث کے ایک فرزند سیّد بڈھن۔

۸۳۔ ذِکرِ اولاد: سید بڈھن ابن سید حیات شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید نوازش علی ۲۔ سیّد فاضل شاہ۔

۸۴۔ ذِکرِ اولاد:۔ سیّد نوازش علی ابن سیّد بڈھن کے چار فرزند۔ ۱۔ سیّد احمد شاہؒ

** تحقیقات چشتی مطبوعہ ص ۳۵۳/۳۵۴۔

۲۔ سیّد محمد علی۔ ۳۔ سیّد باقر علی۔ ۴۔ سیّد شاکر علی شاہ (مقیم بٹالہ)

۸۵۔ اولاد: سید فاضل شاہ ابن سیّد بڈھن کے چار فرزند۔ ۱۔ سیّد مبارک علی ۲۔ سیّد حسین علی۔ ۳۔ سیّد میراں بہلول۔ ۴۔ سیّد علی شیر۔

۸۶۔ ذِکرِ اولاد: سید حیدر شاہ ابن سیّد شاہ غوث کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد صادق علی ۲۔ سیّد پیر شاہ۔

۸۷۔ ذکرِ اولاد: سید دائم شاہ فرزند چہارمی سیّد مشک علی ابن سیّد فتح علی شاہ (سلسلہ ۷۳) کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد خوض علی۔ ۲۔ سیّد رنگ علی۔ ۳۔ سیّد رسول شاہؒ کے ایک فرزند سید نبی شاہ۔

۸۸۔ اولاد: سیّد نبی شاہ ابن سیّد رسول شاہ ابن سید دائم شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد بہادر علی۔ ۲۔ سیّد جیون شاہ اور سیّد بہادر علی کے۔ ایک فرزند۔ سیّد خیر علی اور سیّد جیون شاہ کے سیّد سکندر شاہ بخاری۔

۸۹۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد خوض علی ابن سیّد دائم شاہ مذکور کے ایک فرزند۔ سیّد نتھو شاہ ابن سیّد خوض علی شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد شیر شاہ۔ ۲۔ سید نور علی شاہ۔

۹۰۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد شیر شاہ ابن سیّد نتھو شاہ کے چار فرزند۔ ۱۔ سیّد محمد علی۔ ۲۔ سید حسین علی۔ ۳۔ سیّد دادا پیر۔ ۴۔ سیّد حیدر علی۔

۹۱۔ ذِکرِ اولاد:۔

سیّد نور علی شاہ ابن سیّد نتھو شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید شاہ چراغ۔ ۲۔ سید حسین شاہ اُن کے سید شاہ۔

۹۲۔ ذِکرِ اولاد:

سیّد پیر شاہ ابن حیدر شاہ ابن شاہ غوث کے ایک فرزند سیّد غلام حسین۔

عہ سلسلہ ۸۸ تا ۹۰ کے لیے دیکھو تحقیقات چشتی مطبوعہ۔ ۔ سلسلہ ۔ تالیف ہذا ملاحظہ ہو۔

۹۳۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد غلام حسین ابن سیّد پیر شاہ کے دوؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد حیدر بخش۔ ۲۔ سیّد علی بخش
اُن کے سیّد فضل حسین۔

۹۴۔ ذکرِ اولاد:

سیّد صادق علی شاہ ابن سیّد حیدر شاہ ابن شاہ غوث ابن سید مشک علی شاہؒ
کے دوؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد عبداللہ شاہ۔ ۲۔ سیّد فتح علی شاہ۔

۹۵۔ ذکرِ اولاد:

سید عبداللہ شاہ ابن سیّد صادق علی شاہ کے چھؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد مشک علی۔ ۲۔
سیّد ناد علی۔ ۳۔ سیّد مُراد علی۔ ۴۔ سیّد چراغ علی۔ ۵۔ سیّد شاہ علی۔ ۶۔ سیّد اصغر علی۔

۹۶۔ ذکرِ اولاد:

سید مشک علی ابن سیّد عبداللہ شاہ ابن صادق علی شاہ کے دوؔ فرزند۔ ۱۔
سیّد باغ علی (ان کی صرف ایک دختر تھی)۔ ۲۔ سیّد حسین شاہ۔ لاولد۔

۹۷۔ ذکرِ اولاد:

سید ناد علی ابن سیّد عبداللہ شاہ کے ایک فرزند۔ سید جیولے (جھولے شاہ) تھے
اور سیّد مُراد علی فرزند سیوّمی۔ سید عبداللہ شاہ کی ایک لڑکی ہی تھی۔

۹۸۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد چراغ علی فرزند چہارمی ابن سیّد عبداللہ شاہ کے دوؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد فضل مُحمّد
۲۔ سیّد غلام مرتضیٰ (لاولد) اور سیّد فضل محمّد کے دوؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد برکت علی۔ ۲۔
سیّد حسین تھے۔

۹۹۔ ذکرِ اولاد:

سیّد شاہ علی ابن سیّد عبداللہ شاہؒ کے دوؔ فرزند ۱۔ سیّد حسین علی۔ ۲۔ سیّد
حسن علی تھے۔

۱۰۰۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد اصغر علی ابن سیّد عبداللہ شاہ کے ایک فرزند سیّد خیر علی اُن کے سیّد
امام علی تھے۔ (سلسلۂ عبداللہ شاہ ختم)

۱۰۱۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد فتح علی شاہ فرزند دومی سید صادق علی شاہ ابن حیدر شاہ کے چار
فرزند۔ ۱۔ سیّد فضل علی۔ ۲۔ سیّد محمّد شاہ۔ ۳۔ احمد شاہ۔ ۴۔ سیّد وارث علی۔

۱۰۲۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد فضل علی ابن فتح علی شاہ کے دوؔ فرزند۔ ۱۔ سیّد غلام علی۔ ۲۔ سیّد
زین العابدین۔

۱۰۳۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد محمّد شاہ ابن فتح علی شاہ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید مدد علی۔ ۲۔ سیّد رحمت علی
۳۔ سیّد اکرم علی۔

۱۰۴۔ ذکرِ اولاد:۔

سیّد وارث علی ابن فتح علی شاہ کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد برکت علی۔ ۲۔
سیّد شیر شاہ۔ ۳۔ سیّد احسان علی تھے۔

(سلسلہ میراں موج دریا بخاری لاہوری متعلق قطب علم الدین ختم شد)

شاخِ اوّل ثمرِ دوم | ذکرِ اولاد: سیّد کبیر الدین بخاری فرزندِ خورد سیّد علیم الدین بخاریؒ ابن سیّد ناصر الدین محمود قدس سرہٗ

آپ کے ایک صاحبزادے سید قطب الدین تھے۔

اولاد:۔ سیّد قطب الدین بخاری ابن سیّد کبیر الدین کے دو صاحبزادے۔

(۱) (۱) سید احمد شاہ بخاری۔ (۲) سیّد زین العابدین بخاریؒ۔ اور
سید احمد شاہ بخاری کے ایک فرزند سیّد صدر الدین عارف باللہ تھے
اور اُن کے صاحبزادے سیّد حسن بحر العلوم اوچی (ولادت ۱۲ جمادی الثانی
۸۷۸ھ اور وفات ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۹۳۰ھ مدفن اوچ شریف)۔

اولاد:۔ سیّد حسن بحر العلوم بخاری ابن سیّد صدر الدین عارف باللہ اوچی کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سیّد کمال جہانیاں بخاری۔ ۲۔ سیّد زین الملک بخاریؒ۔ ۳۔ بندگی سیّد محمود بخاریؒ۔

اولاد:۔ سیّد کمال جہانیاں بخاری اوچی ثم لاہوری (مدفن قصبہ چونیاں ضلع لاہور) آپ کے ایک صاحبزادے سیّد شجاع الملک ان کے سیّد احمد کبیر اُن کے سیّد مُبارک بخاری۔

اولاد:۔ سیّد مُبارک بخاری ابن سیّد احمد کبیر ابن سیّد شجاع الملک بخاری:۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید لعل شاہ ۔۲۔ سیّد اسمٰعیل شاہ ۔

اولاد:۔ سیّد اسمٰعیل شاہ بخاری ابن سیّد مبارک بخاری کے ایک فرزند سیّد حسن اور اُن کے سیّد جعفر (لاولد)۔

اولاد:۔ سیّد لعل شاہ بخاری ابن سیّد مبارک بخاری مذکور کے ایک فرزند سیّد مِٹھے شاہ اُن کے سیّد کرم شاہ اُن کے سیّد محمّد شاہ اُن کے سیّد محمود شاہؒ

اولاد:۔ سیّد محمود شاہ ابن سیّد محمّد شاہ بخاری کے دو فرزند: ۱۔ سیّد عبد اللہ شاہؒ اُن کے سیّد نور شاہ بخاری ۔ ۲۔ فرزند خورد سید محمود کے سیّد مصطفےٰ شاہ بخاری

اولاد:۔ سیّد مہر شاہ ابن سیّد مصطفےٰ بخاری: کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد چراغ علی شاہ ۲۔ سیّد روشن شاہ بخاریؒ۔

اولاد:۔ سیّد روشن شاہ ابن سیّد مہر شاہ بخاری کے ایک فرزند سیّد عاشق علی شاہؒ۔ سیّد عاشق علی شاہ بخاری ابن سیّد روشن شاہ کے دو فرزند:

۱۔ سیّد عابد حسین بخاری سجادہ نشین درگاہ حضرت کمال جہانیانؒ۔ ۲۔ سیّد سجاد حسین بخاری اور آخر الذکر کے ایک صاحبزادے جن کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

نوٹ:۔ قصبہ چونیاں میں صرف بخاری سادات کے یہی دو خاندان متعلق حضرت پیر کمال جہانیاں

ع۔ شجرہ منقولہ کرمی سیّد ریاض علی شاہ بخاری مرسلہ بنام احقر۔

آباد ہیں۔

اولاد:۔ سیّد زین الملک ابن سیّد حسن بحر العلوم:

آپ کی اولاد بمقام لوہا ڈھیریاں، جالندھر میں تھی، اب پاکستان میں ہجرت کر گئی ہے۔

اولاد:۔ بندگی سیّد محمود بخاری فرزند خُرد سیّد حسن بحر العلوم، اوچی ثم لاہوریؒ:۔ آپ کے ایک صاحبزادے سیّد بدر الدین ان کے سیّد حسن علی بخاری، ان کے سیّد حامد بخاری۔

اولاد:۔ سیّد حامد بخاری ابن سیّد حسن علی بخاری کے دو صاحبزادے تھے ایک سیّد عظیم شاہ بخاری لاولد۔ دوسرے سیّد جیئے شاہ جن کے صاحبزادے سیّد عالم شاہ اور اُن کے سیّد محمود علی بخاری۔

اولاد:۔ سید محمود علی بخاری ابن سیّد عالم شاہ بخاری کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد علی ۲۔ سیّد خیر شاہ (لاولد) البتہ سیّد علی کے ایک فرزند شیر شاہ بخاری تھے

اولاد:۔ سیّد شیر شاہ بخاری ابن سیّد علی بخاری ابن سیّد محمود علی بخاری کے تین صاحبزادے تھے۔ ۱۔ ابناج شاہ (ابتہاج)۔ ۲۔ سیّد ظہیر شاہ ۳۔ سیّد حیدر شاہ بخاری (لاولد)۔ سیّد ظہیر شاہ کے ایک فرزند سیّد پیر شاہ (لاولد) اور فرزند کلاں سیّد ابناج شاہ کے سید شاہ دین اور اُن کے سیّد امداد علی شاہ (لاولد)

شاخ اوّل ثمر سوم

۱۰۵۔ ذکر اولاد: قطب سیّد شہاب الدین ابن ناصر الدین محمود قدس سرہٗ کے چار صاحبزادے تھے: ۱۔ سیّد صفی الدین ۲۔ سیّد شعیب۔ ۳۔ سیّد عبد الوہاب ۴۔ سیّد عمر جن کے منجملہ سیّد صفی الدین اور سید شعیب دونوں لاولد تھے۔

۱۰۶۔ ذکر اولاد:۔

سیّد عبد الوہاب فرزند سوم قطب سیّد شہاب الدینؒ کے سیّد عبد اللہ اُن کے

سید سعد اللہ اُن کے سید علی الدین اُن کے دو فرزند ۔ سید مرتضیٰ (لاولد) دوسرے سید علی تھے ۔ اور سید علی کے ایک فرزند سید تراب، اُن کے دو صاحبزادے ایک تو سید بڑے (لاولد) دوسرے سید محمد شاکر ۔

١٠٧ ۔ ذکر اولاد :۔

سید محمد شاکر ابن سید تراب کے چار فرزند : ١ ۔ سید نثار علی ان کے فرزند اول سید اولاد حسین ۔ فرزند دوم ۔ سید مظفر علی اُن کے سید مظہر علی ۔ ٢ ۔ سید سید بشیر علی لاولد ۔ ٣ ۔ سید امیر علی لاولد ۔ ٤ ۔ سید پرورش علی ان کے دو فرزند ١ ۔ سید جعفر حسین اور ٢ ۔ سید الطاف حسین ۔

١٠٨ ۔ ذکر اولاد :۔

سید عمر فرزند چہارم قطب شہاب الدین ۔ سید عمر کے دو صاحبزادے ۔ ١ ۔ سید حامد ٢ ۔ سید عبدالکریم ہستناپوری تھے ۔

١٠٩ ۔ ذکر اولاد :۔

سید حامد ابن سید عمر ابن قطب سید شہاب الدین کے دو صاحبزادے ۔ ١ ۔ سید بڑے (لاولد) تھے ۔ ٢ ۔ سید جیون کے سید حامد اُن کے سید مبارک اُن کے سید عمر اُن کے سید علم الدین اُن کے سید بڈھن اُن کے دو فرزند ۔ ١ ۔ سید عمر لاولد ۔ ٢ ۔ سید علم الدین کے فتح محمد اُن کے سید علی کبیر اُن کے سید علیم الدین اُن کے سید محمد اسمٰعیل

١١٠ ۔ ذکر اولاد :۔

سید محمد اسمٰعیل اُن کے دو فرزند ۔ ١ ۔ سید نثار علی (لاولد) دوسرے ۔ سید وزیر الدین مصنف حرز المومنین لامان المخالفین (ساکن موضع بہیرو پرگنہ کیسرت پور)

١١١ ۔ ذکر اولاد :۔

سید عبدالکبیر ہستناپوری ابن سید عمر (ابن سید قطب شہاب الدین) ۔ سید عبداللہ قطب العالم شکارپوری کے ہمشیرزادہ تھے ۔ جن کی اولاد بمقام ننگلہ پرگنہ ہستناپور موجود ہے

---
١ نظام الانساب قلمی جلد ٢ صہ ٣٦ ۔

تفصیل نہیں مل سکی ۔

شجرہ شاخ اوّل، ثمر چہارم

١١٢ ۔ ذکر اولاد :۔

حضرت قطب اسمٰعیل ابن مخدوم سید ناصر الدین محمود نوشہ ۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ۔ ایک تو سید کبیر الدین دوسرے ۔ سید حسین (آپ کا مرقد شریف بمقام اوچہ ہے ۔ آپ کی اولاد واحفاد دیوبا ڈھیری پنجاب میں اور ہندوستان میں ہے ۔

١١٣ ۔ ذکر اولاد :۔

سید کبیر الدین بخاری ابن قطب اسمٰعیل، (وفات ٨٢٥ھ مزار اوچہ) خلیفہ سید صدر الدین راجو قتال ۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے ۔ ١ ۔ سید حسن ۔ ٢ ۔ سید عبدالشکور ۔ ٣ ۔ سید عبدالغفور ۔ ٤ ۔ سید حسین ۔

نوٹ :۔ بقول مؤلف روایح المصطفٰے سید کبیر الدین نے اپنے والد ماجد سے اور سید عبدالشکور[٢] اور سید عبدالغفور نے آپ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور بوقت وفات والد ماجد، خلافت پائی تھی ۔

١١٤ ۔ ذکر اولاد :۔

سید حسین ابن سید کبیر الدین (چوتھے صاحبزادے) کے دو فرزند ۔ ١ ۔ سید زین العابدین ۔ ٢ ۔ سید منعم ۔

١١٥ ۔ ذکر اولاد :۔

سید زین العابدین ابن سید حسین کے تین صاحبزادے ۔ ١ ۔ سید عبدالمنعم ۔ ٢ ۔ سید شہاب الدین ۔ ٣ ۔ سید صدر الدین عارف ۔

١١٦ ۔ ذکر اولاد :۔

سید عبدالمنعم ابن سید حسین کے پانچ صاحبزادے ۔ ١ ۔ سید شعیب ۔ ٢ ۔ سید عبدالقادر ٣ ۔ سید حسن (لاولد) ۔ ٤ ۔ سید بہاؤالدین (لاولد) ۔ ٥ ۔ سید اسمٰعیل ۔

---
١ روایح المصطفٰے مطبوعہ صہ ٣١٨ ۔ ٢ ایضاً صہ ٣١٩ ۔

۱۱۷۔ ذکر اولاد:۔

سید شعیب ابن عبدالمنعم۔ آپ کے صرف ایک صاحبزادے سید عبدالغفار[1] اور اُن کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید حسن۔ ۲۔ سید عبدالحکیم۔ ۳۔ سید عبدالرحیم۔ ۴۔ سید حسین تھے۔

۱۱۸۔ ذکر اولاد:۔

سید عبدالقادر ابن سید عبدالمنعمؒ کے چار صاحبزادے[2] ۱۔ سید یوسف۔ ۲۔ سید عبدالکریم (لاولد) ۳۔ سید احمد۔ ۴۔ سید محمدؒ۔

۱۱۹۔ ذکر اولاد:۔

سید یوسف ابن سید عبدالقادر ابن سید عبدالمنعمؒ کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید عبدالستار۔ ۳۔ سید مبارک۔

۱۲۰۔ ذکر اولاد:۔

سید احمد ابن سید عبدالقادر ابن سید عبدالمنعمؒ کے ایک فرزند سید فتح اللہ تھے۔

۱۲۱۔ ذکر اولاد:۔

سید محمد ابن سید عبدالقادر ابن سید عبدالمنعمؒ کے دو فرزند: ۱۔ سید جلال۔ ۲۔ سید مبارکؒ۔

۱۲۲۔ ذکر اولاد:۔

سید اسمٰعیل ابن سید عبدالمنعم ابن سید زین العابدینؒ کے ایک صاحبزادے سید عمر تھے اور اُن کے دو فرزند۔ ۱۔ سید قاسم۔ ۲۔ سید ہاشمؒ۔

۱۲۳۔ ذکر اولاد:۔

سید صدرالدین عارف ابن زین العابدین شکارپوری ابن سید حسین ابن سید کبیر بخاری ابن قطب اسمٰعیل ابن مخدوم سید ناصرالدین نوشہؒ کے ایک صاحبزادے سید حسین تھے۔

---

[1] دیکھو ذکر اولاد سلسلہ ۱۱۵/۱۱۹ تالیف ہذا۔ [2] سلسلہ ۱۲۳۔

۱۲۴۔ ذکر اولاد:۔

سید حسین ابن سید صدرالدین عارف کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید پیر کمال ۲۔ سید محمود۔ ۳۔ سید زین الملک۔

۱۲۵۔ ذکر اولاد:۔

سید پیر کمال ابن سید حسین کے پانچ فرزند: ۱۔ سید مبارک۔ ۲۔ سید جمال الدینؒ ۳۔ سید قطب ۔ ۴۔ سید عبدالرحمٰن۔ ۵۔ سید شجاع الملک عرف سید گدائی۔

۱۲۶۔ ذکر اولاد۔ سید مبارک ابن سید پیر کمالؒ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید جعفر۔ ۲۔ سید اصغرؒ۔

۱۲۷۔ ذکر اولاد:۔

سید عبدالرحمٰن فرزند چہارم سید پیر کمالؒ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید گدائی۔ ۲۔ سید عبداللہ۔ ۳۔ سید عبدالکریم۔

۱۲۸۔ ذکر اولاد:۔

سید محمود برادر پیر کمال ابن سید حسین ابن سید صدرالدین عارف بخاریؒ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید احمد۔ ۲۔ سید محمدؒ۔ ۳۔ سید شہاب الدین۔ ۴۔ سید جلیل۔

۱۲۹۔ ذکر اولاد:۔

سید زین الملک ابن سید حسین ابن سید صدرالدین عارف کے چھ فرزند تھے۔ ۱۔ سید کبیرؒ۔ ۲۔ سید جلال۔ ۳۔ سید حسین۔ ۴۔ سید ابراہیم۔ ۵۔ سید برہان۔ ۶۔ سید حامد آخرالذکر ۲ تا ۴ اور ۶ غالباً لاولد تھے۔ اس لیے کہ ان کی اولاد کا حال معلوم نہ ہو سکا۔

۱۳۰۔ ذکر اولاد:۔

سید کبیر ابن زین الملک کے دو فرزند۔ سید حامد اور سید ابراہیم۔

۱۳۱۔ ذکر اولاد:۔

سید برہان ابن زین الملکؒ کے چار فرزند۔ ۱۔ سید علی اکبر عرف سید بھیکو۔ ۲۔ سید اسمٰعیل۔ ۳۔ سید عبداللہ۔ ۴۔ سید عبدالشکور۔

۱۳۲۔ ذکر اولاد:۔

سید عبداللہ فرزند چہارم سید برہان کے تین فرزند۔ ۱۔ سید مصطفیٰ۔ ۲۔ سید محمد ۳۔ سید احمد۔

۱۳۳۔ ذکر اولاد:۔

سید مصطفیٰ ابن سید عبداللہ ابن سید برہانؒ کے پانچ صاحبزادے تھے: ۱۔ سید سردار ۲۔ سید فتح علی ۳۔ سید محمد رضا ۴۔ سید قطب ۵۔ سید ابوسعید عرف سدا راہو (سید راہو)

۱۳۴۔ ذکر اولاد:۔

سید سردار ابن سید مصطفیٰ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید باقر اور سید شاکر۔

۱۳۵۔ ذکر اولاد:۔

سید فتح علی فرزند دوم ابن سید مصطفیٰ کے چار فرزند۔ ۱۔ شاہ جیو۔ ۲۔ سید شیخ جیو۔ ۳۔ سید لطف اللہ۔ ۴۔ سید عطاء اللہ۔

۱۳۶۔ ذکر اولاد:۔

سید محمد رضا فرزند سوم سید مصطفیٰ کے ایک فرزند۔ سید مراد۔

۱۳۷۔ ذکر اولاد:۔

سید قطب فرزند چہارم سید مصطفیٰ (زین الملکی) کے چار فرزند:۔ ۱۔ سید چھجو۔ (لاولد) ۲۔ عزیز محمد (لاولد)۔ ۳۔ سید محی الدین۔ ۴۔ محمد علی لاولد۔

۱۳۸۔ ذکر اولاد:۔

سید محی الدین ابن سید قطب ابن سید مصطفیٰ کے ایک فرزند سید اسحٰق پیارا اور ان کے سید اصغر۔

۱۳۹۔ ذکر اولاد:۔

سید ابوسعید عرف سدا راہو، ابن سید مصطفیٰ آپ کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید ابوالغیث۔ ۲۔ سید عبدالکریم۔

۱۴۰۔ ذکر اولاد:۔

سید ابوالغیث ابن سید ابوسعید عرف سدا راہو (شاخ زین الملک) سید ابوالغیث کے تین لڑکے ۱۔ سید عارف۔ ۲۔ سید عبدالکریم۔ ۳۔ سید احمد الدین۔

نوٹ:۔ سید عبدالکریم فرزند دوم سید ابوالغیث کی صرف ایک لڑکی تھی۔

۱۴۱۔ ذکر اولاد:۔

سید عارف ابن سید ابوالغیث کے تین فرزند۔ ۱۔ سید یونس علی۔ ۲۔ سید یوسف علی۔ ۳۔ سید حسن علی۔

۱۴۱/۱۔ ذکر آل سید یونس علی ابن سید عارف۔ ان کی ایک لڑکی سیدہ خیرالنساءؑ تھی جو سید علی رضا صاحب سے منسوب تھی۔

۱۴۱/۲۔ آل: سید یوسف علی ابن سید عارف۔ ان کی لڑکی سیدہ خوندہ بی بی زوجہ سید کرم علی تھتو۔

۱۴۲۔ اولاد: سید حسن علی فرزند سوم سید عارف کے ایک فرزند سید کرم علی تھتو (زوج سیدہ خوندہ بی بی مذکور الصدر)

۱۴۲[1]۔ اولاد۔ سید کرم علی تھتو ابن سید علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید حسین بخش ۲۔ سید علی رضا (داماد سید یونس علی ابن سید عارف)

۱۴۳۔ اولاد۔ سید حسین بخش ابن سید کرم علی تھتو ان کے صاحبزادے سید فیاض علی اور ایک صاحبزادی مسماۃ غفور النساء تھی۔ غفور النساء اسحٰق علی ابن سید نثار حسین سے منسوب تھیں۔

۱۴۴۔ اولاد:۔ سید فیاض علی ابن سید حسین بخش کے ایک صاحبزادے سید شمشاد حسین اور ایک دختر چاند بی منسوب بہ سید علی بخش ابن سید وزیر علی۔

(سلسلہ اولاد سید ابوالغیث ابن سدا راہو ختم)

۱۴۵۔ ذکر اولاد: سید عبدالکریم ابن سید ابوسعید عرف سدا راہو۔ (شاخ زین الملک[3]) قطب اسمٰعیلی[2]) کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید عبدالکریم۔ ۲۔ سید عبدالہادی۔ ۳۔

---

[1] دیکھو سلسلہ ۱۴۲ آل سید یونس علی۔ [2] الیضاً ۱۴۱۔ [3] نظام الانساب قلمی ۵۵۲/۵۶۲۔

سید ابو الغیث۔ ۴۔ سید رحمت اللہ۔ ان میں صرف فرزند چہارم سید رحمت اللہ کی اولاد کا پتہ چلتا ہے۔

۱۴۶۔ ذکر اولاد: سید رحمت اللہ ابن سید عبد الکریم ابن سردار اہو کے دو فرزند اور ایک دختر حسب ذیل ہیں:-

۱۔ سید بلاق علی۔ ۲۔ سید مدد حسین۔ ۳۔ بی بی آمنہ منسوبہ بہ سید اولاد علی اور سید بلاق علی کی زوجہ فتح دولت بنت عابد علی اور سید مدد حسین کی اہلیہ محترمہ مسماۃ بی بی لڈو تھیں۔

۱۴۷۔ ذکر اولاد: سید بلاق علی ابن سید رحمت اللہ ابن سید عبد الکریم ابن سردار اہو کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید جہانگیر علی۔ ۲۔ سید عطا حسین (لاولد) اور دو لڑکیاں مسماۃ امتیاز بانو (زوجہ سید عبد اللطیف) اور دوسری لڑکی بانو بی بی زوجہ سید امیر

۱۴۸۔ ذکر اولاد: سید جہانگیر علی ابن سید بلاق علی کے ایک فرزند سید علی گوہر تھے جن سے مسماۃ نوروزی بنت سید محسن علی منسوب تھی۔

نوٹ مسماۃ ممتاز بانو بنت سید امداد علی، سید جہانگیر علی کی اہلیہ تھیں۔

۱۴۹۔ ذکر اولاد:-

سید باقرؒ ابن سید سردار ابن سید مصطفےٰ ابن سید عبد اللہ ابن سید برہان ابن زین الملک از اولاد سید کبیر بخاری ابن قطب اسمٰعیلؒ۔ سید باقر کے تین فرزند۔ ۱۔ سید نادر علی۔ ۲۔ سید ناصر غالباً لاولد۔ سید علی اکبر۔

۱۵۰۔ ذکر اولاد:- سید نادر علی ابن سید باقر علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد رضا (لاولد) ۲۔ سید نصیر الدین۔

۱۵۱۔ ذکر اولاد:- سید نصیر الدین ابن سید نادر علی ابن سید باقر کے تین فرزند۔ ۱۔ سید نادر علی۔ ۲۔ سید امام بخش۔ ۳۔ سید قائم علی۔

۱۵۲۔ ذکر اولاد:- سید نادر علی ابن سید نصیر الدین کے دو بیٹے سید جواد علی اور امام بخش انکے دو فرزند منظہر علی و کاظم علی اور سید قائم علی کے سید معشوق علی ان کے

سید سردار علی۔

۱۵۳۔ ذکر اولاد:- سید علی اکبر ابن سید باقر ابن سید سردار (زین الملکی) کے سات فرزند حسب ذیل ہیں:-

۱۔ سید انور علی۔ ۲۔ سید باقر۔ ۳۔ سید حسین۔ ۴۔ سید مصطفےٰ۔ ۵۔ سید ذو الفقار علی ۶۔ سید علی اصغر۔ ۷۔ سید فدا علی۔ (ان میں سید باقر اور سید مصطفےٰ لاولد ہیں)

۱۵۴۔ ذکر اولاد:- سید انور علی ابن سید اکبر ابن سید باقر کے ایک فرزند سید پیارے علی ان کے دو فرزند منور علی اور نعمت علی۔ منور علی کے ایک فرزند سید واحد علی بھوپال میں رسالدار تھے۔

۱۵۵۔ ذکر اولاد:- سید حسین فرزند سوم سید علی اکبر کے چار صاحبزادے:- ۱۔ سید جلال۔ ۲۔ سید امانت علی۔ ۳۔ سید وارث علی۔ تینوں لاولد۔ ۴۔ سید ولی محمد کے ایک فرزند نعمت علی تھے۔

۱۵۶۔ ذکر اولاد:- سید ذو الفقار علی فرزند پنجم سید علی اکبر کے ایک فرزند قطب علی ان کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید نذر علی۔ ۲۔ سید مبارک علی۔ ۳۔ سید بیر علی۔

۱۵۷۔ ذکر اولاد:- سید نذر علی ابن قطب علی ابن سید ذو الفقار علی ابن سید علی اکبر۔ سید نذر علی سے صادق النساء بنت سید ہدایت علی منسوب تھی۔ جس کے بطن سے ایک فرزند سید فدا حسین تھے جن سے مسماۃ منیڈو بنت سید طفیل حسین منسوب تھی اور ایک دختر عزت بانو تھی جو سید عبد اللہ سے بیاہی گئی۔

۱۵۸۔ ذکر اولاد:- سید مبارک علی ابن قطب علی کے ایک صاحبزادے۔ محمد شفیع۔ (از بطن بتول النساء بنت امداد علی)

۱۵۹۔ ذکر اولاد:- سید بیر علی ابن قطب علی کے دو صاحبزادے (از بطن بی بی دھنا بنت سید چراغ علی) ۱۔ سید غلام عباس لاولد۔ ۲۔ سید غلام سجاد۔

۱۶۰۔ ذکر اولاد:- سید غلام سجاد ابن سید بیر علی کے دو لڑکے ۱۔ سید شریف حسین ۲۔ سید جعفر حسین اور دو لڑکیاں۔ اعجاز فاطمہ اور حسینی (از بطن بی بی مکھن بنت سید امداد علی)

اعجاز فاطمہ منسوب بہ عاشق حسین اور مسماۃ حسینی منسوب بہ رونق حسین۔
نوٹ:۔ سید شریف حسین ابن سید غلام سجاد (لاولد) جن سے نظیر بانو دختر سید عبد اللطیف منسوب تھی۔

۱۶۱۔ ذکر اولاد:۔ سید جعفر حسین ابن سید غلام سجاد ابن سید میر علی ان کے ایک صاحبزادے سید ذوالفقار علی شکارپوری۔ (از بطن مصطفائی بیگم بنت سید عبد اللطیف) (سلسلہ اولاد سید غنی حسین بخاری ابن سید کبیر بخاری ابن سید قطب اسمٰعیل بخاری ختم شد)

سلسلۂ اولاد سید قطب بخاری ابن سید کبیر بخاری ابن قطب اسمٰعیل بخاری ابن سید ناصر الدین محمود نوشہ قدس سرہٗ مدفن اوچہ (از بطن بی بی قوم کھوکھر نواح اوچہ)[1]

۱۶۲۔ اولاد:۔ سید قطب بخاری کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید بازید۔ ۲۔ سید بڈھا۔ ۳۔ سید شہاب الدین عبد اللہؒ۔

۱۶۳۔ اولاد:۔ سید بازید ابن سید قطب بخاری آپ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید ابو الفتح۔ ۲۔ سید ابو اسحٰق۔ ۳۔ سید نظام الدین۔ ۴۔ سید علم الدین۔

۱۶۴۔ اولاد:۔ سید ابو الفتح ابن سید بازید کے دو صاحبزادے ۱۔ سید عتیق اللہ ۲۔ سید دتو۔

۱۶۵۔ اولاد:۔ سید عتیق اللہ ابن ابو الفتحؒ کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید علاؤ الدینؒ ۲۔ سید شہاب الدینؒ اور ۳۔ صفی الدینؒ۔

۱۶۶۔ اولاد:۔ سید شہاب الدین ابن سید عتیق اللہ کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید صفی الدین دوسرے سید روح اللہ۔

۱۶۷۔ اولاد:۔ سید دتو ابن ابو الفتح ابن بازیدؒ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید قطب الدین۔ ۲۔ سید علم الدین۔ ۳۔ سید اویس۔ ۴۔ سید کمال۔

۱۶۸۔ اولاد:۔ سید نظام الدین ابن سید بازید بخاری ابن سید قطب بخاری۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ ۱۔ سید راجو۔ ۲۔ سید برہان اور ۳۔ سید جلال۔

[1] منہ نظام الانساب قلمی ص۵۵ جلد ۲

۱۶۹۔ اولاد:۔ سید راجو ابن نظام الدین کے دو بیٹے۔ ۱۔ سید جیا۔ ۲۔ سید موسیٰ اور سید جیا کے ایک فرزند سید کمال۔

۱۷۰۔ اولاد:۔ سید برہان ابن نظام الدین ابن سید بازید بخاری کے تین صاحبزادے ۱۔ سید نظام الدین۔ ۲۔ سید بازید۔ ۳۔ سید مبارک۔

۱۷۱۔ اولاد:۔ سید بڈھا ابن سید قطب بخاری ابن سید کبیر بخاری ابن سید قطب اسمٰعیل بخاری۔ سید بڈھا کے ایک صاحبزادے رکن الدین ان کے دو لڑکے سید بڈھا اور سید اسمٰعیل۔

۱۷۲۔ اولاد:۔ سید بڈھا ابن رکن الدین ابن سید بڈھا ابن سید قطب بخاری آپ کے سات صاحبزادے۔ ۱۔ سید شمس الدین سمن شاہ (مقبرہ برلب رانی حوض شکارپور۔ ۲۔ سید شہاب الدین۔ ۳۔ سید محمود۔ ۴۔ سید کمال۔ ۵۔ سید جمال۔ ۶۔ سید مبارک۔ ۷۔ سید کبیر (ابو البنت) یعنی صاحب دختر۔

۱۷۳۔ اولاد:۔ سید شمس الدینؒ سمن شاہ شکارپوری ابن سید بڈھا ابن رکن الدینؒ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید درویش۔ ۲۔ سید کبیر۔ ۳۔ سید گدائی۔ ۴۔ سید بھکاری۔

۱۷۴۔ اولاد:۔ سید درویش ابن سید شمس الدین المعروف بہ سمن شاہ کے ایک فرزند سید شجاع۔ ان کے سید عمر ان کے سید شجاعؒ۔

۱۷۵۔ اولاد:۔ سید گدائی ابن سمن شاہ مذکور کے دو بیٹے۔ ۱۔ سید قلندر۔ ۲۔ سید اسمٰعیل۔

۱۷۶۔ اولاد:۔ سید بھکاری فرزند چہارم سید شمس الدین سمن شاہ کے دو بیٹے ۱۔ سید شعیب فرزند کلاں کے ایک فرزند سید علاؤ الدین ان کی صرف ایک دختر تھی۔ ۲۔ سید بازید۔

۱۷۷۔ اولاد:۔ سید بازید ابن سید بھکاری کے ایک بیٹے سید عبد القادر۔ ان کے عبد الحکیم اور ان کے سید جان محمد۔

۱۷۸۔ اولاد:۔ سید جان محمد ابن سید عبد الحکیم ابن سید عبد القادر ابن سید بازیدؒ کے دو بیٹے۔ ۱۔ سید ہدایت اللہ۔ ۲۔ سید کرم اللہ۔ ان کے ایک ہی صاحبزادے سید جان محمد

۱۷۹۔ اولاد:۔ سیدجان محمدؒ بن سید کرم اللہ ابن سید جان محمد ابن سید عبدالحکیم کے تین فرزند۔ ۱۔ سید جعفر علی۔ ۲۔ سید مبارک علی۔ ۳۔ سید منور علی۔

۱۸۰۔ اولاد:۔ سید جعفر علی کے ایک فرزند عالم علی، اُن کے سید محب علی اور سید مبارک علی کے سید نثار علی۔ سید نثار علی کی ایک لڑکی بی بی جگو (زوجہ خیر علی) اور دو فرزند نذر حسین اور فدا حسین۔

۱۸۱۔ اولاد:۔ سید نذر حسین ابن سید نثار علی کے چار فرزند ۱۔ سید مبارک حسین ۲۔ سید مظہر حسین۔ ۳۔ سید یاور حسین۔ ۴۔ سید فیاض حسین اور سید یاور حسین کے ایک فرزند سید اعظم علی۔

۱۸۲۔ اولاد:۔ سید منور علی فرزند دوم سید جان محمد (سمن شاہی) ابن سید کرم اللہ ان کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ حاجی سید یوسف علی۔ ۲۔ سید بہادر علی۔ ۳۔ سید فضل حسین۔ ۴۔ سید نور علی۔

۱۸۳۔ اولاد:۔ حاجی سید یوسف علی ابن منور علی ابن سید جان محمدؒ کے تین لڑکے ۱۔ سید علی محمدؐ۔ ۲۔ سید محمد۔ ۳۔ سید علی نقی۔

۱۸۴۔ اولاد:۔ سید علی محمد ابن سید یوسف علی کے دو لڑکے۔ ۱۔ سید عاشق حسین ۲۔ سید رضا حسین۔

۱۸۵۔ اولاد:۔ سید محمدؐ ابن حاجی سید یوسف علی کے دو بیٹے۔ ۱۔ سید حسین ابراہیم اور ۲۔ سید محمد اسحٰق۔

۱۸۶۔ اولاد:۔ سید علی نقی ابن حاجی یوسف علی کی ایک لڑکی محمدی بیگم (زوجہ سید امجد علی نواسہ سید قوت علی) اور چار لڑکے۔ ۱۔ سید محمد نقی۔ ۲۔ سید امیر حسن۔ ۳۔ سید عباس حسین۔ ۴۔ سید حشمت علی۔

۱۸۷۔ اولاد سلسلۂ سید شہاب الدین عبداللہ قطب العالم فرزند خرد سید قطب بخاری۔

آپ اوچ سے ۸۹۷ھ بزمانہ سلطان سکندر لودی (۸۹۴/۹۲۳) شکارپور تشریف لائے۔

خود سلطان آپ کا مرید اور معتقد تھا۔ بے حد احترام کرتا تھا، اخراجات خانقاہ کے لیے تیرہ مواضعات محمود پور، کیلاون، کھنڈوانیہ، کرتھ، ڈورہ، ڈھانہ براکہ، بانسولی، بھٹولہ، مع قصبہ شکارپور نذر دیئے تھے۔ جس کی توثیق بابر نے ۹۳۵ھ میں کی۔ فرمانِ شاہی میں آپ کو "سیادت مآب آل طٰہٰ و یٰسین" سے مخاطب کیا ہے۔ شہنشاہ ہمایوں کے زمانے میں بھی بہ لحاظ فرمان ۹۳۷ھ معاش و جاگیر بحال رہی۔ سید شہاب الدین عبداللہ کی تین ازواج تھیں۔ زوجۂ اوّل رابے کلاں بی بی والدۂ سید عبدالرحمٰن و سید الہداد۔ زوجۂ ثانی۔ بی بی سکھی، بنت سید زین العابدین بن سید حسین لوہا ڈھیری والدۂ سید احمد۔ زوجۂ ثالث۔ بی بی راجی والدۂ سید راجو و سید جلال از قوم کھوکر (راجپوت)۔

سید شہاب الدین عبداللہ قطب العالم ابن سید قطب بخاری نبیرۂ سید قطب اسمٰعیل۔ آپ کے پانچ صاحبزادے۔ ۱۔ سید جلال۔ ۲۔ سید راجو۔ ۳۔ سید الہداد ۴۔ سید احمد۔ ۵۔ سید عبدالرحمٰن (قبر سنگ مرمر، بارہ کھنبہ (شکارپور) اور دو صاحبزادیاں ا۔ بی بی راحل۔ ۲۔ بی بی مریم۔

نوٹ:۔ سید جلال فرزند کلاں کی ایک صاحبزادی بی بی بانو اور فرزند چہارم سید احمد کی دختر بھولی بی بی جن کا مقبرہ شکارپور میں مرجع خاص و عام ہے اور فاتحہ کھچڑی اور شیرینی پر ہوتی ہے۔

۱۸۸۔ ذکر اولاد:۔ سید الہداد ابن سید شہاب الدین عبداللہ قطب عالم ابن سید قطب بخاریؒ کے پانچ بیٹے۔ ۱۔ سید محمود (لاولد)۔ ۲۔ سید عطا اللہ۔ ۳۔ سید موسیٰ۔ ۴۔ سید یوسف۔ ۵۔ سید حسین۔

۱۸۹۔ ذکر اولاد:۔ سید عطا اللہ ابن سید الہداد ابن سید شہاب الدین عبداللہ کے تین فرزند۔ ۱۔ زین العابدین۔ ۲۔ سید محمود۔ ۳۔ سید احمد۔

---

[1] سند ملوکہ سید احمد حسین ابن سید دلدار علی ابن زین العابدین بخاری شکارپوری (نظام الانساب قلمی صفحہ ۳۴۹) و (طبقہ شہر گزیٹیر مطبوعہ)

۱۹۰۔ اولاد:۔ سید محمود فرزند دوم سید عطا اللہؒ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید یوسف ۔ ۲۔ سید عالم ۔ ۳۔ سید قطب ۔ ۴۔ مخدوم عالم ۔

۱۹۱۔ اولاد:۔ سید یوسف ابن سید محمود ابن سید عطا اللہ کے دو صاحبزادے ۔ ۱۔ سید فاضل ۔ ۲۔ سید محمود ۔

۱۹۲۔ اولاد:۔ سید فاضل ابن سید یوسف کے دو صاحبزادے ۔ سید فضل اور نور محمد

۱۹۳۔ اولاد:۔ سید محمود اُن کے صرف ایک فرزند سید محمدؒ ۔

۱۹۴۔ اولاد:۔ سید نور محمد ابن سید فاضل ابن سید یوسف کے تین فرزند ۱۔ سید بہادر علی ۔ ۲۔ سید نظیر محمد ۔ ۳۔ سید محی الدین (نوٹ سید عالم ابن سید محمود ابن عطا اللہ لاولد تھے) ۔

۱۹۵۔ اولاد:۔ سید قطب ابن سید محمود کے تین فرزند ۔ ۱۔ سید یار محمدؒ ۔ ۲۔ سید طالب ۔ ۳۔ سید صلاح ۔

۱۹۶۔ اولاد:۔ سید طالب ابن سید عالم کے چار فرزند ۔ ۱۔ سید قایم ۔ ۲۔ سید الہداد ۔ ۳۔ سید رکھا ۔ ۴۔ اور سید علم الدین اور ان کے سید مراد ۔

۱۹۷۔ اولاد:۔ سید صلاح الدین ابن سید قطب کے ایک فرزند سید عنایت اللہ

۱۹۸۔ اولاد:۔ سید عنایت اللہ ابن سید صلاح کے چار فرزند ۔ ۱۔ سید حیات علی ۔ ۲۔ سید شاکر ۔ ۳۔ سید رستم علی ۔ ۴۔ سید باقر ۔

۱۹۹۔ اولاد:۔ سید شاکر ابن عنایت اللہ کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید احمد علی ۔ ۲۔ سید علی اور سید علی کے لطف علی اُن کے ارشاد علی ان کے سید محمدؒ احسن ۔

۲۰۰۔ اولاد:۔ سید محمدؒ احسن ابن ارشاد علی کے دو فرزند سید محمدؒ حسنین اور سراج الحسنین (از بطن ممتاز فاطمہ بنت بنیاد فاطمہ بنت سید قاسم حسین ابن سید احمد علی) ۔

۲۰۱۔ اولاد:۔ سید مخدوم عالم ابن سید محمود ابن سید عطا اللہ ابن سید الہدادؒ کے ایک فرزند سید محمدؒ علی تھے ۔

نوٹ: سید عالم ابن سید محمود سلسلہ نمبر ۱۹۰ دیکھو ۔

۲۰۲۔ ذکر اولاد:۔ سید موسیٰ فرزند سوم سید الہداد دہلوی ابن سید شہاب الدین عبد اللہ قطب العالمؒ کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید عبد الوہاب ۔ ۲۔ سید حسین اور سید حسین کے سید شہاب الدین ۔

۲۰۳۔ اولاد:۔ سید یوسف فرزند چہارم سید الہداد کے ایک فرزند سید عبد اللہ تھے

۲۰۴۔ اولاد:۔ سید حسین فرزند پنجم سید الہداد دہلوی کے ایک فرزند سید کبیر اُن کے سید حسین ۔

۲۰۵۔ اولاد:۔ سید حسین ابنِ سید کبیر کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید لطف علی ۔ ۲۔ بایزید لاولد

۲۰۶۔ اولاد:۔ سید لطف علی ابنِ سید کبیر کے تین فرزند ۔ ۱۔ غلام علی ۔ ۲۔ محب علی ۔ ۳۔ مہر علی ۔

۲۰۷۔ اولاد:۔ سید غلام علی ابن سید لطف علی کے سید بہاؤ الدین اُن کے سید اعظم علی

۲۰۸۔ اولاد:۔ سید محب علی ابن سید لطف علی ابن سید کبیر کے دو فرزند ۔ سید اسد علی اور سید خیرات علیؒ ۔

۲۰۹۔ اولاد:۔ سید مہر علی ابن سید لطف علی کے ایک صاحبزادے سید تقو ۔

۲۱۰۔ اولاد:۔ سید احمد ابن سید عطا اللہ ابن سید الہداد دہلوی کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید ہاشم ۔ ۲۔ سید حاتم ۔

۲۱۱۔ اولاد:۔ سید ہاشم ابن سید احمدؒ ابن سید عطا اللہ کے دو فرزند سید عبد اللہ ۔ اور سید علی اصغر (لاولد)

۲۱۲۔ اولاد:۔ سید عبد اللہ ابن سید ہاشم کے سید عظمت اللہ اُن کے سید امجد علی اُن کے سید محمد علی اُن کے سید حامد علی اُن کے سید احمد علی اُن کے سید غلام علی اوچی ۔

۲۱۳۔ اولاد:۔ غلام علی اوچی کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید مدد علی اور سید نیاز علی ۔

۲۱۴۔ اولاد:۔ سید مدد علی کے فرزند محمد علی اُن کے سید احمد حسین اُن کے سید حامد حسین ۔

۲۱۵۔ اولاد:۔ سید نیاز علی ابن غلام علی اوچی ان کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید غلام سجاد ۔

۲۔ سید اوصاف علی (لاولد) البتہ سید غلام سجاد کے ایک فرزند سید امیر حسین تھے۔

۲۱۶۔ اولاد:۔ سید حاتم ابن سید احمد ابن سید عطا اللہ ابن سید الہداد دہلوی کے ایک فرزند سید عبدالکریم۔

۲۱۷۔ اولاد:۔ سید عبدالکریم ابن سید حاتم از نبیرگان سید الہداد کے دو فرزند ۱۔ سید عبدالفتح ۲۔ سید عبدالسلام (لاولد)۔

۲۱۸۔ اولاد:۔ سید عبدالفتح ابن سید عبدالکریم کے دو فرزند سید ذوالفقار علی اور غلام حسین۔

۲۱۹۔ اولاد:۔ سید ذوالفقار علی ابن سید عبدالفتح کے سید حاتم علی اُن کے غلام حیدؔ۔

۲۲۰۔ اولاد:۔ سید غلام حسین ابن سید عبدالفتح (خاندان حکماء شکارپور) کے ایک فرزند سید مردان علی۔

۲۲۱۔ اولاد:۔ سید مردان علی ابن غلام حسین کے تین فرزند ۱۔ سید اکبر حسین۔ ۲۔ سید قاسم حسین (لاولد)۔ ۳۔ سید محمود حسین۔

۲۲۲۔ اولاد:۔ سید اکبر حسین ابن سید مردان علی کے ایک فرزند حکیم سید اکرام حسین۔

۲۲۳۔ اولاد:۔ حکیم سید اکرام حسین اُن کے پانچ فرزند۔ ۱۔ حکیم کرم حسین (لاولد) ۲۔ سید علی (لاولد)۔ ۳۔ حکیم سید طالب حسین۔ ۴۔ شوکت علی۔ ۵۔ حکیم سید افضل حسین (لاولد)

۲۲۴۔ اولاد:۔ حکیم سید طالب حسین ابن حکیم سید اکرام حسین کے تین فرزند۔ ۱۔ حکیم سید محمد شاہ۔ ۲۔ حکیم سید ابرار حسین اور ۳۔ حکیم سید احمد شاہ۔

۲۲۵۔ اولاد:۔ سید شوکت علی ابن حکیم اکرام حسین اُن کے ایک فرزند سید تجمل حسین اُن کے فرزند سید تفضل حسین۔

۲۲۶۔ اولاد:۔ سید محمود حسین ابن سید مردان علی (۲۲۱) کے دو فرزند۔ ۱۔ سید ذوالفقار علی اور ۲۔ سید زین العابدین۔

۲۲۷۔ اولاد:۔ سید ذوالفقار علی ابن سید محمود حسین ابن سید مردان علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید نثار حسین اور ۲۔ سید فتح علی۔

۲۲۸۔ اولاد:۔ سید نثار حسین ابن سید ذوالفقار علی کے دو فرزند سید امیر حسین (لاولد) اور سید فیض الحسن۔

۲۲۹۔ اولاد:۔ سید فیض الحسن ابن سید نثار حسین کے تین فرزند۔ ۱۔ سید نور الحسن۔ ۲۔ سید قاسم حسین۔ ۳۔ سید حضور الحسن۔

۲۳۰۔ اولاد:۔ سید فتح علی ابن سید ذوالفقار علی کے فرزند سید مردان علی اور اُن کے سید محمود حسین۔

ساداتِ بخاری قطب دروازہ شکارپور عہ

۲۳۱۔ اولاد:۔ سید شاہ عبدالرحمٰن فرزند پنجم سید شہاب الدین قطب عالم شکارپوری۔ مزار سنگ مرمر واقع بارہ بھتیہ شکارپور۔ سید شاہ عبدالرحمٰن کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید علیم الدین۔ ۲۔ سید ابوالحسن۔ ۳۔ سید قطب۔ ۴۔ سید صدر الدینؒ۔

۲۳۲۔ اولاد:۔ سید علیم الدین ابن سید عبدالرحمٰنؒ کے صرف ایک صاحبزادے سید بہاؤالدین تھے۔ ابوالحسن ابن سید عبدالرحمٰن لاولد تھے۔

۲۳۳۔ اولاد:۔ سید قطب ابن سید عبدالرحمٰن شکارپوری کے تین صاحبزادے ۱۔ سید علی اکبر۔ ۲۔ سید حامد (لاولد)۔ ۳۔ سید علی اصغر۔ اور ایک دختر بوا جیو منسوب بہ سید مرتضیٰ ابن سید فضل اللہ۔

۲۳۴۔ اولاد:۔ سید علی اکبر ابن سید قطب کے ایک صاحبزادے سید محمد تھے۔

۲۳۵۔ اولاد:۔ سید علی اصغر ابن سید قطب کے ایک صاحبزادے سید جعفر جھنڈا اور اُن کے دو فرزند۔ سید باقر اور سید علی۔

۲۳۶۔ اولاد:۔ سید صدر الدین فرزند چہارم سید شاہ عبدالرحمٰن (سادات قطب دروازہ) کے ایک صاحبزادے سید معروف تھے۔

عہ نظام الانساب قلمی صفحہ ۵۶۸ (آصفیہ)

۲۳۷۔ اولاد:۔ سید معروف ابن صدر الدین مذکور کے تین صاحبزادے
۱۔ سید اسد اللہ۔ ۲۔ سید رحمت اللہ۔ ۳۔ سید عنایت اللہ (لاولد)
۲۳۸۔ اولاد:۔ سید اسد اللہ ابن سید معروف کے ایک صاحبزادے سید سلطان تھے۔
۲۳۹۔ اولاد:۔ سید رحمت اللہ فرزند دوم سید معروف ابن سید صدر الدین کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید عظمت اللہ۔ ۲۔ سید شاہ عبد الرحمٰن قطب اور ۳۔ سید معروف۔
۲۴۰۔ اولاد:۔ سید عظمت اللہ ابن سید رحمت اللہ ابن سید معروف مذکور کے نو فرزند۔ ۱۔ سید عبد اللہ۔ ۲۔ سید شاہ محمدؐ۔ ۳۔ سید تاج الدین۔ سید صادق علی۔ ۵۔ سید فخر الدین۔ ۶۔ سید بڑے۔ ۷۔ سید حامد۔ ۸۔ سید باقر۔ ۹۔ سید مبارک۔
۲۴۱۔ اولاد:۔ سید عبد اللہ ابن سید عظمت اللہ کے دو فرزند۔ بڑے سید غلام علی (لاولد) اور چھوٹے سید قادر علی۔
۲۴۲۔ اولاد:۔ سید قادر علی ابن سید عبد اللہ ابن سید عظمت اللہ کے تین فرزند ۱۔ سید فدا علی۔ (لاولد)۔ ۲۔ سید ابو علی۔ ۳۔ سید حمزہ علی۔ سید ابو علی فرزند کلاں کے ایک فرزند سید محمدؐ شجاع۔
۲۴۳۔ اولاد:۔ سید حمزہ علی ابن سید قادر علی ابن سید عبد اللہ کے فرزند سید صادق حسین۔
۲۴۳/۱۔ اولاد:۔ سید صادق حسین کے تین فرزند۔ ۱۔ سید اشفاق حسین (لاولد) ۲۔ سید فدا حسین (لاولد) ۳۔ سید مرتضیٰ حسین ان کے سید حمزہ علی۔
۲۴۴۔ اولاد:۔ سید شاہ محمدؐ فرزند دوم سید عظمت اللہ ابن سید رحمت اللہ کے فرزند سید محمدؐ عارف اُن کے دو فرزند سید غلام مصطفٰے اور سید وارث علی۔
۲۴۵۔ اولاد:۔ سید وارث علی ابن سید محمدؐ عارف ابن سید شاہ محمدؐ مذکور کے

تین صاحبزادے۔ ۱۔ حاجی سید ظہور علی۔ ۲۔ سید اکرام علی۔ ۳۔ سید واحد علی۔
۲۴۶۔ اولاد:۔ حاجی سید ظہور علی ابن وارث علی مذکور کے تین صاحبزادے ۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید محمود علی (لاولد)۔ ۳۔ سید زوار حسین۔ ان میں سید علی کے ایک فرزند سید ارتضا حسین اور سید زوار حسین کے صاحبزادے سید مقبول حسین تھے۔
۲۴۷۔ اولاد:۔ سید اکرام علی ابن سید وارث علی ان کے ایک فرزند سید رضا علی تھے ان کے سید واحد علی مجنون تھے۔ اُن کے فرزند امیر حسین عرف "بڈھن دیوانہ" بھی مجنون مادر زاد پیدا ہوئے۔
۲۴۸۔ اولاد:۔ سید صادق علیؑ ابن سید عظمت اللہ ابن سید رحمت اللہ ابن سید معروف کے چار فرزند۔ ۱۔ سید حیدر علی۔ ۲۔ سید غلام حسین (لاولد) ۳۔ سید عصمت علی۔ ۴۔ سید غلام حسین۔
۲۴۹۔ اولاد:۔ سید حیدر علی ابن سید صادق علی کے ایک فرزند سید امداد علی۔
۲۴۹/۱۔ اولاد:۔ سید امداد علی کے چار فرزند۔ ۱۔ سید امتیاز علی۔ ۲۔ سید اشرف حسین (لاولد)۔ ۳۔ سید امان علی۔ ۴۔ سید مبارک حسین (لاولد)
۲۵۰۔ اولاد:۔ سید امتیاز علی ابن سید امداد علی کے ایک فرزند سید تہور حسین قمر۔
۲۵۱۔ اولاد:۔ سید امان علی ابن سید امداد علی کے صاحبزادے سید علی حسن اور اُن کے سید محمدؐ شریف۔
۲۵۲۔ اولاد:۔ سید عصمت علی ابن سید صادق علی ابن سید عظمت اللہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید حمایت علی۔ ۲۔ سید قربان علی (لاولد)
۲۵۳۔ اولاد:۔ سید حمایت علی ابن سید عصمت علی کے فرزند سید عوض علی ان کے سید سالم علی، اُن کے سید وجاہت حسین۔ دوسرے صاحبزادے سید منظور حسین صغیر سنی میں فوت ہوئے۔

ع دیکھو سید معروف سلسلہ ۲۳۶ تالیف ہذا۔

۲۵۴۔ اولاد:۔ سیّد احمد کبیر ابن سیّد غلام حسین ابن سیّد صادق علی ابن سیّد عظمت اللہ کے دو فرزند ۔۱۔ سیّد فرزند علی ۔ ۲۔ سیّد شجاعت علی اُن کے سیّد احسان علی۔

۲۵۵۔ اولاد:۔ سیّد احسان علی ابن سیّد شجاعت علی کے دو فرزند۔ سیّد غلام حسین (لاولد) دوسرے سیّد عطا علی اُن کے سیّد فرزند حسین متوفی ۱۳۲۴ھ (۳۰ ربیع الاول)

۲۵۶۔ اولاد:۔ سیّد فرزند علی ابن سیّد احمد کبیر ابن سیّد غلام حسین کے دو فرزند تھے ۱۔ سیّد افضل علی ۔۲۔ سیّد تراب علی۔

سلسلۂ اولاد سادات بخاری گنج (شکارپور)

۲۵۷۔ سیّد شاہ قطب عبد الرحمٰن[عہ] ابن سیّد رحمت اللہ ابن سیّد معروف ابن سیّد صدر الدین ابن سیّد عبد الرحمٰن سادات بخاری قطب دروازہ ابن سیّد شہاب الدین عبد اللہ قطب العالمؒ۔ سیّد شاہ قطب عبد الرحمٰن کے چار فرزند۔۱۔ سیّد ابو سعید۔۲۔ سیّد شریف (لاولد) ۔۳۔ سیّد مُنگا۔۴۔ سیّد عبد اللطیف۔

۲۵۸۔ اولاد:۔ سیّد ابو سعید ابن شاہ قطب عبد الرحمٰن کے چار فرزند۔۱۔ سیّد سلطان علی۔۲۔ سیّد عظمت علی۔۳۔ سیّد مدار اللہ۔۴۔ سیّد محمّد علی۔

۲۵۹۔ سیّد عبد اللطیف بن شاہ قطب عبد الرحمٰن کے دو فرزند۔۱۔ سیّد شاہ مُراد علی (مزار محلہ گنج شکارپور) ۔۲۔ سیّد حیات علی (لاولد)

۲۶۰۔ اولاد:۔ سیّد شاہ مُراد علی ابن سیّد عبد اللطیف کے تین فرزند۔۱۔ سیّد محمّد شفیع (ابو البنت) ۔۲۔ سیّد شاہ امانت علی (مزار در گنج) ۔۳۔ سیّد الہداد محمّد رفیع

۲۶۱۔ اولاد:۔ سیّد شاہ امانت علی ابن مُراد علی کے تین فرزند۔۱۔ سیّد شاہ کرامت علی۔۲۔ سیّد ہدایت علی عرف بھجو۔۳۔ سیّد عنایت علی۔

۲۶۲۔ اولاد:۔ سیّد شاہ کرامت علی ابن سیّد شاہ امانت علی کے چار فرزند۔

عہ نظام الانساب قلمی ص ۵۸۱/۶۱۶۔

۱۔ سیّد شاہ صفدر علی۔۲۔ سیّد شاہ غالب علی۔۳۔ سیّد شاہ عزّت علی (لاولد) ۴۔ سیّد شاہ طالب علی (لاولد)۔

۲۶۳۔ اولاد:۔ سیّد شاہ صفدر علی ابن شاہ کرامت علی ابن امانت علی کے ایک فرزند سیّد شاہ شوکت علی تھے۔

۲۶۴۔ اولاد:۔ سیّد شاہ شوکت علی ابن سیّد شاہ صفدر علی کے پانچ فرزند ۱۔ سیّد بلاق علی (لاولد)۔۲۔ سیّد ممتاز حسین لاولد۔۳۔ سیّد مقبول حسین لاولد ۴۔ سیّد عاشق علی لاولد۔ ۵۔ سیّد حشمت علی کے صرف ایک فرزند سیّد شبیر حسین تھے۔

۲۶۵۔ اولاد:۔ سیّد شاہ غالب علی فرزند دوم۔ سیّد شاہ کرامت علی کے ایک فرزند سیّد محمّد رضا تھے۔ اُن کے دو فرزنداں۔۱۔ سیّد احمد رضا اور ۲۔ سیّد قربان حسین۔

۲۶۶۔ اولاد:۔ سیّد ہدایت علی عرف بھجو ابن سیّد شاہ امانت علی ابن سیّد مراد علی مذکور کے سات فرزند۔۱۔ سیّد مظہر علی لاولد۔ ۲۔ سیّد بشارت علی لاولد ۳۔ سیّد دلاور علی۔ ۴۔ سیّد حرمت علی (لاولد)۔ ۵۔ سیّد ہاشم علی (لاولد)۔ ۶۔ سیّد قاسم علی کی ایک دختر۔ ۷۔ سیّد بہادر علی۔

۲۶۷۔ ذِکر اولاد:۔
سیّد دلاور علی ابن سیّد ہدایت علی عرف بھجو ابن سیّد شاہ امانت علی کے دو فرزند ۱۔ سیّد محمّد سعید اور ۲۔ سیّد محمّد تقی (لاولد) سیّد محمّد سعید کے ایک فرزند سیّد کفایت حسین

۲۶۸۔ ذِکر اولاد:۔
سیّد بہادر علی فرزند ہفتم میاں بھجو کے تین فرزند۔۱۔ سیّد ضامن علی۔۲۔ سیّد محمّد حاجی۔ ۳۔ سیّد نجم الدین علی۔

۲۶۹۔ ذِکر اولاد:۔ سیّد نجم الدین علی ابن سیّد بہادر علی ابن میاں بھجو کے چھ فرزند حسب ذیل۔۱۔ سیّد مقبول حسین۔ ۲۔ سیّد امانت حسین۔ ۳۔ سیّد فیاض حسین۔ ۴۔ سیّد غضنفر حسین۔ ۵۔ سیّد مُراد علی۔ ۶۔ سیّد لطف حسین۔

۲۷۰۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد الہداد محمّد رفیع ابن سیّد شاہ مُراد علی۔ ابن سیّد عبد اللطیف ابن سیّد ابوسعید ابن سیّد شاہ قطب عبد الرحمٰن کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد جلال۔ ۲۔ سیّد محبّت علی۔ ۳۔ سیّد بدد علی۔

۲۷۱۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد جلال ابن سیّد الہداد محمّد رفیع کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد جوّاد علی۔ ۲۔ سیّد نیاز علی (لاولد البنت)

۲۷۲۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد جوّاد علی ابن سیّد جلال کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد ظفر علی۔ ۲۔ سیّد تہور علی۔ ۳۔ سیّد محمّد جعفر۔

۲۷۳۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد ظفر علی ابن سیّد جواد علی ابن سیّد جلال کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد محمّد اکبر۔ ۲۔ سیّد محمّد جوّاد۔

۲۷۴۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد محمّد جعفر ابن سیّد جوّاد علی ابن سیّد جلال کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد ذاکر حسین۔ ۲۔ سیّد صغیر حسین۔

۲۷۵۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد مدد علی ابن سیّد الہداد محمّد رفیع کے فرزند سیّد پیر اُن کے سیّد یاد علی ان کے سیّد بنیاد علی اُن کے سیّد وزیر حسین ان کی ایک دختر تھی۔

۲۷۶۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد محبّت علی ابن سیّد الہداد محمّد رفیع کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سیّد الفت علی۔ ۲۔ سیّد علی حسین۔ ۳۔ سیّد التفات علی۔ ۴۔ سیّد علی محمّد۔ ۵۔ سیّد کرم حسین۔

۲۷۷۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد الفت علی ابن محبّت علی ابن سیّد الہداد محمّد رفیع کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد نثار حسین۔ ۲۔ سیّد فدا حسین۔

۲۷۸۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد نثار حسین ابن سیّد الفت علی ابن محبّت علی کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد ریاض الحسن۔ ۲۔ سیّد ولایت حسین۔ ۳۔ سیّد مروّت حسین۔

۲۷۹۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد ریاض الحسن ابن سیّد نثار حسین ابن سیّد الفت علی کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سیّد محمّد۔ ۲۔ سیّد اختر حسین۔

ع سلسلہ نمبر ۲۶۱ دیکھو سیّد مراد علی۔

۲۸۰۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد مروّت حسین ابن سیّد نثار حسین کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد اشتیاق حسین۔ ۲۔ سیّد شرافت حسین۔

۲۸۱۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد علی حسین فرزند دوم سیّد محبّت[1] علی کے تین فرزند ۱۔ سیّد سخاوت حسین۔ ۲۔ سیّد عسکری حسین۔ ۳۔ سیّد محبّت حسین۔

۲۸۲۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد سخاوت حسین ابن سیّد علی حسین کے ایک فرزند۔ سیّد مقبول حسین۔

۲۸۳۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد محبّت حسین ابن سیّد علی حسین کے ایک فرزند سیّد حسن رضا۔

۲۸۴۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد التفات علی ابن سیّد محبّت علی کے چار فرزند۔ ۱۔ سیّد عبد اللہ۔ ۲۔ سیّد غلام سجاد۔ ۳۔ سیّد عاشق علی۔ ۴۔ سیّد دلاور علی۔

۲۸۵۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد غلام سجاد ابن سیّد التفات علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد محمّد حسن۔ ۲۔ سیّد علی حسین۔

۲۸۶۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد کرم حسین ابن سیّد محبّت علی کے تین فرزند۔ ۱۔ سیّد عترت حسین۔ ۲۔ سیّد اعجاز حسین۔ ۳۔ سیّد مظہر حسین۔

۲۸۷۔ ذکرِ اولاد:۔ سیّد عترت حسین ابن سیّد کرم حسین کے ایک فرزند سیّد محمود حسین تھے۔ جن کی اولادِ نرینہ نہ تھی لڑکیاں تھیں جن کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

سلسلۂ اولاد سیّد شاہ راجو[2] بخاری ابن سیّد شہاب الدین عبد اللہ قطب العالمؒ

۲۸۸۔ ذکرِ اولاد:۔

مخفی نہ رہے کہ سیّد شاہ راجو اور سیّد جلال دونوں حقیقی بھائی تھے جو بی بی ازاجی (قوم کھوکر) کے بطن سے تھے۔ سیّد شاہ راجو بعمر ۱۸ یا ۲۰ بیس سال فوت ہوئے مدفن دہلی، بہ درگاہ سیّد شاہ عبد اللہ ابن شیخ بہاؤ الدین متصل سرائے قریب دروازہ

۱؎ سلسلہ نشان ۲۷۶ محبت علی دیکھیے۔ ۲؎ سلسلہ نشان ۱۸۶ سید شہاب الدین عبد اللہ خالد ...

چار دیواری۔ جانب چپ سید الہداد اُن کے بھائی کی قبر بھی اُن کے برابر ہے۔
(نظام الانساب بحوالہ نسب نامہ قدیمی)

آپ کی زوجۂ ثانی عظمت خاتون بنت شیخ فرید ساکن موضع سنہرہ ضلع بلند شہر حضرت شیخ فرید گنج شکر کی اولاد سے تھیں جن کے بطن سے ایک فرزند دیوان سید ابراہیم بخاری ابن سید راجو بخاری تھے۔

۲۸۹۔ ذکر اولاد:۔ سید ابراہیم بخاری ابن سید شاہ راجو بخاری کے دو صاحبزادے سید مصطفےٰ لاولد تھے۔ دوسرے سید فضل اللہ بخاری (زوجہ سید مصطفےٰ بخاری مسماۃ روشن بخت بنت سید سردار عدلانی دہلوی اور والدۂ ماجدہ سید مصطفےٰ بخاری مسماۃ شیر خاتون بنت دیس گوشائیں (ابن کلاں خاتون)

۲۹۰۔ ذکر اولاد "سادات قطب دروازہ":۔ دیوان سید فضل اللہ بخاری ابن سید ابراہیم بخاری ابن سید راجو بخاری ابن سید شہاب الدین عبد اللہ قطب العالم سید فضل اللہ بخاری متوفی (۹۲۰ھ) بعمر ۷۷ سال معاصر سلطان ابراہیم لودھی ($\frac{۹۲۳}{۹۳۳}$ھ) (مدفن قلعہ کوٹ[۲] کانگڑہ)

دیوان سید فضل اللہ بخاری کی تین حرم محترم تھیں۔ زوجۂ اوّل بی بی بانو بنت نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید دہلوی!!

زوجۂ ثانی۔ شہزادی بی بی بنت دیوان الف خاں قایم خانی راجہ جھو نجھو (والدۂ سید محمد طیب و سید عبد الرحمٰن و سید معین الدین)۔

زوجۂ ثالث بی بی مہر افروز (والدۂ سید عبد القادر و سید محمد رضا)

آل سید فضل اللہ بخاری:۔ دختران سید فضل اللہ بخاری از بطن بی بی شہزادی
۱۔ بی بی سکھی زوجۂ سید یوسف از اولاد سید عبد الوہاب دہلوی۔ ۲۔ عظمت خاتون بی بی
۳۔ زینب خاتون۔ ۴۔ جمال خاتون۔ جمال خاتون کے فرزند سید محمد جواد دہلو تھے۔ ۵۔ اللہ رکھی۔ زوجہ سید عالم دہلوی۔

---

[۱] نظام الانساب قلمی صفحہ ۴۸۳ جلد ۲۔ [۲] کوٹ کانگڑہ ہندوستان کا نہایت مشہور ناقابل تسخیر قلعہ تھا۔

۲۹۱۔ اولاد:۔
دیوان سید فضل اللہ بخاری کے گیارہ صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید مرتضیٰ ۲۔ سید قطب ۳۔ سید تراب ۴۔ سید معین الدین ۵۔ دیوان سید محمد طیب ۶۔ سید محی الدین ۷۔ سید عبد القادر ۸۔ سید جمال ۹۔ سید کرم محمد ۱۰۔ سید عبد الرحمٰن ۱۱۔ سید محمد رضا۔

۲۹۲۔ اولاد:۔ سید ابو تراب فرزند سوم سید فضل اللہ بخاری کے دو فرزند۔
۱۔ سید کرم علی۔ ۲۔ سید محمد باقر۔

۲۹۳۔ ذکر اولاد:۔ سید محمد باقر ابن سید ابو تراب کے دو فرزند۔ ۱۔ سید ذاکر۔ ۲۔ سید ہدایت اللہ۔

۲۹۴۔ ذکر اولاد:۔ سید جمال فرزند ہشتم دیوان سید فضل اللہ بخاری کے دو فرزند ۱۔ سید عبد السلام۔ ۲۔ سید نظام تھے۔

۲۹۵۔ ذکر اولاد:۔ سید کرم فرزند نہم سید فضل اللہ بخاری کے ایک فرزند سید فضل اللہ لاولد تھے۔

۲۹۶۔ ذکر اولاد:۔ سید عبد الرحمٰن فرزند دہم سید فضل اللہ بخاری سے امید بانو بنت نواب دولت خاں قایم خانی ابن نواب الف خاں منسوب تھی۔ اولاد کا پتہ نہیں چلا۔

۲۹۷۔ ذکر اولاد:۔ سید عبد القادر فرزند ہفتم دیوان سید فضل اللہ بخاری کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید اسمٰعیل۔ ۲۔ سید اسحٰق۔ ۳۔ نامعلوم الاسم۔

۲۹۸۔ ذکر اولاد:۔ سید اسمٰعیل ابن سید عبد القادر کے ایک صاحبزادے سید یعقوب تھے اور سید اسحٰق کے صاحبزادے سید نثار علی تھے۔

۲۹۹۔ ذکر اولاد:۔ سید نثار علی ابن سید اسحٰق کے تین صاحبزادے ۱۔ سید فضل علی۔ ۲۔ سید حسین علی۔ اور ۳۔ سید مہر علی۔

۳۰۰۔ ذکر اولاد:۔ سید فضل علی ابن سید نثار علی ابن سید اسحٰق بخاری (فضل اللہی) کے ایک فرزند سید بخاور علی اُن کے فرزند سید احمد حسین (از بطن حور النساء بنت سید مظہر علی)

۳۰۱ ۔ اولاد :۔ سید حسین علی ابن سید نثار علی ابن سید اسحٰق ابن سید عبدالقادر ابن دیوان فضل اللہ بخاریؒ کے ایک فرزند سید مظہر علی ۔

۳۰۲ ۔ اولاد :۔ سید مظہر علی ابن سید حسین علی کے ایک فرزند سید محمد رضا (سید محمد رضا سے بتول النساء بنت سید باغ علی منسوب تھیں) اور دو لڑکیاں مسماۃ قمر النساء اور نثار بانو (نثار بانو سید عظمت علی ساکن عبداللہ پور سے منسوب تھیں) ۔

۳۰۳ ۔ اولاد :۔ سید محمد رضا ابن سید مظہر علی ابن سید حسین علی ابن سید نثار علی کی تین لڑکیاں حسب ذیل ۔

آل سید محمد رضا ابن سید مظہر علی :۔ ۱۔ فاطمہ زوجہ سید محب علی ۔ ۲۔ کلثوم فاطمہ زوجہ سید جعفر حسین عرف شمو ۔ ۳۔ نجی زوجہ سید محمد حسن ابن سید جعفر علی ۔

۳۰۴ ۔ اولاد ذکور :۔ سید محمد رضا ابن سید مظہر علی کے تین فرزند ۔ ۱۔ سید مہدی حسن ۔ ۲۔ سید مظہر حسین ۔ ۳۔ سید اولاد حسین ۔

۳۰۵ ۔ اولاد :۔ سید اولاد حسین ابن سید محمد رضا کے چار فرزند ۔ ۱۔ سید حسین ۔ ۲۔ سید خورشید حسین ۔ ۳۔ سید رضا حسین ۔ ۴۔ سید اختر حسین ۔

۳۰۶ ۔ اولاد :۔ سید محمد رضا[1] ابن دیوان سید فضل اللہ بخاری کے دو فرزند سید رستم علی اور سید محمد ناصر ۔

۳۰۷ ۔ اولاد :۔ سید رستم علی ابن سید محمد رضا کے دو فرزند سید محمد پناہ عرف میاں لکھا[2] ۔ ۲۔ سید امام علی ۔

۳۰۸ ۔ اولاد :۔ سید امام علی ابن سید رستم علی ابن سید محمد رضا کے تین فرزند ۱۔ سید مقبول علی ۔ ۲۔ سید جمعیت علی ۔ ۳۔ سید غضنفر علی ۔

۳۰۹ ۔ اولاد :۔ سید مقبول علی ابن سید امام علی فرزند کلاں کے صرف ایک صاحبزادے سید فرزند علی تھے ۔

۳۱۰ ۔ اولاد :۔ سید محمد ناصر ابن سید محمد رضا ابن دیوان سید فضل اللہ بخاری کے

---

(۱) دیکھو سلسلہ ۲۹۱ سید محمد رضا فرزند یازدہم ۔ میاں لکھا یا میاں لکھا صاف پڑھا نہیں گیا

چار صاحبزادے حسب ذیل ۔
۱۔ سید فضل اللہ ملہو (ابوالبنت یعنی صاحب دختر) ۔ ۲۔ سید ابراہیم ۔ ۳۔ سید شکر اللہ ۴۔ سید حامد ۔

۳۱۲ ۔ اولاد ۔ سید شکر اللہ ابن سید فضل اللہ ملہو کے ایک فرزند سید عوض علی اور ان کے سید مصاحب علی ۔

۳۱۳ ۔ اولاد ۔ سید ابراہیم فرزند دوم سید محمد ناصر کے ایک فرزند سید مزمل ۔

۳۱۴ ۔ اولاد :۔ سید حامد فرزند چہارم سید محمد ناصر کے ایک فرزند سید دوست علی ۔

۳۱۵ ۔ اولاد :۔ سید دوست علی ابن سید حامد کے تین فرزند ۔ ۱۔ سید کرم علی ۔ ۲۔ سید ابوتراب ۔ ۳۔ سید جمال علی ۔

۳۱۶ ۔ اولاد :۔ سید مصاحب علی ابن سید عوض علی ابن سید شکر اللہ ابن سید محمد ناصر ابن سید محمد رضا ابن سید فضل اللہ بخاریؒ کے حسب ذیل چار فرزند ۔
۱۔ سید ناصر علی ۔ ۲۔ سید حیات علی ۔ ۳۔ سید یاد حسین ۴۔ سید حسین ۔

۳۱۷ ۔ اولاد :۔ سید ناصر علی ابن مصاحب علی کے ایک فرزند سید انور علی تھے ۔

۳۱۸ ۔ اولاد :۔ سید حیات علی ابن مصاحب علی کے دو فرزند ۔ ۱۔ سید محمد رضا ۲۔ سید قدرت علی ۔

۳۱۹ ۔ اولاد :۔ سید یاد حسین ابن مصاحب علی کے ایک فرزند ۔ سید علی حسن ۔

نوٹ :۔ سید حسین ابن مصاحب علی لاولد تھے (صفحہ ۶۸ نظام الانساب قلمی) ۔

سلسلہ اولاد دیوان سید محمد طیب بخاری ابن دیوان سید فضل اللہ بخاری

سادات منڈی (تنکارپور)

۳۹۴ ۔ اولاد :۔ سید محمد طیب[1] بخاری سے بی بی لدھو بنت سید روح اللہ عدلانی ابن

---

(۱) غالباً یہ سید طیب بخاری معاصر داراشکوہ ہیں جن کی جاگیر عالمگیر نے بوجہ تائید داراشکوہ ضبط کر لی تھی ۔ دگز یٹیر بلند شہر صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ

سید حامد دہلوی منسوب تھی۔

الف:۔ دختران سید محمد طیب بخاری۔ مسماۃ فاطمہ اور مسماۃ نور خاتون۔

ب:۔ سید محمد طیب بخاری کے چھ فرزند۔ ۱۔ سید محمد عارف۔ ۲۔ سید احمد علی۔ ۳۔ سید محمد عابد۔ ۴۔ سید محمد اشرف۔ ۵۔ سید لطف اللہ۔ ۶۔ سید محمد حسین۔

۳۹۵۔ آل:۔ سید محمد عارف ابن سید محمد طیب بخاری؛ آپ کی دو صاحبزادیاں۔ ۱۔ بی بی بانو۔ زوجۂ سید ابو الغیث راجو۔ ۲۔ مسماۃ روشن بخت منسوب بہ سید محمد یوسف ابن سید عبد الوہاب دہلوی۔

۳۹۶۔ آل:۔ سید لطف اللہ فرزند پنجم سید محمد طیب بخاریؒ کی ایک صاحبزادی مسماۃ فتح دولت تھیں جو دیوان سید محمد تقی سے منسوب تھی۔

۳۹۷۔ اولاد:۔ سید محمد حسین فرزند ششم دیوان سید محمد طیب بخاری۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ ۱۔ سید نور علی (لاولد) ۲۔ سید نور مصطفیٰ (لاولد) ۳۔ سید محمد۔ ۴۔ سید حاتم علی۔ ۵۔ سید فضل علی (لاولد)

۳۹۸۔ اولاد:۔ سید محمد فرزند سوم سید حسین ابن دیوان سید طیب بخاریؒ کے ایک صاحبزادے سید محمد راجو۔ اُن کے ایک صاحبزادے سید کریم محمد تھے۔

۳۹۹۔ اولاد:۔ سید کریم محمد ابن سید محمد راجو ابن سید محمد ابن سید محمد حسین ابن دیوان سید طیب بخاریؒ کے چار فرزند ۱۔ سید محمد۔ ۲۔ سید راجو۔ ۳۔ سید حیدر علی۔ ۴۔ سید امجد علی

۴۰۰۔ آل:۔ سید کریم محمد آپ کی ایک لڑکی مسماۃ نیک بخت جو سید گلشن ساکن عبد اللہ پور سے منسوب تھی۔ جن کے بطن سے دو لڑکے سید محمد نقی اور سید محمد مہدی تھے۔

نوٹ:۔ سید محمد فرزند اول سید کریم محمد لاولد تھے۔

۴۰۱۔ اولاد:۔ سید راجو ابن سید کریم محمد کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید فیض علی۔ ۲۔ سید خیرات علی اور سید فیض علی کی ایک لڑکی بی بی الفت اور سید خیرات علی کے ایک صاحبزادے الفت علی۔

نوٹ:۔ سید حیدر علی ابن سید کریم محمد لاولد تھے۔

۴۰۲۔ اولاد:۔ سید امجد علی ابن سید کریم محمد کے دو فرزند۔ ۱۔ سید قوت علی۔ ۲۔ سید عباس علی (لاولد) (از بطن بی بی زینب بنت سید علی حسن ابن سید ولی محمد ساکن دلی پور)

۴۰۳۔ اولاد:۔ سید قوت علی ابن سید امجد علی کے ایک صاحبزادے سید غلام حیدر اور ایک صاحبزادی مہر النساء تھیں جن کے بطن سے سید امجد علی عبد اللہ پوری تھے۔

۴۰۴۔ اولاد:۔ سید حاتم علی ابن سید محمد حسین ابن سید محمد طیب بخاری کے چار فرزند ۱۔ سید شفاعت علی۔ ۲۔ سید سلامت علی۔ ۳۔ سید حمایت علی۔ ۴۔ سید عنایت علی

۴۰۵۔ اولاد:۔ سید شفاعت علی ابن سید حاتم علی کے ایک فرزند دوست علی (لاولد) تھے۔

۴۰۶۔ اولاد:۔ سید سلامت علی ابن سید حاتم علی کے ایک فرزند سید علی بہادر اور اُن کے سید امیر حسن۔

۴۰۷۔ اولاد:۔ سید حمایت علی ابن سید حاتم علی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید جعفر علی۔ ۲۔ سید کفایت حسین (لاولد) ۳۔ سید مسیت[2] علی (لاولد)

۴۰۸۔ اولاد:۔ سید جعفر علی ابن سید حمایت علی کے ایک فرزند سید منظور المہدی۔

۴۰۹۔ اولاد:۔ سید عنایت علی فرزند چہارم سید حاتم علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد ۲۔ سید نور مصطفیٰ[1]۔

۴۱۰۔ اولاد:۔ سید نور مصطفیٰ ابن سید عنایت علی ابن سید حاتم علی کے ایک فرزند سید سلامت علی لاولد تھے۔

۴۱۱۔ اولاد:۔ دیوان سید محمد تقی بخاری ابن سید محمد طیب بخاری ابن سید کبیر بخاری ابن قطب اسمٰعیل بخاری:۔ (دیوان سید محمد تقی کی اہلیہ محترمہ نیک بخت بی بی بنت دولت خان[3] بھٹی تھیں) دیوان سید محمد تقی کے ایک دختر اور ایک فرزند۔ دختر مسماۃ بی بی جیو، جو سید محمد علی بن سید قطب ساکن لوہاڈھیری سے منسوب تھی اور فرزند مسمی سید محمد تقی تھے جن سے مسماۃ فتح دولت بنت سید لطف اللہ بن سید محمد طیب بخاری منسوب تھی۔

۱۔ نظام الانساب قلمی صفحہ ۹۵ جلد ۲۔ ۲۔ غالباً مست علی ہے۔ ۳۔ قوم بھٹی۔ قوم سومرو و سمکان کا جدید نام ہے۔ ۴۔ اس خاندان میں جام صلاح الدین مشرف باسلام ہوا تھا تاریخ ماہنامہ مورخ ۳۴ قلمی مؤلفہ غلام حسین جوہر حیدر آباد

۴۱۲۔ اولاد:۔ سید محمد نقی ابن سید محمد تقی بخاری کی دو صاحبزادیاں ۱۔ مسماۃ بی بی صاحبہ۔ ۲۔ بوبو صاحبہ اور دو فرزند بڑے سید شمس الدین عرف میر صاحب (بعمر ۹ سال فوت) اور چھوٹے فرزند سید بدر الدین بخاری تھے جن کی اولاد سادات چوک (شکارپور) کے نام سے مشہور ہے۔

۴۱۳۔ اولاد:۔ سید بدر الدین بخاری ابن دیوان سید محمد نقی۔ آپ سے مسماۃ ملک دولت بنت راجہ مداری خاں قائم خانی فتح پور جھنجھنو منسوب تھیں۔ آپ کی ایک دختر مسماۃ عزت بانو اور چار فرزند ۱۔ سید رحم علیؒ۔ ۲۔ سید اسد علیؒ۔ ۳۔ سید علی احمدؒ اور ۴۔ سید احمد علی تھے۔

۴۱۴۔ اولاد:۔ سید رحم علی ابن سید بدر الدین بخاری آپ کی اہلیہ محترمہ مسماۃ سیدۃ النساء بنت سید نظام الدین بن سید محمد شاہ محمد جیو اورنگ آبادی تھیں جن کے بطن سے پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا۔

آل سید رحم علی: ۱۔ تاج بانو۔ ۲۔ بوبو صاحبہ۔ ۳۔ مُراد خاتون۔ ۴۔ سلامت النساء ۵۔ امانت النساء۔

اولاد سید رحم علی: ایک صاحبزادے سید زین العابدین بخاری تھے آپ سے امیر النساء متوفی ۱۶ رمضان ۱۲۵۶ھ بنت راجہ عالم علی خاں قائم خانی ساکن اورنگ آباد منسوب تھی۔

۴۱۵۔ آل:۔ سید زین العابدین بخاری ابن سید رحم علی آپ کی پانچ لڑکیاں تھیں۔ ۱۔ مُراد خاتون زوجہ سید عابد علی بخاری۔ ۲۔ بی بی صاحبہ زوجۂ سید احمد علی ساکن لوہا ڈھیری (لاولد) ۳۔ شکور النساء زوجۂ الف خاں، ساکن بھرت پور (راجپوتانہ) ۴۔ جمیل النساء لاولد۔ ۵۔ برکت النساء زوجہ مینڈو خاں ساکن بھرت پور۔

سید احمد علی داماد سید زین العابدین بخاری ساکن لوہا ڈھیری کی زوجۂ ثانی مسماۃ

۱؎ قیام خانی یا قائم خانی چوہان راجپوت جن کا جد اعلیٰ کرم سنگھ معاصر فیروز تغلق۔ اسلامی نام قائم خاں تھا (دیکھو تاریخ و واقعات قوم قائم خانی مؤلفہ عطا محمد خاں قائم خانی مطبوعہ)

صاحب النساء بنت سید شجاعت علی بخاری (ساکن ولی پورہ) کے بطن سے اولاد حسب ذیل:۔

اولاد سید احمد علی:۔ ۱۔ سید قاسم حسین۔ ۲۔ سید محمد اکبر (صغیر سن فوت)۔ ۳۔ سید محمد جواد (صغیر سن فوت)۔ ۴۔ سید جعفر حسین (بزیر بلا زوجیت)۔ ایک دختر مسماۃ فاطمہ۔ منسوب بہ سید رفیق حسین ساکن عبد اللہ پور

نوٹ:۔ زوجۂ اوّل سید قاسم حسین مسماۃ نظیر فاطمہ بنت سید محمد حسین بن سید علی ہادی اور زوجۂ ثانی قاسم حسین قصبہ خورجہ کی متوطن تھیں۔

اولاد:۔ سید قاسم حسین ابن سید احمد علی کے تین صاحبزادے تھے ۱۔ سید شبیر حسین ۲۔ سید محمد حسین (لاولد) ۳۔ سید امیر حسین (لاولد) سید شبیر حسین کی زوجہ مسماۃ مہدی بانو بنت سید رفیق حسین ساکن عبد اللہ پور۔

۴۱۶۔ اولاد ذکور۔ سید زین العابدین بخاری ابن سید رحم علی ابن سید بدر الدین بخاری کے چھ صاحبزادے۔ ۱۔ سید علی ہادی (وفات $\frac{۱۲۶۹ھ}{۱۸۵۳ء}$)۔ ۲۔ سید علی محمد ۳۔ سید دلدار علی۔ ۴۔ سید علی موندؑ، ۵۔ سید نور علی، ۶۔ محمد منصور علی بخاری مؤلف نظام الانساب۔

۴۱۷۔ اولاد:۔ سید علی ہادی فرزند کلاں زین العابدین بخاری۔ ازواج سید علی ہادی۔ مسماۃ اشرف النساء و امداد النساء دختران سید چراغ علی بخاری اورنگ آبادی

۴۱۸۔ آل سید علی ہادی:۔ آپ کی دو لڑکیاں تھیں۔ ۱۔ اسرار النساء (زوجہ سید محمد تقی)۔ ۲۔ اللہ بندی (زوجہ سید عباس حسین)

۴۱۹۔ اولاد ذکور سید علی ہادی:۔ آپ کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمد حسن۔ ۲۔ سید محمد حسین۔ ۳۔ سید محمد مرتضیٰ (لاولد)۔ ۴۔ سید محمد ارتضا (لاولد) سفر کربلا میں غرق دریا ہوئے۔

نوٹ:۔ سید محمد حسن نے $\frac{۱۳۲۰ھ}{۱۹۰۲ء}$ میں وفات پائی جن سے مسماۃ شمس النساء بنت سید علی محمد ابن زین العابدین منسوب تھی۔

۴۲۰۔ آل و اولاد سید محمد حسن ابن سید علی ہادی۔ آپ کی تین لڑکیاں۔ ۱۔ سیدۃ النساء زوجہ

سید محمد شاہ ابن سید طفیل حسین۔ ۲۔ حسن فاطمہ۔ ۳۔ کلو زوجہ سید محمد طیب ابن سید عباس حسین اور ایک فرزند سید علی ہادی (صغیر سن فوت ہوئے)

۴۲۱۔ آل :۔ سید محمد حسین (ابن سید علی ہادی ابن زین العابدین بخاری) سید محمد حسین دریائے جودھپور میں غرق اور فوت ہوئے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں :۔ زوجہ اول مسماۃ نور بانو بنت سید طفیل حسین زوجہ ثانی بی بی دکھنی آپ کی ایک لڑکی مسماۃ نظر فاطمہ تھی جو سید قاسم حسین ابن سید احمد علی سے منسوب تھی۔

۴۲۲۔ اولاد :۔ نظر فاطمہ کے سید شبیر حسین، سید محمد حسین اور سید امیر حسین۔ تین فرزند تھے۔ سید شبیر حسین سے مسماۃ مہدی بانو بنت سید رفیق حسین ساکن عبداللہ پور منسوب تھی۔

۴۲۳۔ اولاد سید علی محمد ابن سید زین العابدین بخاری۔ آپ کی زوجہ وزیر النسأ قایم خانی تھی۔

الف۔ آل سید علی محمد :۔ تین صاحبزادیاں۔ ۱۔ بینڈو صاحبہ زوجہ سید سرفراز علی اورنگ آبادی۔ ۲۔ زیب النساء فوت۔ ۳۔ شمس النساء زوجہ سید محمد حسن (سلسلہ ۴۱۹) ابن سید علی ہادی بخاری۔

۴۲۴۔ ب اولاد سید علی محمد :۔ آپ کے ایک صاحبزادے سید علی مردان تھے (ان سے مسماۃ صاحب النساء قایم خانی سکنہ یانی نواح بھرت پور منسوب تھی) دوسرے فرزند سید محمد قاسم تھے۔

۴۲۵۔ اولاد :۔ سید علی مرداں ابن سید علی محمد کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید ولی محمد (ان کی شادی مسماۃ شرف النساء بنت سید احمد حسین سے ہوئی تھی۔ ۲۔ سید عالم (فوت)۔ ۳۔ سید اکبر علی (زوج مختار بانو بنت سید عباس حسین)

۴۲۶۔ آل و اولاد سید محمد قاسم ابن سید علی محمد کی دو لڑکیاں۔ ۱۔ رضیہ۔ ۲۔ صغرا اور دو لڑکے ۱۔ سید محمد ابراہیم صغیر سن فوت۔ ۲۔ سید محمد جعفر۔

۴۲۷۔ آل و اولاد سید دلدار علی ابن سید زین العابدین بخاری (مصحح نسب نامہ قدیم وفات ۱۲۸۴ھ) آپ کی تین ازواج حسب ذیل :۔

زوجہ اول ہدایت النساء بنت سید امداد علی اورنگ آبادی۔ زوجہ ثانی مسماۃ لیلیٰ اور زوجہ ثالث نرگس بی بی۔

(الف) آل سید دلدار علی کی تین لڑکیاں مسماۃ۔ ۱۔ جعفری۔ ۲۔ نصرت النساء (از بطن لیلیٰ) ۳۔ زینب تینوں صغر سنی میں فوت۔

۴۲۸۔ (ب) اولاد سید دلدار علی آپ کے گیارہ فرزند تھے۔ ۱۔ سید حیدر علی۔ ۲۔ سید محمد خلیل (لاولد) ۳۔ سید احسان علی۔ ۴۔ سید نصیر علی۔ ۵۔ سید سبحان علی (لاولد)۔ ۶۔ سید محسن علی۔ ۷۔ محمد یٰسین۔ ۸۔ سید اسمٰعیل حسین۔ (صغیر سن فوت) ۹۔ سید احمد حسین لاولد۔ ۱۰۔ سید جعفر حسین (صغیر سن فوت)۔ ۱۱۔ سید احمد حسین۔

۴۲۹۔ اولاد :۔ سید حیدر علی ابن سید دلدار علی (از بطن لیلیٰ بیگم) کے دو فرزند۔ ۱۔ سید بہادر علی۔ ۲۔ سید باقر علی۔ (ہر دو در کبیر[1] بودہ اند!)

۴۳۰۔ اولاد :۔ سید احسان علی ابن سید دلدار علی (سید احسان علی از بطن نرگس بیگم) ان کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید فرزند علی۔ ۲۔ سید محمد علی۔ ۳۔ سید فیاض علی تھے۔

۴۳۱۔ آل :۔ سید محسن علی ابن سید دلدار علی : (متوفی ۱۲۸۰ھ بعمر ۲۴ سال) ان کی اہلیہ مسماۃ فیض النساء بنت چودھری امیر علی خاں کھوکر ساکن سنبل محلہ چودھری سرائے تھیں۔

دختران سید محسن علی :۔ ۱۔ مسماۃ نصرت النساء (منسوب بہ سید علی شاہ)۔ ۲۔ مسماۃ ممتاز بانو منسوب بہ سید علی گوہر ان کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔

۴۳۲۔ اولاد سید احمد حسین ابن سید دلدار علی بخاری :۔ (آپ سے محبوب النساء بنت چودھری امیر علی خاں ساکن سنبل منسوب تھیں) جن کے بطن سے ایک فرزند سید یعقوب علی اور دو لڑکیاں اشرف النساء اہلیہ سید ولی محمد ابن سید علی مرداں۔

---

[1] کیسر کسی مقام کا نام ہے۔

دوسری مہربانو اہلیہ سید مصاحب علی۔

۴۳۳۔ اولاد:۔ سید یعقوب علی ابن سید احمد حسین کے دو فرزند۔ ۱۔ سید حامد عباس ۲۔ سید ندر عباس۔

۴۳۴۔ اولاد:۔ سید منصور علی فرزند ششم سید زین العابدین بخاری مؤلف نظام الانساب

ولادت ۱۸ر ذیحجہ ۱۲۶۳ھ وفات ۱۰ر رمضان ۱۳۳۱ھ مدفن آتمکور سمستان امرچنتہ (ضلع محبوب نگر موجودہ آندھرا پردیش)

ازواج سید منصور علی:۔ زوجۂ اول شرف النساء بنت خوند قاضی مردان علی، قاضی قصبہ کھیر ضلع علی گڈھ۔ متوفی ۲۷ر ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مدفن اورنگ آباد۔

زوجۂ ثانی مسماۃ حسین بی بنت سید بڑے عرف جمعدار صاحب رائچوری وفات ۱۳۰۶ھ مدفن امان پور سمستان امرچنتہ (ضلع محبوب نگر)

زوجۂ ثالث: مسماۃ حیات خاتون (متوفیہ سنہ ۱۳۳۰ھ) بنت باگ خاں حیدرآبادی مدفن حیدرآباد)۔

آل: سید منصور علی بخاری مذکور۔ آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ مسماۃ زاکیہ (زکیہ) منسوب بہ سید غلام سجاد ابن سید مظہر علی بخاری ساکن اورنگ آباد۔ ۲۔ مسماۃ فضیہ: شیرخوار فوت۔ ۳۔ مسماۃ جعفری (منسوب بہ سید رفیق حسین ابن سید علی ہادی۔ ساکن اورنگ آباد متوفیہ ۱۳۶۶ھ مدفن شکارپور نزد جد خود (سید بدرالدین بخاری)۔

۴۳۵۔ اولاد ذکور: سید منصور علی بخاری کے صرف ایک فرزند (از بطن شرف النسا) سید ابوالحسن تھے جن سے مسماۃ فیاض النساء بنت الف خاں ساکن بھرت پور (راجپوتانہ) منسوب تھی (ہمشیرزادی سید منصور علی) متوفیہ ۵ر رمضان ۱۳۳۲ھ بہ عارضۂ ہیضہ۔ مدفن آتمکور سمستان امرچنتہ نزد خال خود میر منصور علی مؤلف نظام الانساب۔

ولادت سید ابوالحسن ۱۰ر ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ وفات کا صحیح سنہ معلوم نہ ہوسکا تقریباً

بیس پچیس سال قبل فوت ہوئے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں بزمانہ مہتممی سید عباس حسین ملازم تھے۔ ان کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ (راوی مولوی قدرت رحیم صاحب سابق محاسب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن (موجودہ سنٹرل لائبریری آندھراپردیش)۔

اولاد:۔ سید احمد علی ابن سید بدرین بخاری ابن دیوان سید محمد تقی شکارپوری۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ ۱۔ سید مصاحب علی (لاولد)۔ ۲۔ سید امید علی (لاولد) ۳۔ سید امیر علی۔ ۴۔ سید فضل علی (لاولد)۔ ۵۔ سید عبداللہ (مفقود الخبر) ان میں صرف سید امیر علی کی اولاد موجود ہے۔

اولاد:۔ سید امیر علی ابن سید احمد علی کے ایک صاحبزادے سید عابد علی اور ایک صاحبزادی بی بی جنت تھیں (زوجۂ سید امیر علی مسماۃ حبیب النساء بنت سید ذوالفقار علی ابن سید علی اکبر از اولاد زین الملک بخاری۔

اولاد:۔ سید عابد علی ابن سید امیر علی ابن سید احمد علی ابن سید بدرالدین بخاری کے چار فرزند۔ ۱۔ سید واجد علی۔ ۲۔ سید محب علی۔ ۳۔ سید محمد تقی۔ ۴۔ سید محمد تقی اور دو لڑکیاں۔ مسماۃ ملک دولت (زوجۂ سید طفیل حسین اورنگ آبادی) ۲۔ مسماۃ فتح دولت (زوجۂ سید باقر علی بن سید رحمت اللہ)

اولاد:۔ سید واجد علی ابن سید عابد علی متوفی $\frac{۱۲۷۳ھ}{۱۸۵۶ء}$ لاولد۔ ازواج طفیل النساء بنت سید ہدایت علی ساکن اورنگ آباد۔ زوجۂ ثانی امراؤ بیگم بنت سید زین العابدین رسالدار بھرت پور۔

اولاد:۔ سید محب علی ابن سید عابد علی (بہ سفر کربلا غرق شد) جن کے دو لڑکے تھے ۱۔ سید مظفر حسین (متوفی ۱۳۱۹ھ) سے مسماۃ سکینہ بنت محمد تقی اور مسماۃ حسینی مغلانی منسوب تھی۔ ۲۔ سید رحم حسین (ان کی زوجہ حسن بانو بنت سید عباس حسین)۔

اولاد:۔ سید مظفر حسین ابن سید محب علی کے ایک فرزند سید حسن تھے (جن کی

اہلیہ ہاشمی بیگم بنت وجاہت حسین کمبوہ میرٹھ) اور ایک لڑکی صاحب النسا (منسوب بہ سید احمد حسین ابن سید بختاور علی)۔

اولاد:۔ سید رحم حسین ابن سید محب علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد عباس۔ ۲۔ سید علی عباس اور ایک دختر علی فاطمہ زوجۂ سید شاہ حسین۔ سید محمد عباس سے رقیہ بنت سید رضا حسین ساکن چاند پور اور سید علی عباس سے مساۃ عترت النساء بنت سید نذیر علی ساکن میراں پور منسوب تھی۔

اولاد:۔ سید محمد نقی ابن سید عابد علی ابن سید امیر علی آپ سے رحمت بانو بنت سید ہدایت علی بخاری اورنگ آبادی منسوب تھی۔ آپ کے تین فرزند۔ ایک دختر مساۃ سکینہ زوجۂ سید مظفر حسین ابن سید محب علی۔

فرزندان سید محمد نقی ابن سید عابد علی۔ ۱۔ سید عباس حسین (متوفی ۱۳۱۴ھ) ۲۔ سید حیدر حسین۔ ۳۔ سید مصاحب علی اور دختر سکینہ مذکور الصدر۔

اولاد:۔ سید عباس حسین ابن سید محمد نقی کے ایک فرزند سید محمد طیب اور دو صاحبزادیاں۔ ۱۔ حسن بانو زوجہ سید رحم حسین ابن محب علی۔ ۲۔ مختار بانو (از بطن اللہ بندی) زوجۂ اکبر علی بن سید علی مردان۔

اولاد:۔ سید محمد طیب ابن سید عباس حسین۔ زوجہ اول کلو بنت سید محمد حسن۔ زوجۂ ثانی تمیز النساء ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید عبد العباس۔ ۲۔ سید محمد طاہر۔
نوٹ:۔ سید حیدر حسین فرزند دوم سید محمد نقی لاولد۔ (ان سے مساۃ نجم النساء بنت سید محب علی منسوب تھی)

اولاد:۔ سید مصاحب علی فرزند سوم سید محمد نقی متوفی ۱۳۱۸ھ (زوجۂ اول مساۃ کنیز فاطمہ بنت سید محمد نقی)۔ زوجۂ ثانی مہربانو بنت سید احمد حسین آپ دو فرزند۔ ۱۔ سید مہدی حسن لاولد۔ ۲۔ سید پناہ حسین ان کے ایک فرزند سید حیدر حسن (از بطن علی فاطمہ بنت سید رحم حسین ابن سید محب علی)۔

آل۔ اولاد:۔ سید محمد نقی ابن سید عابد علی (داماد سید زین العابدین بخاری)۔ زوجۂ اول سید محمد نقی اسرار النساء بنت سید علی ہادی۔ زوجۂ ثانی چھوٹیا کلثوم فاطمہ بنت سید بختاور علی۔ زوجۂ ثالث بیگم ساکن بلاسپور متوفیہ ۱۳۱۴ھ۔ سید محمد نقی کی دو لڑکیاں۔ ۱۔ مساۃ کنیز فاطمہ زوجۂ سید مصاحب علی ابن سید محمد نقی مذکور۔ ۲۔ اصغر فاطمہ اور چار فرزند تھے۔ ۱۔ سید محمد امیر (لاولد) آپ سے بانو بنت سید بلاق علی منسوب تھی۔ ۲۔ سید محمد حنیف (لاولد)۔ ۳۔ سید آفتاب علی۔ ۴۔ سید ممتاز علی۔

اولاد:۔ سید آفتاب علی ابن سید محمد نقی (ان کی زوجۂ اول اصغری فاطمہ بنت سید علی شبیر۔ زوجہ ثانی امیر فاطمہ اور زوجۂ ثالث مساۃ نعیمن)۔ سید آفتاب علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید خورشید حسن۔ ۲۔ سید اعظم علی دونوں (لاولد)۔

اولاد:۔ سید ممتاز علی فرزند چہارم سید محمد نقی۔ جن سے مساۃ گوہر فاطمہ بنت سید احسان علی بیاہی گئی تھی۔ سید ممتاز علی کے ایک فرزند سید دلاور علی تھے۔ (نوٹ:۔ سلسلۂ اولاد قطب اسمٰعیل بخاری ختم)۔

شاخ اوّل ثمر پنجم

اولاد:۔ سید فضل الدین لاڈ ؔ[عــہ] لے ابن سید ناصر الدین محمود ابن حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔ آپ کے حسب ذیل پانچ صاحبزادے تھے۔
۱۔ سید عبد الملک بخاریؒ۔ ۲۔ سید عبد الجلیل عرف چیچل شاہ بخاریؒ۔ ۳۔ سید رضی الدین بخاریؒ۔ ۴۔ سید نجم الدین بخاری۔ ۵۔ سید عبد القادر بخاریؒ۔
نوٹ:۔ سید عبد الملک بخاری کا مزار قصبہ واگھوان ریاست بھاولپور میں ہے اور اولاد بھی وہیں آباد ہے۔ ان کی اولاد و احفاد کے نام معلوم نہ ہوسکے۔

عــہ۔ شجرہ سید شاہ ریاض علی بخاری لائل پوری مرسلہ احقر۔

اولاد: سید عبدالجلیل عرف چنچل شاہ بخاری کے ایک فرزند سید عبداللہ شاہ تھے جن کی اولاد اوچ شریف کے مضافات میں موجود ہے اور یہ حضرات "دیوان" کہلاتے ہیں۔

نوٹ: سید رضی الدین بخاری اور سید نجم الدین بخاری ابنانِ سید فضل الدین لاڈلے لاولد تھے۔

اولاد: سید عبدالقادر بخاری ابن سید فضل الدین لاڈلے بخاری ابن سید ناصر الدین محمود قدس سرہٗ۔ آپ کے ایک فرزند سید محمود بخاری تھے اُن کے سید فتح شاہ اُن کے سید زندہ علی اُن کے سید شاہ اجمل، اُن کے سید مرتل بہادر اُن کے سید گلاب شاہ اُن کے سید حیدر شاہ اُن کے سید اللہ داد۔ ان کے سید کوڑے شاہ۔ اُن کے سید نبی بخش، اُن کے سید امیر حسین پیش نماز (امام مسجد) ساکن احمد پور شرقی (مغربی پاکستان)۔

شجرۂ شاخ اول نمر ششم

اولاد:

سید برہان الدین قطب عالم گجراتی ابن سید ناصر الدین محمود ابن حضرت مخدوم جہانیانؒ۔ حضرت قطب عالم گجراتیؒ کے۔ دس صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

صاحبزادگان:۔ ۱۔ مخدوم شیخ محمود الملقب بہ دریا نوش عرف شاہ بڈنؒ۔ ۲۔ سید محمدؐ الملقب شاہ عالم عرف منجھلے۔ ۳۔ سید احمد عرف شاہ پیرے۔ ۴۔ شیخ محمدؐ۔ ۵۔ شیخ سید عالم۔ ۶۔ سید شاہ راجو۔ ۷۔ سید حامد۔ ۸۔ شیخ سید صالح۔ ۹۔ سید امین محمدؐ۔ ۱۰۔ سید زاہد۔

صاحبزادیوں میں:۔ ۱۔ مسماۃ بی بی مریم۔ ۲۔ بی بی فردوس۔

اولاد: شیخ محمود دریا نوشؒ۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید جلال الدین

مخدوم شاہ جیو المخاطب بہ مخدوم جہانیان ثانیؒ۔ ۲۔ شاہ پیارنؒ۔

اولاد: سید جلال الدین مخدوم شاہ جیو مخدوم جہانیان ثانی کے ایک فرزند۔ سید شاہ محمود عرف شاہ بڑے اور اُن کے سید شاہ حسینؒ۔

اولاد: سید شاہ حسین ابن سید شاہ محمود عرف شاہ بڑےؒ کے چھ صاحبزادے۔ ۱۔ سید عزیز محمدؐ۔ ۲۔ سید محمدؐ۔ ۳۔ سید لطیف محمدؐ۔ ۴۔ سید نور محمدؐ۔ ۵۔ سید حافظ محمدؐ۔ ۶۔ سید داؤد۔

اولاد: سید لطیف محمدؐ ابن سید شاہ حسینؒ کے ایک فرزند سید عبدالرحمٰن ان کے سید محمدؐ عابد، ان کے سید جلال الدین حسین اُن کے سید عبدالرحمٰن، ان کے سید محمدؐ قاسم مؤلف حقیقۃ النجات (نسابہ)

اولاد: سید محمدؐ قاسم ابن سید عبدالرحمٰن کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمدؐ جعفرؒ ۲۔ سید محمدؐ اسحاقؒ اور سید محمدؐ جعفر کے ایک فرزند سید میاں جیو۔

اولاد: سید شاہ راجو ابن حضرت قطب العالم گجراتیؒ کے حسب ذیل بارہ ۱۲ فرزند تھے۔

۱۔ سید زین العابدین۔ ۲۔ سید فضل اللہ۔ ۳۔ سید شعیب۔ ۴۔ سید خاں۔ ۵۔ سید شاہ محمدؐ۔ ۶۔ سید محمود۔ ۷۔ سید ولی۔ ۸۔ سید برہان الدین۔ ۹۔ سید پیرے۔ ۱۰۔ سید کبیر۔ ۱۱۔ سید حامد۔ ۱۲۔ مجہول الاسم۔

اولاد: ابوالبرکات سید محمدؐ الملقب بہ سراج الدین شاہ عالم بخاری عرف منجھن بخاری ابن حضرت قطب العالم گجراتی، ابن سید ناصر الدین محمود اوچی قدس سرہٗ کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید راجو۔ ۲۔ سید نصیر الدین۔ ۳۔ سید شاہ محمدؐ۔

اولاد: سید راجوؒ قدس سرہٗ کے سید احمد ان کے سید عبدالغفور اُن کے سید حسن کمال الدین المعروف بہ سید خاں اُن کے سید جلال الدین حسین ماہ عالم بخاری۔

اولاد: سید جلال الدین حسین ماہ عالم بخاری ابن سید عبدالغفورؒ کے ایک صاحبزادے۔ سید نظام الدین محمدؐ مقبول عالمؒ المتخلص بہ جلالی۔

اولاد: سید نظام الدین محمدؐ مقبول عالم متخلص بہ جلالی کے سات صاحبزادے۔

۱۔ سید جلال مقصود عالم بخاری۔ ۲۔ سید محمد رضا (صغیر سن فوت) ۳ ۔ سید تقی الدین محمد۔ ۴۔ سید حسن۔ ۵۔ سید احمد۔ ۶۔ حافظ الدین احمد۔ ۷۔ سید عبدالغفور (صغیر سن فوت)۔

اولاد:۔ سید جلال[1] مقصود عالم بخاری ابن سید محمد[2] مقبول عالم بخاری کے تین صاحبزادے:۔ ۱۔ سید جعفر بدر عالم بخاری۔ ۲۔ سید موسیٰ۔ ۳۔ سید علی رضوی خاں اور چار صاحبزادیاں۔ ۱۔ مسماۃ راجی رقیہ۔ ۲۔ راجی رابعہ از بطن عالم خاتون بنت سید احمد از اولاد سید زاہد۔ ۳۔ بی بی جی۔ ۴۔ امتہ السلام از بطن امتہ الحبیب بنت شیخ فتح محمد قبچاق غزنوی۔

اولاد:۔ سید جعفر بدر عالم بخاری ابن سید جلال مقصود عالم بخاری گجراتیؒ کے صاحبزادے سید محمد ابوالمجد محبوب عالم بخاری اُن کے سید جلال حمید عالم بخاری ان کے سید جعفر مجید عالم بخاری۔

:۔ سید جعفر مجید عالم بخاری کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمد محمود عالم بخاریؒ ۲۔ سید موسیٰ اور سید موسیٰ کے سید عبدالشکور۔

شاخ اوّل نمبر ششم

اولاد:۔ شاہ عالم بخاری ابن سید برہان الدین قطب عالم گجراتی (متعلقہ کرنول دکن)

اولاد: سید شاہ نصیر الدین بخاری ابن سید شاہ عالم بخاری الملقب بہ منجھن بخاری ابن سید شاہ برہان الدین قطب عالم گجراتی ابن سید ناصر الدین محمود ابن مخدوم جہانیاںؒ۔ شاہ نصیر الدین کے ایک فرزند سید صدر الدین اُن کے سید شاہ محمود اُن کے سید شاہ سالار شہید غازی ان کے سید کبیر الحق اُن کے سید شاہ شیر الملک بخاری ان کے سید شاہ مجاہد الدین بخاری ان کے سید شاہ سلیمان بخاری ان کے سید شاہ مجاہد الدین ثانی بخاری اُن کے سید شاہ خداوند

۱۔ نوائے ادب ۱۹۵۱ء صـ۵۲ ۔ ۲۔ مؤلف شرف الانساب نے شاہ عالم بخاری گجراتی ابن قطب عالم گجراتی کے والد کا نام سید محمود لکھا ہے جو غلط ہے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ قطب عالم گجراتی کے والد کا نام سید علم الدین ابن ناصر الدین محمود تھا۔ (شرف الانساب صـ۸۸)

بخاری ان کے سید شاہ قبول اللہ حسینی بخاری (مدفن سگر شاہ پور) ان کے سید شاہ خداوند ثانی بخاری (آسودہ سگر۔ ضلع گلبرگہ۔ کرناٹک) ان کے سیّد قاسم بخاری۔

اولاد:۔ ۱۔

سید شاہ قاسم بخاری ابن سید خداوند ثانی بخاری۔ ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید عنایت اللہ حسینی۔ ۲۔ سید قطب الدین حسینی بت شکن مزار بہ مقام کفر توڑا الاوہ ہمناباد، ضلع گلبرگہ شریف (کرناٹک)

اولاد:۔ ۲۔

سید قطب الدین[1] بت شکن ہمنابادی کے ایک فرزند سید حسینی بادشاہ بخاری تھے اُن کے سید اسمٰعیل بخاری مدفن ہمناباد۔ اُن کے ایک فرزند سید قطب الدین بخاری حیدرآبادی المعروف بہ صاحب بادشاہ بخاری ساکن محلہ علی آباد تھے

نوٹ:۔ سید اسمٰعیل بخاری کے خسر خواجہ برہان الدین حسینی جعفری کا مزار دریائے مہندری کے کنارے کرنول میں ہے جن کے ایک بھائی خواجہ معصوم پیر ساکن ادھونی تھے اور خواجہ اصغر حسینی نبیرہ خواجہ من اللہ حسینی خواجہ برہان الدین موصوف کے پانچویں خلیفہ تھے جن کا مزار ضلع کرنول کے پہاڑ پونکل پر[2] ہے۔

نوٹ:۔ سید شاہ عنایت اللہ حسینی بخاری برادر سید قطب الدین بخاری بت شکن ہمنابادی لاولد تھے جن کا مزار متصل مقبرہ زبردست خاں بیرون دروازہ علی آباد حیدرآباد دکن ہے۔

اولاد:۔ ۳۔

سید قطب الدین بخاری عرف صاحب بادشاہ بخاری حیدرآبادی ابن سید اسمٰعیل بخاری ہمنابادیؒ کے چار صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

۱۔ شرف الانساب صـ۸۸ مطبوعہ ۔ ۲۔ ایضاً۔ صـ۴۹۔

۱۔ سید عنایت اللہ حسینی عرف داجا پیراں بخاری۔ ۲۔ سید نصیر الدین حسینی بخاری
۳۔ سید نظام الدین حسینی بخاری عرف تیر انے والے۔ ۴۔ سید جلال الدین بخاری
حسینی۔ اور صاحبزادیوں میں ایک صاحبزادی سیدہ احمد اللہ حسینی ابن سید
شاہ غلام درویش حسینی چشتی از اولاد سید شاہ قبول اللہ حسینی المعروف
بہ میاں یداللہ پیر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے منسوب تھی۔

دوسری لڑکی حضرت دستگیر عالم قادری سجادہ شاہ عالم و محبوب عالم حیدرآبادی
از اولاد حضرت شیخ محمد ملتانی حیدری سے اور تیسری اور پانچویں لڑکی یکے بعد
دیگرے سید حیدر الدین بخاری قادری بن سید رضاء اللہ ثانی المعروف بہ
سید رضاء الدین بخاری سے منسوب تھی جن کا مزار دن ست پورہ حیدرآباد
میں ہے اور چوتھی لڑکی حضرت سید تسلیم حسینی واعظ مکہ مسجد حیدرآباد دکن
کے حبالۂ نکاح میں تھی اور خواجہ قطب الدین بخاری مذکور کا سلسلہ باطنی قادریہ
و چشتیہ بتوسط والد ماجد سید اسمٰعیل بخاری حضرت خواجہ برہان الدین جعفری
تک پہنچتا ہے۔

اولاد: سید محمد بخاری ابن سید برہان الدین قطب عالم گجراتی قدس سرہٗ۔
مناقب برہانی میں ان کا نام سید محمد اصغر المشہور بہ شاہ شیخ محمد بخاری فرزند
چہارم حضرت قطب عالم گجراتی قدس سرہٗ ہے مگر اُن کی اولاد کا ذکر نہیں
سلطان مظفر گجراتی (۷۹۹/۸۱۴ھ) کے زمانے میں ان کا لڑکپن تھا اس لیے ان کی
تاریخ ولادت تقریباً ۸۰۹ھ معلوم ہوتی ہے۔ ان کے والد ماجد نے ۷۵۸ھ میں
بہ عہد سلطان قطب الدین احمد شاہ وفات پائی تھی اس لحاظ سے انھوں نے
سلطان محمود شاہ اوّل ۸۶۳/۹۱۷ھ کا زمانہ بھی دیکھا ہوگا۔ شجرہ مندرجہ شرف الانساب
سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے صاحبزادے کا نام علی سید محمد حسینی تھا اور ان کے
صاحبزادے تھے سید علی بخاری، اُن کے سید باب اللہ مظہر وجہ اللہ بخاری ان کے

مع شرف الانساب مطبوعہ صفحہ ۹۔

سید تاجدار بخاری ان کے سید محمود بخاری ان کے سید الیاس بخاری اور اُن کے
سید جلال الدین مخدوم جہانیاں ثانی بخاری بیجاپوری ان کے سید غالب الدین
غالب جنگ شہید بخاری ان کے سید وجیہہ الدین بخاری ان کے سید برہان الدین
بخاری قادری

سید برہان الدین بخاری:۔ المعروف بہ محی الدین بخاری کے ایک فرزند سید شاہ
عباس بخاری اور ایک دختر مسماۃ حضرت صاحبہ بی عرف بجا بی صاحبہ جو سید
بڑے بخاری ابن سید فرید بخاری کرنولی (ابن سید بڑے بخاری ابن سید عمر بخاری
ابن سید شاہ ندیم بخاری ابن سید داؤد بخاری (احفاد سید عبداللہ ابن مخدوم
جہانیاںؒ) سے منسوب تھیں۔

اولاد سید شاہ عباس بخاری ابن سید برہان الدین بخاری مذکور کے ایک
فرزند سید رضاء اللہ الملقب رضاء الدین بخاری المعروف بہ رضا میاں صاحب
(از بطن سیدہ شاہ علی بی بنت سید شاہ حسین تھیں جن کی والدہ ماجدہ سیدہ
چھوٹی بی بنت سید جلال الدین حسینی زیدی)۔

حضرت رضا میاں صاحبؒ کے ایک فرزند سید حیدر الدین بخاری المعروف
بہ حیدو میاں (داماد سید قطب الدین بخاری ہمنا یادی ابن سید شاہ قاسم
بخاری ابن سید خداوند ثانی بخاری سگر شاہ پوری۔

ضمیمہ شاخ اوّل تمر ششم:۔۔۔

اولاد: سید برہان الدین قطب عالم گجراتی (متعلقہ مدراس)
شجرہ سید کریم محمد ابن سید نور اللہ مدراسی ابن سید علی محمد ابن سید محمد
نور عالم ابن سید جلال ماہ عالم ابن سید حسن نور الدین مہر عالم ابن سید
عبد الغفور ابن سید جلال الدین شیخ جیو ابن سید محمود عرف شاہ ودھن ابن
سید برہان الدین قطب عالم گجراتیؒ۔
سید کریم محمد کے دو صاحبزادے تھے ایک تو سید علی محمد دوسرے سید نصیر الدین محمد

اولاد:- سیدعلی محمدؒ کے ایک صاحبزادے سید کریم محمدؒ اُن کے سیدعلی محمد اُن کے سید شاہ منصور قادری المتوفی ۱۲۸۹ھ۔ مدفن مدراس۔

اولاد:- سید نصیر الدین محمدؒ ابن سید کریم محمدؒ کے ایک فرزند جلال الدین ماہ عالم اُن کے سید جمال الدین ابراہیم احمد اُن کے حکیم سید مظہر علی کرنولی ثم حیدرآبادی۔

اولاد:- حکیم سید مظہر علی دیوانِ[1] ریاست کرنول معاصر راجہ چندو لال بہادر منصب داران حیدرآباد دکن ابن سید جمال الدین ابراہیم احمد ابن سید جلال الدین محمد عالم ابن نصیر الدین محمدؒ ابن سید کریم محمدؒ ابن سید نور اللہ مدراسی۔

اولاد:- سید مظہر علی ابن سید جمال الدین ابراہیم کے چار صاحبزادے۔ ۱۔ اکبر علی (لاولد) ۲۔ تہور علی۔ ۳۔ اصغر علی۔ ۴۔ راحت علی۔

اولاد:- سید تہور علی ابن سید مظہر علی کے فرزند سید حسین علی ان کے سید اصغر علی۔

اولاد:- سید اصغر علی ابن سید مظہر علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید کاظم علی منصبدار ۲۔ سید محمدؒ علی منصبدار۔

اولاد:- سید کاظم علی منصبدار کے دو فرزند۔ ۱۔ میر سجاد علی ۲۔ میر قاسم علی۔

اولاد:- سید محمدؒ علی منصب دار کے تین فرزند۔ ۱۔ سید مومن علی۔ ۲۔ سید کفایت علی۔ ۳۔ میر مہدی علی۔

اولاد:- سید راحت علی ابن سید مظہر علی کے ایک صاحبزادے میر حسن علی۔

شاخ اوّل ثمر ہفتم

اولاد:- قطب سید علاؤالدین بخاری[2] الکشمیری ابن سید ناصر الدین محمود بخاری اوچی ابن مخدوم جہانیان قدس سرہٗ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید

---

[1] نظام الانساب قلمی جلد ۱ صفحہ ۳۹ (کتب خانہ آصفیہ سنٹرل لائبریری حیدرآباد)
[2] شجرہ منقولہ سید ریاض علی شاہ بخاری ساکن لائل پور مرسلہ احقر۔

فخر الدین بخاری۔ ۲۔ سید ضیاء الدین بخاری۔ ۳۔ سید تاج الدین بخاری۔

اولاد:- سید ضیاء الدین بخاری فرزند اوسط سید قطب علاؤالدین قدس سرہٗ آپ کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمود شاہ بخاری۔ ۲۔ سید احمد شاہ بخاری ۳۔ سید اکبر علی بخاری۔

اولاد:- سید احمد شاہ بخاری فرزند دوم سید ضیاء الدین بخاریؒ۔ آپ کے دو صاحبزادے ۱۔ سید کمال الدین بخاری۔ ۲۔ سید جمال الدین بخاری۔

اولاد:- سید کمال الدین بخاری ابن سید احمد شاہ بخاری کے دو فرزند۔ ۱۔ سید جعفر شاہ۔ ۲۔ سید قطب الدین بخاریؒ۔

اولاد:- سید جعفر شاہ بخاری ابن سید کمال الدین بخاریؒ کے ایک فرزند۔ سید صدر الدین بخاری اُن کے سید جمال الدین اُن کے سید حمید شاہ اُن کے سید بہادر شاہ اُن کے سید مومن علی اُن کے سید نظام علی اُن کے سید علی اُن کے سید بہادر علی اُن کے سید سیف علی، اُن کے سید ذوالفقار علی واعظ ساکن قصبہ "گجرات" پاکستان۔

ضمیمہ شاخ اوّل ثمر اوّل (خاندان بخاری چھچھوالی ضلع گلبرگہ شریف)

اولاد:- حضرت سید رکن الدین ابوالفتح بخاری ابن سید حامد کبیرؒ ابن سید ناصر الدین محمود قدس اسرارہم۔

۱۔ سید ہاشم عرف خداوند ہادی (خلیفہ سید شاہ امین الدین اعلیٰ بیجاپوری قدس سرہٗ) وفات ۱۰۸۶ آن کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

سید ہاشم المعروف خداوند ہادی ابن سید رستم ابن علاؤالدین ابن حسن ابن کمال الدین ابن محمد بن شاہ حاجی، ابن شاہ جمال اللہ ابن شاہ حافظ ابن شاہ جمال محمد بن سید محمد بن محمد اکبر بن سید ابوالفتح رکن عالم بن سید جلال الدین بخاری

المعروف بہ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔

اس شجرہ میں ابوالفتح رکن الدین کو راست حضرت مخدوم جہانیاں کا فرزند لکھا ہے اور حضرت سید ابوالفتح رکن الدین کے صاحبزادے کا نام محمدؐ اکبر درج ہے۔ جس کی کسی شجرہ سے مطابقت نہیں ہوتی البتہ ایک شجرہ میں ابوالفتح رکن الدین کے ایک صاحبزادے کا نام سلطان علی اکبر لکھا ہے۔ محمدؐ اکبر یا علی اکبر میں مشابہت ضرور ہے مگر محمدؐ اکبر کے ایک صاحبزادے سید اسمٰعیل تھے۔ کسی دوسرے صاحبزادے سید محمدؐ کا پتہ نہیں چلتا جن کا ذکر حضرت خداوندہادیؒ چنچولی کے شجرہ میں ہے۔ یا صحیح شجرہ اس طرح ہونا چاہئے۔

سید محمدؐ کیمیا نظر ابن شیخ ابوالفتح رکن الدین ابن سید حامد کبیر ابن ناصرالدین محمود ابن مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری قدس سرہٗ۔

گویا اس شجرہ میں بیٹے اور پوتے یعنی ناصرالدین محمود اور سید حامد کبیر کے اسماء متروک ہوگئے ہیں۔ حضرت رکن الدین ابوالفتح دراصل مخدوم جہانیاں کے پڑپوتے تھے۔

سید محمدؐ کیمیا نظر ابن سید رکن الدین ابوالفتح قدس سرہٗ (مسماۃ مراد خاتون بنت ملک داؤد خاں بن میر علی لنگاہ کے بطن سے تھے) اور سید محمدؐ کیمیا نظر کے بموجب بیان مؤلف نظام الانساب دو صاحبزادے تھے۔ ایک تو شیخ حامد دوسرے سید ابوبکر۔ شیخ حامد کی اولاد میں شیخ فتح محمدؐ (ابن سید حامد نوبہار) سجادہ نشین روضۂ مخدوم جہانیاں شہر اوچہ تھے۔

شجرۂ خاندانی زیر بحث سے پتہ چلتا ہے کہ سید محمدؐ کیمیا نظر (شیخ محمدؐ یا شاہ محمدؐ ابن سلطان سید علی اکبر کے ایک تیسرے صاحبزادے سید جمال بھی تھے۔ جن کی اولاد میں خداوند ہادیؒ (سید ہاشم) ہیں جن کا مزار ضلع گلبرگہ کے تعلقہ چنچولی میں

سلہ شجرہ مملوکہ مولوی سید ریاض علی شاہ بخاری لائل پوری۔ سٹ مشکوٰۃ نبوت قلمی صفحہ ۹۳۳۔
عہ الفرع النامی مؤلفہ صدیق حسن بخاری مطبوعہ۔ نظام الانساب مؤلفہ منصور علی بخاری قلمی آصفیہ

ہے۔ اور موجودہ سجادہ سید فصیح اللہ حسینی صاحب آپ کی آل سے ہیں۔

اولاد: سید ہاشم خداوند خدا نما حسینیؒ۔ آپ کے ایک صاحبزادے سید احمد اللہ حسینی ان کے سید ہاشم خداوند خدا نما ثانیؒ ان کے سید احمد شاہ حسینی ان کے سید شاہ چندا حسینی ان کی ایک صاحبزادی فاطمہ بی منسوب بہ خاندان خواجہ ابوالفیض امین الدین از نبیرگان خواجہ بندہ نوازؒ

آل چندا حسینی بخاری ابن سید شاہ احمد حسینی۔ فاطمہ بی کے ایک فرزند سید محمدؐ فصیح اللہ حسینی (بندہ نوازی) ان کی صاحبزادی خیرالنساء منسوب بہ سید محمدؐ بغدادی ان کے صاحبزادے سید محمدؐ فصیح اللہ حسینی بغدادی سجادہ چنچولی بقید حیات ساکن حیدرآباد سلطان پورہ۔

شجرۂ ڈاکٹر سید عبداللطیف حسینی کرنولی ثم حیدرآبادی

از اولاد رکن الدین ابوالفتح نبیرۂ سید مخدوم جہانیاں بخاریؒ

سید رستم علی حسینی کے فرزند سید خداوند حسینی جو ڈاکٹر سید عبداللطیف کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید شاہ لطیف حسینی عرف یا ہو بادشاہ، اور (۲) سید شاہ علی حسینی۔ سید شاہ لطیف حسینی عرف یا ہو بادشاہ نے ۱۰۹۰ھ میں بمقام کرنول انتقال کیا۔ آپ سکندر عادل شاہ کے معاصر تھے۔ آپ لاولد تھے۔ آپ کے بھائی سید شاہ علی حسینی سے اس خاندان کی اولاد کا سلسلہ قایم ہے۔ سید شاہ علی حسینی کے فرزند سید شاہ حسین تھے۔ سید شاہ حسین کے تین فرزند تھے۔ (۱) سید اسد اللہ حسینی (۲) سید شاہ قتال حسینی (۳) سید شاہ امام الدین حسینی۔ سید اسد اللہ حسینی کے بیٹے سید شاہ لطیف حسینی اور ان کے فرزند سید شاہ حسین اور ان کے دو فرزند ڈاکٹر سید عبداللطیف حسینی صدر انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز اور سید اسد اللہ حسینی بی۔اے مرحوم ہیں۔ سید قتال حسینی کی اولاد بھی کرنول میں موجود ہے اور ایک بزرگ سید میران اپنے عہد کے مشہور عالم گزرے ہیں۔

ضمیمہ ۲ شاخ اوّل ثمر اوّل

ابوالفتح رکن الدین کے صاحبزادے کا نام سید محمدؒ (کیمیا نظر) صحیح[1] ہے۔

خداوند ہادی (چنچولی) کے شجرہ میں سید محمد اکبر کا نام اور سید محمد کے بعد دو نام سید امین الدین اور سید کمال الدین متروک ہیں۔

نیز اس شجرہ میں سید محمد کے صاحبزادے کا نام سید امین الدین لکھا ہے جس کی مطابقت ایک حد تک سادات چنچولی کے شجرہ سے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ نظام الانساب میں سید محمد کیمیا نظر کے صرف دو صاحبزادے یعنی سید حامد اور سید ابوبکر کا ذکر ہے اور ان دونوں کی اولاد کے ناموں کی ہمارے اس شجرہ سے مطابقت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ ایک علٰحدہ خاندان ہے جو آپ کے تیسرے صاحبزادے سید امین الدین یا سید جمال محمد سے متعلق ہے[2]۔

شجرۂ حضرت خداوند ہادی (سید ہاشم مزار چنچولی) سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خداوند حسینی (جد اعلیٰ ڈاکٹر سید عبداللطیف اور حضرت خداوند ہادی دونوں حضرت سید رستم علی حسینی کے فرزند ہیں) سید خداوند حسینی کی اولاد بیجاپور سے کرنول چلی آئی اور ان کا خاندان یہیں متوطن ہوگیا۔ ان کے فرزند سید شاہ لطیف حسینی عرف یاہو بادشاہ اور دوسرے ارکان خاندان کے مزار کرنول ہی میں ہیں۔

حضرت خداوند ہادی جو حضرت سید شاہ امین الدین اعلیٰؒ کے خلیفہ اور حضرت میراں جی خدانماؒ قطب شاہی کے برادر طریقت ہیں، بیجاپور سے چنچولی گلبرگہ چلے آئے۔ ان کا شجرہ حسب ذیل ہے۔

۱ الفرع النامی مطبوعہ۔ ۲ شجرۂ قلمی مرتبہ شیخ تاج الدین سابق سجادہ روضۂ شیخ سراج جنیدیؒ گلبرگہ شریف جس میں خداوند ہادی چنچولی کا شجرہ اس طرح درج ہے:۔ خداوند خدانما چشتی ابن سید رستم ابن سید علاؤالدین ابن سید حسن ابن سید کمال خداوند خدانما (مقبرہ چنچولی) ابن سید علاؤالدین ابن سید جمال الدین ابن سید حافظ ابن سید کمال ابن سید جمال ابن سید محمد ابن سید رکن الدین (ابوالفتحؒ) غرض بعض ناموں کی کمی و زیادتی ہے۔ اس میں امین الدین کا نام نہیں ہے یا شاید امین الدین ہی کی عرفیت سید جمال ہو۔

ضمیمہ ۳ شاخ اوّل ثمر اوّل سادات بخاری اورنگ آباد

از اولاد سید رکن الدین ابوالفتح بخاریؒ نبیرۂ حضرت مخدوم جہانیاںؒ۔ آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے:۔

سید شاہ اسمٰعیل بخاری[1]۔ اورنگ آبادی ابن جمال بابا، ابن راہ بابا، ابن شاہ بابا، (شمس الدین) ابن سید شاہ راہ بابا۔ ابن شمس الدین ابن سید بابا علی بخاری ابن نصیب غازی ابن بابا شمس الدین بخاری ابن داؤد بخاری ابن سید نصیر الدین عرف بابا نصیب غازی۔ ابن حمزہ بخاریؒ۔ ابن سید داؤد (خاکی) ابن سعید مخدوم شیخ حمزہ بخاری، ابن سید عبدالوہاب، ابن سید محمد ابن سعید حامد بخاری ابن قاسم بخاری ابن سید محمد بخاری ابن رکن الدین بخاری ابن سید قاسم بخاری ابن سید رکن الدین (ابوالفتحؒ) ابن سید حافظ حامد کبیر ابن سید شاہ ناصر الدین محمود بخاری ابن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاریؒ۔ گویا سید اسمٰعیل بخاری آپ کی چوبیسویں پشت میں تھے اور ان کے جد اعلیٰ سید قاسم یا ابوالقاسم بخاری حضرت سید رکن الدین ابوالفتحؒ کے صاحبزادے تھے، شاہ اسمٰعیل بخاری مذکور شاہ نظام الدین اورنگ آبادی اور شاہ شریف چشتیؒ ہمدانی اورنگ آبادی اور نظام الملک اوّل (۱۱۶۱ھ) کے معاصر تھے۔

یہ واضح رہے کہ شجرۂ مندرجہ نظام الانساب میں رکن الدین ابوالفتح کے ایک صاحبزادے کا نام ابوالقاسم محمود لکھا ہے جن کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی تھی۔ الفرع النامی مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں میں "ابوالقاسم اور سید محمود کو علٰحدہ علٰحدہ فرزند درج کیا ہے۔ نسب نامہ سید شاہ اسمٰعیل بخاری میں بعض اہم غلطیاں ہیں جو یہ ہیں۔ مثلاً یہ لکھا ہے کہ سید جلال بخاری مخدوم جہانیاںؒ کو نو فرزند تھے اور بقول بعض گیارہ صاحبزادے تھے جن میں حضرت سید احمد کھٹو گجراتی، سید ناصر الدین محمود۔ سید فضل اللہ، اور حضرت اخی جمشید راجگیریؒ، سید عبدالقادر، سید محمود، سید سکندر، سید محمد، سید شرف الدین کے نام شامل ہیں۔

۱ نسب نامہ سید شاہ اسمٰعیل بخاری اورنگ آبادی مخطوطہ سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن۔

سید احمد کھٹو، اور اخی جمشید، تو حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ اور اوّل الذکر سید احمد کھٹو کا آپ کے خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا البتہ آپ حضرت قطب عالم بخاری گجراتیؒ کے معاصر تھے۔ سید فضل اللہ اور سید شرف الدین کو مؤلف منبع الانساب نے، حضرت ناصر الدین محمود کے صاحبزادگان میں شمار کیا ہے۔ سید عبد القادر، سید سکندر مخدوم جہانیاںؒ کے فرزند تھے۔ البتہ سید سکندرؒ[1] ابن سید مسعود کاظمی حضرت مخدومؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ جن کی آپ نے پرورش کی تھی۔ خلافت اور بہت سے خاص تبرکات عطا فرمائے بلکہ اپنا خطاب مخدوم جہانیاں بھی بخش دیا اور بغرض تبلیغ شہر منگلور (راجکوٹ) روانہ فرمایا تھا۔ وفات ۸۲۵ھ مدفن منگلور۔

بعض تواریخ وفات بزرگان خاندان سے جو اسی نسب نامہ میں درج ہیں پتہ چلتا ہے کہ سید شاہ اسمٰعیل بخاری کا خاندان بخاری گجرات سے تعلق تھا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ سید رکن الدینؒ[2] ابن سید قاسم ابن سید رکن الدین ابوالفتح گجرات آ گئے تھے چنانچہ اس نسب نامہ میں حضرت سید رکن الدین کی تاریخ وفات ۴ر ذیحجہ اور مدفن لساون لکھا ہے۔ اور اُن کے پوتے سید قاسم کی وفات ۴ر ذیحجہ یا ۹ر صفر اور مقام مدفن قاسم پورہ گجرات درج ہے۔ اور پھر اپنے ایک اور خاص جد، بابا شمس الدین بخاری کا مزار بڑودہ گجرات میں ہونا بیان کیا ہے۔ نیز (بابا سید علی بخاری یا بابا علی بخاری کی تاریخ وفات ۱۱ر جمادی الاول ۱۰۷۵ھ بیان کی گئی ہے۔

اولاد:۔ شاہ اسمٰعیل بخاری اورنگ آبادی (متوفی ۲۰ر ربیع الثانی ۱۱۸۹ھ مزار قطب پورہ اورنگ آباد) کے ایک صاحبزادے سید شاہ جمال اللہ بخاری متوفی ۱۲۴۲ھ اور غالباً آپ کے ایک نبیرہ سید بادشاہ بخاری متوفی (۱۲۱۴ھ) مدفن تکیہ اجمل

---

[1] سید سکندر از اولاد موسیٰ کاظمؒ۔ دیکھو تاریخ الاولیاء صفحہ ۳۴۱ مؤلفہ امام الدین مطبوعہ۔ [2] الفرع النامی لاصل السامی مطبوعہ صفحہ ۲۶ پر مؤلف مذکور نے لکھا ہے کہ سید راجو ابن سید جلال ثالث کے دو صاحبزادے سید احمد اور سید برہان گجرات چلے گئے۔ سید قاسم یا ابوالقاسم، جلال ثالث کے حقیقی بھائی تھے ممکن ہے کہ سید قاسم کے فرزند سید رکن الدین بھی گجرات چلے آئے ہوں (مؤلف)

اورنگ آباد ہے اور ان کی اہلیہ محترمہ وفات ۱۲۸۶ھ مسجد سنگ تولہ واقع اورنگ آباد میں دفن ہیں)

تعجب ہے کہ مؤلف نظام الانساب نے اس خاندان کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

شاخ دوم ثمر اوّل

۱۔ اولاد:۔ حضرت سید عبد اللہ بخاری دہلوی ابن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ۔

سید عبد اللہ بخاری ابن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے صاحبزادے سید برہان الدین اُن کے سید محسن بخاری اُن کے سید علی اُن کے سید محمود اُن کے سید اکبر بخاری اُن کے سید راجو بخاری اُن کے سید ابراہیم بخاری اُن کے سید مبارک بخاری اُن کے سید جنید اُن کے سید اکبر اُن کے سید محمد بخاری۔

۲۔ اولاد:۔ سید محمد بخاری کرنولی ابن سید اکبر بخاری مذکور کے دو فرزند تھے۔

۱۔ سید داؤد بخاریؒ۔ ۲۔ سید حسین بخاریؒ۔

۳۔ اولاد:۔ سید داؤد بخاری ابن سید محمد بخاری کرنولی۔ ان کو ایک فرزند سید حسین بخاری اُن کو سید شاہ ندیم بخاری ان کو سید شاہ فتح بخاری ان کو سید شاہ عطاء اللہ بخاری اُن کو سید مخدوم بخاریؒ۔

۴۔ آل:۔ سید شاہ مخدوم بخاری ابن سید عطاء اللہ بخاری مذکور کی دو لڑکیاں تھیں۔ دختر اوّل سیدہ فاطمہ بی۔ منسوب بہ سید خواجہ محمد حسینی (ابن سید خواجہ نبی شاہ حسینی ابن سید خواجہ اسحاق حسینی ابن سید شاہ میر حسینی زیدی ابن خواجہ سید مرتضیٰ حسینی ابن سید خواجہ شاہ علی حسینی ابن سید خواجہ مخدوم حسینی ابن سید خواجہ محمد حسینی کرسی نشین ابن خواجہ من اللہ حسینی ابن خواجہ سلطان صوفی حسینی ابن سید خواجہ احمد حسینی (غالب کراماتؒ) ابن سید خواجہ امین الدین من اللہ ابوالفیض بیدری قدس سرہٗ)۔

---

[1] شرف الانساب صفحہ ۳۶۔

دختر دوم :۔ مسماۃ سیدہ[1] سلطان بی صاحبہ بنت سید شاہ مخدوم بخاری مذکور منسوب بہ سید محمدؐ رضوی عرف سیدان میاں ابن سید شاہ قطب الدین حسینی رضوی) (از اولاد سید شاہ طاہر رضوی بغدادی ابن سید شاہ جنید بغدادی۔ وارد کرنول)۔

۶۔ اولاد :۔ سید حسین بخاری ابن سید محمدؐ بخاری کرنولی ابن سید اکبر بخاری مذکور ان کے سید شاہ ندیم بخاری اُن کے سید عمر بخاری ان کے سید بڑے بخاری ان کے سید فرید بخاری۔

۷۔ اولاد :۔ سید فرید بخاری ابن سید بڑے بخاری مذکور کے دو فرزند۔ ۱۔ سید بڑے بخاری۔ ۲۔ سید شاہ علی حسینی بخاریؒ۔

۸۔ اولاد :۔ سید بڑے بخاری ابن سید فرید بخاری ابن سید بڑے بخاری ابن سید عمر بخاری مذکور کے ایک فرزند۔ سید کریم اللہ بخاری اور ایک دختر سیدہ عباس بی صاحبہ زوجۂ ثانی[2] سید شاہ میراں رضوی ابن سید محمدؐ رضوی عرف سیدامیاں کرنولی۔

۹۔ اولاد :۔ سید شاہ علی حسینی بخاری برادر سید بڑے بخاری ابن سید فرید بخاری مذکور کو دو فرزند اور ایک دختر تھی۔

فرزند اوّل سید صاحب حسینی بخاری لاولد۔ فرزند دوّم سید فرید الدین حسینی بخاری اور دختر مسماۃ سلطان صاحبہ بی عرف صاحب بی منسوب بہ سید خواجہ شمس الدین حسینی عرف صاحب پیرؒ ابن سید خواجہ برہان الدین حسینی بن سید شمس الدین حسینی بن سید میراں شاہ حسینی جعفری از اولاد سید بابا شاہ حسینی ابن سید شاہ ظہیر الدین حسینی گنج البحر مدفن کدری کوٹاکل (مدراس)[3] از اولاد سید اسمٰعیل جعفری ابن ابو محمدؐ اسحٰق موتمن الاطنی ابن حضرت امام جعفر صادقؑ۔

۱۔ شرف الانساب ص۴۶ تا ۴۷۔ ۲۔ شرف الانساب مطبوعہ ص۴۷ تا ۴۸۔ ۳۔ ایضاً ص۴۸/۴۹۔

۱۰۔ اولاد :۔ سید فرید الدین حسینی بخاری ابن سید شاہ علی حسینی بخاری مذکور (کرنولی) آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں جو حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ سید عزیز الدین بخاری فرزند کلاں (لاولد)۔ ۲۔ فرزند اوسط سید رسول بخاری (لاولد)۔ اور فرزند خرد۔ ۳۔ سید شاہ علی پیر بخاری[1]۔ اور صاحبزادیاں۔ ۱۔ دختر کلاں زوجہ سید خواجہ پیر حسینی حیدر آبادی۔ دختر ثانی زوجہ سید صاحب جی صاحب حسینی۔ دختر ثالث زوجۂ سید نظام الدین حسینی برادر حقیقی سید خواجہ پیر حسینی حیدر آبادی۔

۱۱۔ اولاد :۔ سید شاہ علی پیر بخاری فرزند خرد سید فرید الدینؒ حسینی بخاری ابن سید شاہ علی حسینی کرنولیؒ۔

آپ کی زوجہ دختر ششم سید شاہ شرف الدین رضوی قادری ان کے ایک فرزند سید احمد بخاری عرف مرشد پیر[2] لاولد تھے اور ایک صاحبزادی تھی جو سید اسحاق محی الدین حسینی عرف فخر المشائخ سے منسوب تھی۔

نوٹ :۔ سلسلہ اولاد حضرت سید شاہ عبداللہ بخاری فرزند دوم حضرت مخدوم جہانیاں ختم شد

شاخ سوم :۔ شجرۂ خاندان سید محمدؐ جلال الدین بخاری ابن مخدوم جہانیاں متعلقہ کڑپہ (مدراس)

حضرت سید محمدؐ بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیاں کی اولاد میں سید جمال الدین بخاری ملتان سے بزمانہ سلاطین عادل شاہیہ دکن آئے تھے۔ سید محمدؐ بخاری شہزادی روم کے بطن سے تھے۔ اس لیے ان کی اولاد کا تعلق روم سے رہا۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحبزادے بہ وجہ خاندانی تعلقات اوچ اور ملتان میں بھی رہ گئے ہوں۔ کیونکہ سلطان یوسف عادل شاہ بقول فرشتہ ملک روم کا شہزادہ تھا۔ انھیں تعلقات کی وجہ سے

۱۔ اشرف الانساب ص۵۰-۵۲۔ ۲۔ ایضاً ص۷۹۔ ۳۔ ایضاً ص۵۱/۸۵۔ ۴۔ ایضاً ص۸۵ یوسف بخاری دیکھو۔

قرین قیاس ہے کہ مولانا جمال الدین ملتان سے بیجاپور چلے آئے ہوں اور یہاں خواجہ سید محمد گیسو دراز کے خاندان میں شادی کی ہو۔

۱۔ اولاد:۔ سید محمد بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے صاحبزادے سید حسین مخدوم عالمؒ اُن کے سید عبدالرحمٰن اُن کے سید علی حافظ اُن کے سید حسن باقر اُن کے سید احمد کبیر الحق بخاری۔

۲۔ اولاد:۔ سید احمد کبیر الحق بخاری کے دو صاحبزادے:۔ ۱۔ سید جمال الدین بخاری ملتانیؒ۔ ۲۔ سید یوسف بخاریؒ۔

۳۔ اولاد:۔ سید جمال الدین ملتانی ابن سید احمد کبیرؒ ابن سید حسن باقر المعروف بہ حسن صوفی۔ سید جمال الدین ملتانی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید کمال الدین۔ ۲۔ سید شرف الدینؒ۔

سید کمال الدینؒ کے ایک فرزند سید حسن صوفی (ثانیؒ)

۴۔ اولاد:۔ سید حسن صوفی ابن کمال الدینؒ کے پانچ فرزند تھے۔ ۱۔ سید جمال الدین۔ ۲۔ سید کمال الدین۔ ۳۔ سید محمد۔ ۴۔ سید اسمٰعیل۔ ۵۔ سید علی۔

۵۔ اولاد:۔ سید کمال الدین بخاری ابن سید حسن صوفی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید یعقوبؒ ۲۔ سید ید اللہ۔ ۳۔ سید جمال الدینؒ۔

۶۔ اولاد:۔ سید جمال الدین ابن سید کمال الدین بخاری ابن سید حسن صوفی کے آٹھ صاحبزادے اور تین لڑکیاں۔ زوجۂ اوّل کے بطن سے تین صاحبزادے مسمیان ۱۔ سید محمد حسینی الملقب بہ شاہ میرؒ۔ ۲۔ سید شاہ نور اللہ۔ ۳۔ سید شاہ کمال الدین صاحب دیوان مخزن عرفان۔ ۴۔ سید حسن صوفی۔ ۵۔ سید احمد اللہ بخاری (مجذوب مدفن ونڈیکل)۔ ۶۔ سید حسینی بادشاہ بخاری۔ ۷۔ ۸۔ مجہول الاسم۔ تین صاحبزادیاں:۔ ۱۔ رابعہ بی بی۔ ۲۔ ستی بی بی۔ ۳۔ مریم بی بی۔

۷۔ اولاد:۔ سید محمد حسینی الملقب بہ شاہ میر ابن جمال الدین بخاری رائچوٹی کے

۱؎ انوار تجلی قلمی آصفیہ و شاہ میری اولیا مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

دو صاحبزادے اور ایک دختر حسب ذیل:۔ ۱۔ سید محی الدین بادشاہ (لاولد) ۲۔ سید عبدالقادر عرف جیلانی بادشاہ۔ ۳۔ بادشاہ بی صاحبہ۔

۸۔ اولاد:۔ سید عبدالقادر عرف جیلانی بادشاہ ابن سید محمد حسینی شاہ میرؒ کے دو صاحبزادے اور ایک دختر از بطن زوجۂ اوّل۔ ۱۔ سید محمد حسینی شاہ میر ثانی عرف شاہ میاںؒ اور فرزند دوم سلطان محی الدینؒ اور دختر مسماۃ فاطمہ بی صاحبہ (از بطن زوجۂ ثانی بنت سید شاہ ابراہیم بخاری کمرنولی)۔

۹۔ اولاد:۔ سید محمد شاہ میر ثانی عرف شاہ میاں المتخلص بہ بیرنگ ابن حضرت سید جیلانی بادشاہؒ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں، پانچ صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہوئے صرف ایک صاحبزادے سید جمال الدین بادشاہ ثانیؒ باقی رہے تھے۔ اور وہ بھی بعمر ۳۰ سال بہ حیات والد ماجد فوت (۱۲۵۹ھ) ہو گئے۔

۱۰۔ اولاد:۔ سید جمال الدین ثانی ابن شاہ میاں بیرنگ کے ایک صاحبزادے سید عبدالقادر المعروف بہ قادر بادشاہ المتخلص بہ عبدؔ (اردو کے شاعر)

۱۱۔ اولاد:۔ سید عبدالقادر عرف قادر بادشاہؒ ابن سید جمال الدین ثانی المتخلص بیرنگ (۱۲۶۴/۱۳۰۰ھ) کے تین صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید شاہ عبدالحق شاہ میر ثالث۔ ۲۔ سید جمال الدین بادشاہ ثالث۔ ۳۔ سید محی الدین بادشاہ از بطن دختر سید عیسیٰ ہمشیر زادہ شاہ مراد علی افضل تخلص۔

۱۲۔ اولاد:۔ سید عبدالحق عرف شاہ میر بادشاہ ثالث ابن سید عبدالقادر حسینیؒ (۱۲۸۷/۱۳۵۴ھ) کے تین فرزند ایک دختر۔ دو صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہوئے تیسرے صاحبزادے حکیم سید قادر علی بادشاہ بخاریؒ (سجادۂ درگاہ سید محمد حسینی شاہ میر (متوفی ۱۱۸۶ھ) و درگاہ پدر خود سید شاہ عبدالحق المعروف بہ شاہ میر ثالث کرڑپوی) بقید حیات۔

۱؎ شجرۂ خاندانی مملوکہ سید شاہ احمد حسین المعروف بہ شاہ بالیمین حیدرآبادی و سید قادر علی بادشاہ سجادہ کرڑپہ شریف

۱۳۔ اولاد:۔ سیّد قادر علی بادشاہ ابن سیّد عبدالحق شاہ میر۔ فرزند کلاں کے تین فرزند اور ایک دختر۔ ۱۔ سیّد عبدالحق حسینی شاہ میر رابع۔ ۲۔ سیّد محمدؐ حسینی بادشاہ۔ ۳۔ سیّد جمال اللہ بادشاہ حسینی۔
دختر مسماۃ مہرالنساء عرف مہربانو۔

۱۴۔ اولاد:۔ سیّد جمال الدین بادشاہ ثالث (برادر عبدالحق شاہ میر) کے ایک فرزند۔ سیّد محمود بخاری مقیم محل۔ ایک صاحبزادی فاطمۃ النساء منسوب بہ سیّد قادر علی بادشاہ ابن عبدالحق شاہ میرؒ (از بطن زوجۂ اوّل) ۲۔ سیّد محی الدین بادشاہ برادر عبدالحق شاہ میرؒ مقیم تلپول (لاولد) مسماۃ سلمہ از بطن زوجۂ ثانی منسوب بہ اسداللہ بادشاہ ابن سیّد علی موسیٰ رضا۔

۱۵۔ اولاد:۔ سیّد نوراللہ حسینی ابن سیّد شاہ جمال الدین زانچہ ثانیؒ کے پانچ فرزند ۱۔ سیّد محی الدین بادشاہ لاولد (از بطن زوجۂ اوّل)۔ ۲۔ سیّد حسینی بادشاہ ۳۔ سیّد شاہ موسیٰ صالح۔ ۴۔ سیّد شاہ محمدؐ حسینیؒ۔ ۵۔ سیّد قادر بادشاہ حسینی۔

۱۶۔ اولاد:۔ سیّد شاہ حسینی بادشاہ متوفی ۱۲۳۵ھ (مدفن گنڈلور محل ضلع چیتور) کے ایک صاحبزادے سیّد شاہ سلطان محی الدین سالکؔ (مدفن حیدرآباد)

۱۷۔ اولاد:۔ سیّد شاہ سلطان محی الدینؒ سالکؔ کے دو صاحبزادے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ۱۔ سیّد قادر بادشاہ۔ ۲۔ سیّد حسینی بادشاہ جو صغیر سنی میں فوت ہوگئے ایک لڑکی کی اولاد تھی، اب کوئی موجود نہیں (مزار کنٹہ گوشہ محل حیدرآباد)

۱۸۔ اولاد:۔ سیّد موسیٰ صالح (مدفن کرٹپہ) ابن سیّد شاہ نوراللہ حسینیؒ کے سات صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سیّد احمد اللہ حسینی المعروف بہ عشق مصطفےٰؐ لاولد ۲۔ سیّد شاہ ہدایت اللہ حسینی (مدفن کرم گنڈہ) ۳۔ سیّد رحمت اللہ حسینی۔ ۴۔ سیّد حبیب اللہ حسینی (مدفن کرٹپہ) ۵۔ سیّد حسینی بادشاہ لاولد (مدفن کرٹپہ) ۶۔ سیّد محی الدین بادشاہ المتخلص بہ کمترؔ (مدفن کرمپاس کرٹپہ)، ۷۔ حاجی سیّد معروف چشتی

۱؎ رسالہ نوائے ادب بمبئی ۱۹۶۰ء مضمون احقر۔

۱۹۔ اولاد:۔ سیّد شاہ ہدایت اللہ حسینی ابن سیّد موسیٰ صالح کے تین صاحبزادے ۱۔ سیّد شاہ احمد اللہ حسینی (مدفن چیٹویل)۔ ۲۔ سیّد شاہ بسم اللہ حسینی (مدفن کرٹپہ)۔ ۳۔ حاجی و قاضی سیّد شاہ نوراللہ حسینی (مدفن کرم گنڈہ)۔

۲۰۔ اولاد:۔ حاجی سیّد معروف چشتی کرٹپوی ابن سیّد شاہ ہدایت اللہ حسینیؒ کے دو فرزند تھے۔ ۱۔ سیّد شاہ جمال اللہ حسینی کرٹپوی ثم کرنولی۔ ۲۔ سیّد حبیب اللہ حسینیؒ مقیم کرٹپہ۔

۲۰/۱۔ اولاد:۔ حاجی قاضی نوراللہ حسینی ابن سیّد ہدایت اللہ حسینی ابن سیّد موسیٰ صالح کے چار فرزند۔ ۱۔ سیّد علی موسیٰ رضا حسینی۔ ۲۔ سیّد شاہ مصطفےٰ عرف عطاء اللہ (مقیم کدری)۔ ۳۔ سیّد شاہ کمال اللہ بادشاہ حسینی (مقیم کرم گنڈہ) ۴۔ سیّد شاہ ہدایت اللہ مقیم چیٹویل۔ اور تین صاحبزادیاں۔ ۱۔ مسماۃ فاطمہ بی بی۔ ۲۔ حافظہ بی بی۔ ۳۔ مسماۃ جمیلہ بی بی۔

۲۰/۲۔ اولاد:۔ سیّد علی موسیٰ رضا ابن قاضی سیّد نوراللہ کرم گنڈوی کے چھ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔ ۱۔ سیّد عزیز اللہ حسینی۔ ۲۔ سیّد اسد اللہ حسینی۔ ۳۔ سیّد احمد اللہ حسینی۔ ۴۔ سیّد کریم اللہ حسینی۔ ۵۔ سیّد نعمت اللہ حسینی۔ ۶۔ سیّد غوث محی الدین۔ ۷۔ آمنہ بی بی منسوب بہ حکیم سیّد جمال اللہ کرنولی۔ ۸۔ فاطمہ بی منسوب بہ سیّد کمال اللہ بادشاہ ساکن محل۔ ۹۔ محبوب بی زوجہ سیّد دستگیرؒ ساکن ونکٹ گری (ویلور) ۱۰۔ زیتون بی۔ زوجہ سیّد رحمت اللہ کرم گنڈوی۔

۲۱۔ اولاد:۔ سیّد شاہ محمدؐ حسینی (مدفن محل) ابن سیّد نوراللہ حسینی برادر شاہ میر اوّل کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سیّد قادر بادشاہ حسینی۔ ۲۔ سیّد دادا پیر حسینی۔ ۳۔ سیّد نوراللہ حسینی (ہجرت کرگئے!)۔ اور سیّد دادا پیر حسینی ابن سیّد شاہ محمدؐ حسینی کے ایک صاحبزادے سیّد نذر اللہ حسینیؒ کے ایک فرزند سیّد قاضی جمال اللہ قاضی حکومت کرٹپہ اور ان کے دو فرزند

۱۔ سید کمال اللہ عرف دادا پیر از بطن زوجۂ اول۔ ۲۔ سید نذر اللہ از بطن زوجۂ ثانی۔

۲۲۔ اولاد:۔ سید شاہ قادر بادشاہ حسینی ابن سید نور اللہ حسینی برادر شاہ میر اول کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمود بادشاہ حسینی۔ ۲۔ سید شاہ جہاں پیر (لاولد)

۲۳۔ اولاد:۔ سید محمود بادشاہ حسینی مزار اولی ابن سید شاہ قادر بادشاہ حسینی ابن سید نور اللہ برادر شاہ میرؒ کے ایک صاحبزادے سید محی الدین بادشاہ ان کے سید محمود بادشاہ حسینی اور ان کے ایک فرزند سید محی الدین بادشاہ بخاری۔

۲۳/۱۔ اولاد:۔ سید محی الدین بادشاہ ابن سید محمود بادشاہ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید محمود بادشاہ۔ ۲۔ سید قادر بادشاہ لاولد۔ ۳۔ سید نور اللہ بادشاہ متخلص بہ انور لکچرار نیلور کالج۔

۲۳/۲۔ اولاد:۔ سید محمود بادشاہ ابن سید محی الدین بادشاہ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید محی الدین بادشاہ۔ ۲۔ سید قادر بادشاہ۔ ۳۔ سید احمد بادشاہ۔

۲۴۔ اولاد:۔ سید شاہ کمال الدین برادر شاہ میر ابن سید شاہ جمال الدین کے چار فرزند۔ ۱۔ سید یوسف عرف جلال الدین المتخلص بہ اکمل۔ ۲۔ سید شاہ جمال اللہ المعروف بہ سید دادا پیر حسینی۔ ۳۔ سید صاحبو بخاری۔ ۴۔ سید علی شاہ المتخلص بہ لامع۔

چار صاحبزادیاں دختر اول منسوب بہ سید محی الدین بادشاہ بخاری۔ دختر دوم منسوب بہ سید شاہ محمد المعروف بہ شاہ میر ثانیؒ۔ دختر سوم مسماۃ بی بی مریم سید محمود شاہ سے۔ دختر چہارم۔ سید شاہ برہان الدین حقانیؒ سے منسوب تھیں۔ مگر ایک شجرہ میں دو صاحبزادیوں کا اور ذکر ہے جو میر عسکری حسینی اور سید بہاء الدین حسینی میر قاضی سدھوٹ کڑپہ سے منسوب تھیں۔

۲۵۔ اولاد:۔ سید یوسف علی شاہ اکمل آپ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ سید علی مراد شاہ تخلص افضل۔ ۲۔ سید شاہ فقیر محی الدین مقبل (میسوری) سید علی مراد افضل سے دختر شاہ محمد حسینی ابن شاہ نور اللہ برادر شاہ میر بیاہی گئی۔

ان کے بطن سے ایک فرزند صغیر سن فوت اور زوجۂ ثانی از خاندان کرمانی مدراس۔ تین صاحبزادیاں حسب ذیل:۔

آل شاہ اکملؒ۔ ۱۔ فاطمہ بی اہلیہ سید عیسیٰ میاں (مدفن چک بالاپور میسور) ۲۔ سکینہ بی اہلیہ سید مصطفیٰ حسینی اشغل۔ مدفن محل ضلع چتور (مدراس)۔ ۳۔ راحت بی ناکتخدا فوت۔

نوٹ:۔ سید علی مراد شاہ بخاری افضل تخلص لاولد تھے (وفات ۱۳۱۰ھ) زوجۂ اول (ہم کفو) متوطن گنڈلور ضلع چتور مدراس۔ زوجۂ ثانی بنت سید قادر حسین کرمانی متوطن مدراس۔

۲۶۔ اولاد:۔ سید شاہ فقیر محی الدین بخاری مقبل کڑپوی ثم میسوری وفات ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں۔ ۱۔ سید عزیز الدین عادل تخلص۔ ۲۔ سید تقی الدین المتخلص بہ تقی۔ ۳۔ سید بادشاہ محی الدین المتخلص بہ قابل۔ ۴۔ سید شاہ کمال الدین اجمل تخلص۔ ۵۔ زینب بی بی۔ ۶۔ دختر نام معلوم نہیں زوجہ سید محبوب بادشاہ قادری داروغہ گنبد ٹیپو سلطان سرینگاپٹن۔

نوٹ:۔ سید علی لامع ابن سید شاہ کمال الدین کے کلام کنڈوی متوفی ۱۲۲۶ھ (ناکتخدا فوت بہ عالم شباب) مدفن مدرسہ لطیفیہ ویلور مدراس۔

سید یوسف بخاری برادر جمال الدین ملتانی ثم بیجاپوری ابن سید احمد کبیر الحق بخاریؒ از احفاد سید محمدؒ (الملقب بہ جلال الدین محمد اکبرؒ) ابن حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہٗ مؤلف الفرع النامی اور نظام الانساب کا بیان ہے کہ آپ کی اولاد بمقام اوشلی روم ترکستان میں کثرت سے ہے۔ ہندوستان میں آپ کی اولاد کا کوئی ذکر نہیں مگر اس شجرہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے سید حسین ہندوستان میں سکونت پذیر تھے۔ جن کی اولاد خصوصاً دکن میں موجود ہے۔ سید حسین بخاری ابن سید محمد بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہٗ المتوفی (۷۸۵ھ) سلطان فیروز تغلق اور اولین سلاطین بہمنیہ کے معاصر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مؤلف ثمرات القدس

کا بیان ہے کہ سیّد محمدؒ ابن مخدوم جہانیاںؒ "بعد از پدر بسجادہ مشیخت بنشست در علم ظاہری و باطنی شاگرد پدر بود وفات ۲۲ رمضان"، ممکن ہے کہ روم میں سجادہ نشین ہوں۔

سیّد علی صوفی[1] بخاری کرنولی، مدفن بیرون قلعہ کرنول محلہ نئی پیٹھ۔ جو سیّد محمد ابن مخدوم جہانیاں کی بیسویں پشت میں تھے تفصیل درج ذیل ہے۔

سیّد علی صوفی بخاریؒ کرنولی (مدفن بیرون قلعہ کرنول محلہ نئی پیٹھ) ابن سیّد داول بخاریؒ ابن سیّد جمال بخاریؒ ابن سیّد محمود بخاریؒ ابن سیّد میاں بخاریؒ ابن سیّد سالار بخاریؒ ابن سیّد بدرالدین بخاریؒ ابن سیّد سراج الدین بخاریؒ ابن سیّد حسام الدین بخاریؒ ابن سیّد یوسف ثانی بخاریؒ ابن سیّد فرید بخاریؒ ابن باباجی محمود بخاریؒ ابن سیّد عبداللہ بخاریؒ ابن سیّد منجن بخاریؒ ابن سیّد یوسف بخاریؒ ابن سیّد احمد کبیر بخاریؒ ابن سیّد حسن بخاری ابن سیّد علی بخاری ابن عبدالرحمٰن بخاری ابن سیّد حسین بخاری ابن سیّد محمدؒ بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیاںؒ
سیّد علی صوفی بخاری کرنولی کے دو فرزند تھے۔

۱۔ سیّد محمدؒ بخاریؒ۔ ۲۔ سیّد فریدالدین بخاریؒ اور سیّد محمد بخاری فرزند کلاں کے ایک فرزند سیّد محی الدین بخاری۔

اولاد[19]:۔ سیّد محی الدین بخاری ابن سیّد محمدؒ بخاری مذکور کے دو فرزند ایک دختر۔

۱۔ سیّد قطب الدین بخاری المعروف بہ قطبی حسینی (مدفن بیرگیرا انچور علاقہ[2] کرناٹک) لاولد۔ ۲۔ سیّد صاحب بخاری (لاولد) اور دختر سیّدہ صاحبنی بی منسوب بہ سیّد شاہ علی حسینی بخاری ابن سیّد فرید بخاری سادات کرنول ابن سیّد بڑے بخاری ابن سیّد عمر حسینی بخاری (احفاد سیّد عبداللہ بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیانؒ۔

اولاد[20]:۔ سیّد علی عرف پیر بادشاہ بخاری ابن سیّد فریدالدین بخاری کرنولی ابن سیّد علی صوفیؒ کے ایک فرزند سیّد محی الدین بخاری۔

---

۱ شرف الانساب ص۵۸ مطبوعہ۔ ۲ ایضاً ص۶۸ مطبوعہ۔

سیّد محی الدین بخاری ابن سیّد علی عرف پیر پاشاہ کے دو فرزند۔ ایک تو سیّد حسین بخاری دوسرے سیّد عبدالقادر بخاری۔

اولاد[21]:۔ سیّد حسین بخاری ابن سیّد محی الدین بخاری ابن سیّد علی عرف پیر پاشاہ بخاری ابن فریدالدین بخاری کرنولی کے دو فرزند اور ایک دختر تھی۔

۱۔ سیّد بندگی بخاری (لاولد) ۲۔ سیّد خواجہ احمد بخاری (قاضی) ساکن حیدرآباد دکن۔ اور دختر مسماۃ سیدہ چاند صاحبہ سیّد عبدالرزاق بخاری ابن سیّد عبدالقادر بخاری برادر سیّد حسین بخاری کرنولی نبیرہ سیّد علی عرف پیر پاشاہ سے منسوب تھی۔

اولاد[22]:۔ قاضی خواجہ احمد بخاری اول کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سیّد محمدؒ بادشاہ بخاریؒ ۲۔ سیّد عبداللہ بخاری۔ ۳۔ سیّد عبدالرحمٰن بخاری۔ ۴۔ سیّد مصطفےٰ بخاری۔ ۵۔ سیّد بخاری تھے۔ جن میں مشہور سیّد محمدؒ بادشاہ بخاریؒ (مدفن متصل درگاہ اُجالے شاہ محلہ سعید آباد قریب حاجی مستان قالین والے حیدرآباد دکن۔

اولاد[23]:۔ سیّد محمدؒ بادشاہ بخاری ابن قاضی خواجہ احمد بخاری کے دو فرزند۔ ایک سیّد حبیب اللہ بخاری دوسرے سیّد عبدالقادر بخاری اور تین صاحبزادیاں تھیں

اولاد:۔ سیّد بخاری ابن قاضی خواجہ احمد بخاری اوّل کے دو فرزند۔ ایک خواجہ احمد بخاری دوسرے سیّد محمود بخاری۔ اور دو لڑکیاں تھیں۔ بڑی لڑکی، سیّد چاند پیر قادری التمیمی سے منسوب تھی۔ (مزار چاند پیر قصبہ گدوال محبوب نگر)۔ چھوٹی لڑکی منسوب بہ سیّد عبدالقادر بخاری ابن سیّد محمدؒ بادشاہ بخاری برادر سیّد بخاریؒ (از نبایر[1] سیّد علی صوفی بخاری)

اولاد[24]:۔ سیّد مصطفےٰ بخاری ابن خواجہ احمد بخاری اول کرنولی کے فرزند مولانا سیّد عبدالحی بخاری حیدرآباد کے بڑے مستند عالم تھے جن کی تالیف (ہدایت الترتیل اُردو) دو جلدوں میں طبع ہوچکی ہے جو سنٹرل لائبریری حیدرآباد میں موجود ہیں۔

اولاد:۔ سید محمود بخاری ابن سیّد بخاری مذکور (آپ سے سیّد فریدالدین بخاری ابن

---

۱ شرف الانساب مطبوعہ ص۵۸۔

ابن سید عبدالرزاق بخاری کی لڑکی منسوب تھی)۔

سید محمود بخاری کے دو فرزند اور ایک دختر نام معلوم نہ ہو سکے اور سید خواجہ احمد بخاری ان کے بھائی کو ایک فرزند سید مصطفےٰ بخاری۔ دو صاحبزادیاں جن کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

اولاد:۔ سید فرید الدین بخاری المعروف بہ فرید شاہ ابن امام شاہ بخاری کرنولی کے ایک فرزند سید جلال الدین بخاری عرف سید بڑے ان کے سید شکر صاحب بخاری ان کے سید فرید الدین بخاری عرف فتو میاں ان کے سید علاؤ الدین بخاری عرف غریب بادشاہ ساکن کھڑک پورہ کرنول۔

اولاد:۔ سید شاہ حسین بخاری (ابن حاجی مخدوم بادشاہ المعروف بہ سید جلال الدینؒ کی اولاد نرینہ نہ تھی سات صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ عائشہ بی بی زوجۂ سید ابراہیم کرنولی۔ ۲۔ بادشاہ بی منسوب بہ سید جمال الدین عرف شہزادہ صاحب ادھونیؒ ۳۔ ماں صاحبہ منسوب بہ شاہ عبدالقادر قادری عرف شاہ صاحب چیگری۔ ۴۔ زہرہ بی منسوب بہ سید محمد حسینی شاہ میراوّل کڑپہ۔ ۵۔ زینب بی منسوب بہ سید شاہ نور اللہ بخاری کڑپہ برادر شاہ میراوّلؒ۔ ۶۔ فاطمہ بی منسوب بہ متعالی صاحب بیجاپور۔ ۷۔ کلثوم بی منسوب بہ سید حبیب اللہ حسینی نندیال (کرنول)۔

اولاد:۔ سید عبدالقادر بخاری ابن سید محی الدین بخاری ابن سید علی عرف پیر بادشاہ بخاری کرنولی ابن سید فرید الدین بخاری (از احفاد سید یوسف بخاری برادر جمال الدین ملتانی متعلقہ شاخ سوم سید محمد بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیانؒ) سید عبدالقادر بخاری کے تین فرزند۔ فرزند اوّل۔ سید محی الدین بخاری غالباً لاولد۔ فرزند دوم۔ سید عبدالرزاق بخاری۔ فرزند سوم سید پیر بادشاہ بخاری۔

اولاد:۔ سید عبدالرزاق بخاری ابن سید عبدالقادر بخاری (آپ سے سیدہ چاند صاحبہ بنت سید حسین بخاری عمِ بزرگوار منسوب) آپ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید علی بخاری۔ ۲۔

---

۱ شرف الانساب ص۸۶ ـ ۲ ایضاً ص۸۶-۱۶

سید فرید الدین بخاری اور ایک دختر محبوب بی صاحبہ۔

۲۹ اولاد:۔ سید فرید الدین بخاری ابن سید عبدالرزاق بخاری ابن سید عبدالقادر بخاریؒ۔ آپ کی اہلیہ سید معین الدین قادری القمیصی کی صاحبزادی تھیں جو سید حضرت قادری القمیصی رائچوری نبیرگان حضرت غوث اعظمؒ کی اولاد سے تھیں۔ آپ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید احمد بخاری۔ ۲۔ سید عبدالرزاق بخاری۔ ۳۔ اور سید محمد بخاری عرف مرشد پیراں اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

۳۰ اولاد:۔ سید پیر بادشاہ بخاری فرزند سوم سید عبدالقادر کرنولی۔ آپ کے ایک فرزند سید محمد عرف احمد بخاری۔ آپ کی زوجہ سیدہ محبوب صاحبہ بنت سید عبدالرزاق بخاری عمِ بزرگوار خود برادر حقیقی سید پیر بادشاہ بخاری ابن سید عبدالقادر حسینی بخاری کرنولی اور ان کے ایک ہی فرزند سید پیر بادشاہ بخاری تھے۔

۳۱ آل:۔ سید پیر بادشاہ بخاری ابن سید محمدؒ عرف احمد بخاری۔ آپ سے دختر ہفتم سید شاہ شرف الدین رضوی قادری منسوب تھی (مدفن پنی پورہ بیرون حیدرآباد دکن) جن کے بطن سے صرف دو صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی سید محی الدین پیر حسینی ابن خواجہ پیر حسینی جعفریؒ سے منسوب تھی۔ اور دوسری صاحبزادی زوجۂ سید نظام الدین حسینی بخاری عرف تیرانے والے صاحب ابن سید قطب الدین حسینی بخاری ساکن محلہ علی آباد حیدرآباد۔ از اولاد حضرت قطب عالم گجراتیؒ۔

۳۲ اولاد:۔ سید جلال الدین المعروف بہ حاجی مخدوم بادشاہ کرنولی۔ ابن سید شاہ محمد ثانیؒ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید شاہ حسین بخاری۔ ۲۔ سید شاہ امام الدین بخاری المعروف بہ امام شاہ۔

---

۱ شرف الانساب ص۱۶ و ص۸۶ ـ ۲ شرف الانساب ص۸۶ ـ ۳ ایضاً ص۱۵ مطبوعہ
۴ شرف الانساب ص۸۸/۸۹ ـ

۳۳۔ اولادِ سیّد امام الدین بخاری المعروف بہ امام شاہ ابن سیّد جلال الدین المعروف بہ شاہ حاجی مخدوم بادشاہ بخاریؒ۔ ساکن کلی کوٹ مزار متصل رود تنگبھدرا، ضلع کرنول۔ آپ کا شجرہ احتیاطاً درج ذیل ہے۔ از فرزندان سیّد جمال الدین ملتانی ابن سیّد احمد کبیر الحقؒ از اولاد سیّد محمد ابن مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔

شجرہ

۳۴۔ اولاد:۔ سیّد امام شاہ بخاری ابن حاجی مخدوم بادشاہ بخاری کرنولی ابن سیّد شاہ محمد ثانی بخاری ابن ابوالحسن بخاری ابن شاہ محمد شملی بخاری ابن سیّد محمد اشرف جہاں بخاری ابن سیّد شاہ شرف الدین بخاری ابن سیّد کمال الدین بخاری ابن سیّد جمال الدین ملتانی ابن سیّد احمد کبیر الحق بخاریؒ ابن سیّد حسن باقر بخاری ابن سیّد شاہ علی حافظ بخاری ابن سیّد عبدالرحمٰن بخاری ابن سیّد حسین مخدوم عالم بخاری ابن سیّد محمد بخاری ابن حضرت مخدوم جہانیاں بخاریؒ۔

بموجب شجرۂ خاندان شاہ میرا نچولی۔ سیّد شرف الدینؒ سیّد کمال الدین کے بھائی تھے نہ کہ صاحبزادے۔ ان کے جدِ اعلیٰ، سیّد جمال الدین ملتانی ساتویں پشت کے بزرگ ملتان سے دکن آئے۔ گلبرگہ شریف یا بیجاپور میں، سیّد ابوالحسن حسینی برادر عسکر اللہ حسینی از اولاد خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے شادی کی تھی، جن کی اولاد، کڑپہ اور کرنول میں آباد ہوئی۔

(مخطوطہ تجلیات نورانی مؤلفہ سیّد شاہ نور اللہ حسینی برادر شاہ میر کڑپوی کتب خانہ آصفیہ ملاحظہ ہو)

امام شاہ بخاریؒ کے دو صاحبزادے تھے۔

۱۔ سیّد فرید الدین بخاری عرف فرید شاہؒ۔ ۲۔ سیّد جلال الدین بخاری عرف جلیل شاہؒ۔

۳۵۔ اولاد:۔ سیّد جلیل شاہ[۱] (جلال الدین بخاری کرنولی ابن امام شاہ بخاری کے فرزند۔ سیّد صاحب حسینی بخاری ان کے سیّد جلال الدین بخاری عرف جلیل صاحب ثانی، ان کے حاجی سیّد شاہ حسین بخاری، عرف چھابو میاں کرنولی ان کے سیّد معصوم بادشاہ بخاری کرنولیؒ۔ سیّد معصومؒ بادشاہ ۱۳۳۲ھ تک بقید حیات تھے۔

شجرہ

شاخ اوّل: اولاد و احفاد سیّد شاہ صدر الدّین[۳] راجو قتال قدس سرہٗ برادرِ خورد سیّد جلال بخاری مخدوم جہانیان قدس سرہٗ۔

سیّد شاہ صدر الدین الملقب بہ راجو قتال (از بطن بی بی فاطمہ بنت سیّد بدر الدین بھکری نبیرہ سیّد دولہ ابن سیّد حسین بھکری) معاصر فیروز و سیّد مبارک تغلق۔ وفات ۸۲۷ھ۔ مدفن اوچھ۔

اولاد:۔ سیّد صدر الدین الملقب بہ راجو قتال ابن سیّد احمد کبیر ابن سیّد جلال اعظم سُرخ پوش بخاریؒ کے پانچ صاحبزادے۔

۱۔ سیّد روح اللہ۔ ۲۔ سیّد علیم الدین بندہ۔ ۳۔ سیّد خواجہ ابو اسحٰق۔ ۴۔ سیّد جلال الدین ۵۔ سیّد ابوالخیر عبدالعزیز۔

اولاد:۔ سیّد علیم الدین[۴] بندہ ابن سیّد صدر الدین راجو قتال کے ایک صاحبزادے سیّد لطیفور بخاری اور ان کے سیّد ابراہیم۔

۱۔ شرف الانساب ص ۹۱۔ ۲۔ ایضاً ب ۳۔ نظام الانساب جلد ۲ ص ۴۸۵ مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ب ۴۔ شجرہ ریاض علی بخاری میں۔ فرزند اوسط سیّد علیم الدین بندہ کا نام بندہ نواز اور آپ کو لاولد بیان کیا ہے۔ نیز سیّد روح اللہ اور سیّد جلال الدین کو بھی لاولد لکھا ہے مگر سیّد جلال کا ذکر نظام الانساب میں موجود ہے جو درج کر دیا گیا ہے۔ نیز سیّد عبدالعزیز کے ایک صاحبزادے سیّد احمد شاہ کا ذکر ہے جن کا نام نظام الانساب میں نہیں ہے۔ اس لحاظ سے آٹھویں فرزند سیّد احمد شاہ قرار پاتے ہیں۔

اولاد:۔ سید خواجہ ابو اسحٰق[1] ابن سید صدر الدین راجو قتالؒ کے ایک صاحبزادے سید نعمت اللہ تھے۔

اولاد:۔ سید جلال الدینؒ ابن سید صدر الدین راجو قتالؒ کے دو صاحبزادے۔
(۱) سید روح اللہ بخاریؒ ۔ ۲۔ سید رحمت اللہ بخاریؒ۔

اولاد:۔ سید ابو الخیر عبد العزیز ابن سید صدر الدین راجو قتال کے آٹھ صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید عبد العزیز۔ ۲۔ سید جلال۔ ۳۔ سید عبد الغنی۔ ۴۔ سید مبارک بخاری ۵۔ سید شہاب الدین۔ ۶۔ سید محمد ابدال۔ ۷۔ سید اسمٰعیل۔ ۸۔ سید احمد شاہ۔

اولاد:۔ سید احمد شاہ[عہ] ابن سید عبد العزیز ابو الخیر ابن سید صدر الدین راجو قتالؒ کے ایک صاحبزادے۔ سید کبیر اُن کے سید شاہ عبد الغنیؒ اُن کے سید احمد شاہ اُن کے سید کبیر ثانی اُن کے سید مبارک، اُن کے سید راجہ اُن کے سید محمد شاہ، اُن کے سید شاہ ستار، اُن کے سید مصطفےٰ شاہ، اُن کے سید معظم شاہ، اُن کے سید احمد شاہ اُن کے سید امام شاہ اُن کے سید غلام محمد شاہ المعروف بہ گو لے شاہ۔ اُن کے سید عطاء اللہ۔

اولاد:۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ابن سید غلام محمد شاہ عرف گو لے شاہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید ناصر شاہ اُن کے سید حسن شاہ۔ ۲۔ فرزند خرد سید عطاء اللہ شاہ کے سید شہاب علی شاہ۔

اولاد:۔ سید شہاب علی شاہ بخاری ابن سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دو فرزند۔
۱۔ سید ریاض علی۔ ۲۔ سید نیاز علی۔

اولاد:۔ سید ریاض علی ابن سید شہاب علی شاہ بخاری کے تین فرزند۔ ۱۔ سید شہزاد بخاری۔ ۲۔ سید شہباز راجن۔ ۳۔ سید اشفاق جہانیاں۔

---

[1] سید خواجہ ابو اسحٰق کی اولاد شاہ جیونانہ ضلع جھنگ میں شاہ دولتانہ اور شاہ جیونانہ کہلاتی ہے (مکتوب ریاض علی بخاری بنام احقر)

[عہ] شجرہ منقولہ سید ریاض علی بخاری (مرسلہ احقر)

شاخ اوّل نمبر اوّل

بنی اعمام سید جلال الدینؒ الملقب بہ مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاری اوچی:۔

اولاد:۔ سید جلال الدین اعظم سُرخ پوش بخاری اوچی کے چوتھے صاحبزادے سید احمد کبیر پدر حضرت مخدوم جہانیاں کے علاوہ تین صاحبزادے اور تھے۔ فرزند کلاں:۔ ۱۔ سید علی از بطن دختر سید قاسم دبلین۔ ۲۔ سید جعفر و فرزند اوسط از بطن بی بی حلیمہ والی بخارا۔ ۳۔ سید صدر الدین محمد غوث فرزند سوم۔ از بطن بی بی زہرا بنت سید برہان الدین بھکری۔ اور بقول بعض (سید علی اور سید جعفر حقیقی بھائی تھے اُن کی والدہ ماجدہ، خداوندہ بادشاہ بخارا کی صاحبزادی تھیں)۔

...ٹ:۔ سید جعفر کی اولاد بخارا اور توران میں ہے البتہ ایک صاحبزادے سید محمد یا سید جمال الدین[1] چنگیز خاں کے عہد میں خوارزم سے لاہور آئے تھے۔

اولاد:۔ حضرت سید علی ابن سید جلال سُرخ بخاری:۔
سید علیؒ کے ایک صاحبزادے سید بہاء الدین[2] حلیم اپنے جد کے ہمراہ ہندوستان آگئے تھے جن کی اولاد پنجاب میں سادات بہدوانی کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا سید علی بخاری کی خانقاہ بخارا میں ہے۔

اولاد:۔ سید بہاء الدین حلیم ابن سید علی بخاری (مدفن اوچہ) کے تین فرزند تھے
۱۔ سید مبارک۔ ۲۔ سید شیخ۔ ۳۔ سید سراج الدین۔

اولاد:۔ سید مبارک ابن سید بہاؤ الدین حلیمؒ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید عبد الرحیم ۲۔ سید محمود اور سید عبد الرحیم کے ایک فرزند سید کمال الدین اُن کے سید احمد معروف بہ قتو جیوؒ۔

اولاد:۔ سید شیخ فرزند دوم سید بہاؤ الدین حلیم کے ایک فرزند نصیر محمدؒ۔

---

[1] خزینۃ الاصفیاء: ص ۳۰۵/۳۰۴ مطبوعہ۔ [2] ۔ نظام الانساب قلمی ص جلد ۱۔

۶۔ اولاد:۔ سید سراج الدین فرزند خرد سید بہاؤ الدین حلیم کے ایک فرزند سید زین العابدین بخاری۔

۷۔ اولاد:۔ سید احمد فتو جیو ابن سید کمال الدین ابن سید عبدالرحیم ابن سید مبارک ابن سید بہاؤ الدین حلیمؒ آپ کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید کمال۔ ۲۔ سید حامد۔ ۳۔ سید عالم۔ ۴۔ سید قطب۔ ۵۔ سید کبیر۔

۸۔ اولاد:۔ سید حامد ابن سید احمد فتو جیوؒ کے ایک فرزند سید حامد اُن کے سید عالم اُن کے سید کمال ؒ تھے۔

نوٹ:۔ سید عالم سے سید روح اللہ بخاری شکارپوری کی دختر منسوب تھی۔

۹۔ اولاد:۔ سید کمال ابن سید عالم مذکور کے دو صاحبزادے مسمیان سید اسد اللہ اور سید محمد شاہ۔

۱۰۔ اولاد:۔ سید اسد اللہ ابن سید کمالؒ کے ایک ہی فرزند سید جیون علی اُن کے سید علی حسن۔

۱۱۔ اولاد:۔ سید علی حسن ابن سید جیون علی ابن سید اسد اللہؒ کے چار لڑکے۔ ۱۔ سید عوض علی۔ ۲۔ سید عالم علی۔ ۳۔ سید قربان علی اور ۴۔ سید مبارک۔

۱۲۔ اولاد:۔ سید عوض علی ابن سید علی حسن ابن سید جیون علی کے دو فرزند ۱۔ سید فدا حسین۔ ۲۔ سید اولاد علی۔

۱۳۔ اولاد:۔ سید فدا حسین ابن سید عوض علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید علی حسن۔ ۲۔ سید غلام عباس۔

۱۴۔ اولاد:۔ سید غلام عباس ابن سید فدا حسین کے ایک فرزند سید مہدی حسن (نوجوان فوت)

۱۵۔ اولاد:۔ سید علی حسن ابن سید فدا حسین ابن سید عوض علی کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید حیدر حسن۔ ۲۔ سید محمد عباس۔ ۳۔ سید احمد حسن۔

۱۶۔ اولاد:۔ سید حیدر حسن ابن سید علی حسن ابن سید فدا حسین کے تین فرزند۔ ۱۔ سید مختار حسین (نوجوان فوت)۔ ۲۔ سید ابو تراب۔ ۳۔ سید اکرام حسین۔

۱۷۔ اولاد:۔ سید اولاد علی فرزند دوم سید عوض علی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید محمد علی۔ ۲۔ سید حسن علی۔ ۳۔ سید احمد علی۔

۱۸۔ اولاد:۔ سید محمد شاہ ابن سید کمال ابن سید عالم ابن سید حامد ابن سید احمد فتو جیوؒ کے ایک فرزند سید محمد شاہ اُن کے سید علی محمد اُن کے سید کرم علی اُن کے سید طالب علی بخاری۔

۱۹۔ اولاد:۔ سید طالب علی بخاری ابن سید کرم علی (از احفاد فتو جیو) کے دو فرزند ۱۔ سید بشارت علی۔ ۲۔ سید نوازش علی جنھوں نے خورجہ بلند شہر میں بہ وجہ مصاہرت مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

۲۰۔ اولاد:۔ سید بشارت علی فرزند اوسط سید طالب علی کے دو فرزند سید احمد علی لاولد۔ ۲۔ سید حیدر علی ان کے ایک فرزند سید حیدر علی ! تھے اور ان کے سید انوار حسین۔

سید نوازش علی خورجوی ابن سید طالب علی کے چار فرزند۔ ۱۔ سید محمد علی۔ ۲۔ سید محمد نقی۔ ۳۔ سید محمد تقی۔ ۴۔ سید باقر علی۔ سید محمد علی کے ایک فرزند سید ابراہیم حسن اور سید محمد نقی کے ذاکر حسین۔

۲۱۔ اولاد:۔ سید محمد تقی ابن سید نوازش علی خورجوی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید کاظم علی ۲۔ سید مکرم علی۔ ۳۔ سید ناظم علی۔

۲۲۔ اولاد:۔ سید باقر علی فرزند چہارم سید نوازش علی کے ایک صاحبزادے سید جعفر علی تھے۔[۱]

شاخِ اول ثمر دوم (متعلقہ باب ۹)

۲۳۔ اولاد:۔ سید جعفر بخاری فرزند اوسط سید جلال اعظم بخاری۔ آپ کے پانچ فرزند۔

۱۔ انتظام الانساب صفحہ [illegible] قلمی۔

۱۔ سید علی اصغر۔ ۲۔ سید احمد۔ ۳۔ سید عبد اللہ۔ ۴۔ سید نبی شاہ۔ ۵۔ سید حیدر۔

نوٹ:۔ سید جعفر کی اولاد بخاری توران میں ہے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی اولاد میں ایک بزرگ سید محمد یا سید جلال الدین نے زمانہ چنگیز خان خوارزم سے لاہور آئے تھے۔

شاخ دوم نمبر سوم (بنی اعمام)

۲۴۔ اولاد:۔ سید محمد صدر الدین محمد غوث ابن سید جلال سرخ بخاریؒ۔ آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔

۱۔ سید شادن بخاری۔ ۲۔ سید ابو سعید بخاری۔ ۳۔ سید ابو الکرام بخاری۔ ۴۔ سید ابو الغیث بخاری۔ اور صاحبزادی مسماۃ بی بی فردوس۔ (زاہلیہ مخدومہ حضرت سید جلال بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہٗ)

۲۵۔ اولاد:۔ سید شادن بخاری فرزند اکبر سید صدر الدین محمد غوثؒ کی ایک صاحبزادی تھی جو سید ناصر الدین محمود ابن مخدوم جہانیاں سے منسوب تھی جس کا نام مسماۃ خوزہ بی بی تھا۔

۲۶۔ اولاد:۔ سید ابو سعید فرزند اوسط سید صدر الدین محمد غوث بخاری ابن سید جلال اعظم سرخ بخاریؒ۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ۱۔ سید محمد۔ ۲۔ سید سلطان ۳۔ سید نور الدین۔

نوٹ[۱]:۔ سید سلطان کے متعلق مؤلف نظام الانساب کا بیان یہ ہے "سید سلطان از نسب نامہ حکیم شفائی خاں حیدر آباد درج شد۔ نام او در نسب نامہ قدیم نیست۔"

۲۷۔ اولاد:۔ سید سلطان ابن سید ابو سعید بخاری کے ایک صاحبزادے سید تاج الدین اور ان کے سید شاہ دولہ تھے۔

۲۸۔ اولاد:۔ سید شاہ دولہ ابن سید سلطان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید عطاء اللہ۔ ۲۔ سید محمود۔

۱۔ نظام الانساب ص۳۸۵ قلمی۔ ۲۔ ایضاً ص۳۸۶ جلد ۱۔

۲۹۔ اولاد:۔ سید عطاء اللہ ابن سید شاہ دولہ کے فرزند عماد الدین ان کے سید محمد بادشاہ ان کے سید معظم علی ان کے سید چاند ان کے سید محمد کالے ان کے سید محی الدین ان کے سید محمد سعید ان کے سید محمد علی۔

۳۰۔ اولاد:۔ سید محمد علی ابن سید محمد سعید ابن سید محی الدین از اولاد سید شاہ دولہ ابن سید سلطان ابن سید محمد سعید ابن سید صدر الدین محمد غوث۔ آپ کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید صفدر علی۔ ۲۔ سید نذر علی۔ ۳۔ سید امیر علی۔

۳۱۔ اولاد:۔ سید صفدر علی ابن سید محمد علی مذکور کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید لطف علی المخاطب بہ حکیم شفائی خاں۔ ۲۔ سید محمد علی المخاطب بہ حکیم مسیح دوراں خاں۔

۳۲۔ اولاد:۔ حکیم سید لطف علی شفائی خاں، معاصر ناصر الدولہ آصفجاہ چہارم حیدر آباد (دکن) کے پانچ صاحبزادے۔ ۱۔ حکیم سید فضل علی شفائی خاں۔ ۲۔ سید اسد علی۔ ۳۔ سید حسین علی۔ ۴۔ سید ہدایت علی۔ ۵۔ سید فرخ علی۔

۳۳۔ اولاد:۔ حکیم سید فضل علی شفائی خاں ان کے تین فرزند۔ ۱۔ سید محمد حسن۔ ۲۔ سید محمد حسین۔ ۳۔ سید محمد تقی۔

۳۴۔ اولاد:۔ سید امیر علی فرزند خرد سید محمد علی ابن سید محمد سعید (سلسلۂ شاہ دولہ مذکور) کے ایک فرزند سید رونق علی (لاولد)۔

۳۵۔ اولاد:۔ سید نذر علی ابن سید محمد علی ابن سید محمد سعید کے دو فرزند۔ ۱۔ حکیم سید جعفر علی۔ ۲۔ سید گوہر علی۔

۳۶۔ اولاد:۔ حکیم سید جعفر علی ابن سید نذر علی ابن سید محمد علی کے چار فرزند۔ ۱۔ عمدۃ الحکما سید باقر علی بخاری المخاطب بہ باقر نواز جنگ۔ ۲۔ سید علی بخاری المخاطب بہ حیدر نواز جنگ۔ ۳۔ سید محمد علی بخاری المخاطب بہ صفدر نواز جنگ ۴۔ سید سرفراز علی بخاری۔

۳۷۔ اولاد:۔ سید باقر علی بخاری المخاطب بہ عمدۃ الحکما باقر نواز جنگ شفائی خاں کے

ایک فرزند سید نادر علی۔

۳۸۔ اولاد:۔ سید نادر علی ابن عمدۃ الحکماء مذکور کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید محمد حسین۔ ۲۔ سید صفدر حسین۔ ۳۔ سید احمد حسین تھے اور سید محمد حسین فرزند کلاں کے ایک فرزند سید محمد مہدی۔

۳۹۔ اولاد:۔ سید علی بخاری المخاطب بہ حیدر نواز جنگ ابن حکیم سید جعفر علی (شفائی خان) کے دو فرزند ۱۔ سید اسد علی اور ۲۔ سید حسین علی۔

۴۰۔ اولاد:۔ سید محمد علی بخاری المخاطب بہ صفدر نواز جنگ کے چار فرزند۔ ۱۔ سید علی حسن۔ ۲۔ سید علی حسین۔ ۳۔ سید علی رضا۔ ۴۔ سید علی عباس۔

۴۱۔ اولاد:۔ سید علی حسن ابن صفدر نواز جنگ کے ایک فرزند سید محمد حسن اور سید علی حسین ابن صفدر نواز جنگ کے ایک فرزند سید محمد عسکری۔

۴۲۔ اولاد:۔ سید سرفراز علی برادر عمدۃ الحکماء ابن حکیم سید جعفر علی کے دو فرزند ۱۔ سید کرامت علی۔ ۲۔ سید عنایت علی۔

(منقول از شجرہ سید علی حسین ابن صفدر نواز جنگ[1])۔

۴۳۔ اولاد:۔ سید نور الدین فرزند خرد سید ابوسعید بخاری ابن سید صدر الدین محمد غوث بخاریؒ اوچی۔ آپ کے ایک فرزند سید عبد الکریم اور ان کے سید عبد الرحمن بخاریؒ۔

۴۴۔ اولاد:۔ سید عبد الرحمن بخاری ابن سید عبد الکریمؒ ابن سید نور الدین بخاری کے چھ فرزند تھے۔ ۱۔ سید بھیکن۔ ۲۔ سید محمود۔ ۳۔ سید جنید۔ ۴۔ سید شیخو ۵۔ سید زین العابدین۔ ۶۔ سید عبد الملک۔

ان کے متعلق مؤلف نظام الانساب کا بیان ہے کہ "اولاد ہر شش پسران سید عبد الرحمن بسیار است" یعنی ان کی اولاد بہت ہے مگر تفصیل نہیں دی گئی۔ مگر مولوی ریاض علی بخاری لائلپوری نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا سید

1۔ نظام الانساب جلد ۱ صہ ۳۰۷۔

نور الدینؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک سید عبد الوہاب۔ دوسرے سید عبد الکریم۔

۴۵۔ اولاد:۔ سید عبد الوہاب ابن سید نور الدین کے ایک فرزند سید شاہ جنید زندہ چرم پوش۔ ان کے سید قطب الدین ملوتیؒ ان کے سید عبد الوہاب ثانی ان کے عبد الرحمن نوری ان کے سید شاہ عیسن ملوتیؒ۔

۴۶۔ اولاد:۔ سید عبد الکریم فرزند خرد سید نور الدین کے ایک فرزند سید زین العابدین ان کے شاہ کبیر مدفن اوچہ ان کے شاہ جیو ان کے سچی حبیب۔

۴۷۔ اولاد:۔ سید شاہ سچی حبیب ان کے چار فرزند۔ ۱۔ پیر کمال۔ ۲۔ سید رسول ۳۔ سید جلال۔ ۴۔ سید محمد رشید۔

۴۸۔ اولاد:۔ سید ابو الکرام بخاری فرزند سوم سید صدر الدین محمد غوث قدس سرہٗ کے ایک فرزند سید محمدؒ عرف میاں بلو ان کی اولاد بلوانی مشہور ہے۔

۴۹۔ اولاد:۔ سید محمد عرف میاں بلو کے دو فرزند۔ ۱۔ سید معین الدین۔ ۲۔ سید عبد الوہاب۔

۵۰۔ اولاد:۔ سید معین الدین ابن سید محمد عرف میاں بلو کے ایک فرزند سید اویس تھے اور ان کے سید مونگر۔

۵۱۔ اولاد:۔ سید مونگر ابن سید اویس بخاری کے چار فرزند۔ ۱۔ سید شادن ۲۔ سید محمود۔ ۳۔ سید فخر الدین۔ ۴۔ سید شیخ۔ مقیم تنکار پور المشہور بہ کھتون والے۔

۵۲۔ اولاد:۔ سید شیخ ابن سید مونگر کے تین فرزند۔ ۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید میراں ۳۔ سید عمر۔

۵۳۔ اولاد:۔ سید شادن ابن سید مونگر کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید صدر الدین۔ ۲۔ سید احمد۔ ۳۔ سید مبارک خاں۔ ۴۔ سید اویس۔ ۵۔ سید بڈھ۔

سادات اورنگ آباد دکن

۵۴۔ اولاد:۔ سید صدر الدین ابن سید شادن

ابن سید مونگر سلسلہ ابوالکرامی سادات اورنگ آباد دکن کے ایک فرزند سید حسین ان کے سید محمدؒ۔

(سید محمد جن سے مسماۃ صاحب دولت بنت سید علی اکبر ابن سید مصطفےٰ خاں منسوب تھیں) اِن کے ایک فرزند سید محمد اشرف تھے۔

۵۵۔ اولاد:۔ سید محمد اشرف بخاری ابن سید محمد بخاری ابن سید حسین ابن سید صدرالدین اورنگ آبادی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید صدرالدین۔ ۲۔ سید روح اللہ بخاری جن کا مقبرہ شکارپور میں بمقام "روح اللہ گڈھ" مشہور ہے۔

۵۶۔ اولاد:۔ سید صدرالدین ابن سید محمد اشرف بخاری کے دو فرزند۔ ۱۔ سید علی اکبر۔ ۲۔ سید عبدالعزیز تھے۔

۵۷۔ اولاد:۔ سید علی اکبر ابن سید صدرالدین کے دو فرزند۔ ۱۔ سید نور محمد۔ ۲۔ سید قنبر علی اور قنبر علی کے سید کرم حسین۔

۵۸۔ اولاد:۔ سید کرم حسین اورنگ آبادی ابن سید قنبر علی ابن سید علی اکبر ابوالکرامی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید بشارت علی۔ ۲۔ سید نور محمد۔ سید بشارت علی کے ایک فرزند سید قنبر علی (لاولد)

۵۹۔ اولاد:۔ سید نور محمد ابن سید کرم حسین ابن سید قنبر علی۔ ان کے دو صاحبزادے اور ایک لڑکی۔ ۱۔ سید مظہر علی۔ ۲۔ سید کرم حسین اور صاحبزادی سیدہ مظہر النساء۔

۶۰۔ اولاد:۔ سید مظہر علی ابن سید نور محمد بخاری کے تین فرزند۔ ۱۔ سید محمد اسمٰعیل (جن کی اہلیہ مسماۃ حبیب النساء بنت سید جیون علی تھیں۔ ۲۔ سید غلام سجاد ۳۔ سید لعل محمد۔

۶۱۔ اولاد:۔ سید غلام سجاد ابن سید مظہر علی بخاری اورنگ آبادی (مسماۃ زکیہ بنت سید منصور علی مؤلف نظام الانساب منسوب بہ سید غلام سجاد) ان کی ایک لڑکی مسماۃ آمنہ اور ایک فرزند سید نور محمد غلام عابد (ولادت $\frac{1315}{1897}$ھ ۲۴ دسمبر)

۶۲۔ اولاد:۔ سید لعل محمد فرزند خرد مظہر علی اورنگ آبادی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد شفیع۔ ۲۔ سید حیدر حسن تھے (سلسلۂ سید علی اکبر ابن سید صدرالدین ختم)

۶۳۔ اولاد:۔ سید عبدالعزیز ابن سید صدرالدین اورنگ آبادی ابن سید محمد اشرف کے دو فرزند۔ ۱۔ سید شاہ مراد علی اورنگ آبادی۔ ۲۔ سید صدرالدین۔

۶۴۔ اولاد:۔ سید شاہ مراد علی اورنگ آبادی ابن سید عبدالعزیز (ان سے مسماۃ فتح دولت بنت واحد خاں قایم خانی ابن دلدار خاں ابن ظاہر خاں ابن جلال خاں فتحپور جھونجھنوی منسوب تھی) سید شاہ مراد علیؒ اہل دل بزرگ تھے جن کا عرس ہوتا ہے۔ ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید سعادت علی۔ ۲۔ سید شجاعت علی اور دو لڑکیاں مسماۃ بتول النساء اور مہر النساء تھیں۔

۶۵۔ اولاد:۔ سید سعادت علی بخاری ابن سید شاہ مراد علی اورنگ آبادی۔ (ان کی زوجہ مسماۃ فیض النساء بنت سید صدرالدین) کے تین فرزند۔ ۱۔ سید غالب علی۔ ۲۔ سید بہادر علی۔ ۳۔ سید طالب علی۔

۶۶۔ اولاد:۔ سید غالب علی ابن سعادت علی ابن سید شاہ مراد علی کے ایک فرزند سید افضل علی تھے ان کے فرزند سید محمد علی لاولد اور دختر سید غالب علی مسماۃ فیض النساء سید شجاعت علی سے منسوب تھی۔

۶۷۔ اولاد:۔ سید بہادر علی ابن سعادت علی مذکور (کی زوجہ بی بی مینڈو بنت سید محمدی) اُن کے ایک فرزند سید باقر علی لاولد۔

۶۸۔ اولاد:۔ سید طالب علی ابن سعادت علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید حمایت علی (لاولد)۔ ۲۔ سید حاتم علی کی ایک لڑکی تھی۔

۶۹۔ اولاد:۔ سید شجاعت علی فرزند اوسط سید مراد علی اورنگ آبادی (سلسلۂ سید شادن[ع]) (آپ کی زوجہ زیب النساء بنت سید صدرالدین تھیں) آپ کے تین فرزند۔ ۱۔ سید ولایت علی۔ ۲۔ سید شہامت علی۔ ۳۔ سید محبت علی۔

[ع] نظام الانساب جلد ۲ صفحہ $\frac{۲۴}{۵۱۴}$ قلمی آصفیہ۔

۷۰۔ اولاد:۔ سید ولایت علی ابن سید شجاعت علی۔ ان کی دو لڑکیاں تھیں۔
۱۔ فتح دولت زوجہ سید نجم الدین علی۔ ۲۔ امیر النساء زوجۂ سید نوازش علی۔

۷۱۔ اولاد:۔ سید محبت علی ابن سید شجاعت علی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید نوازش علی۔ ۲۔ سید الٰہی بخش کلو۔

۷۲۔ اولاد:۔ سید نوازش علی ابن سید محبت علی (ان کی زوجہ امیر النساء بنت سید ولایت علی ابن سید شجاعت علی جس کے بطن سے دو فرزند۔ ۱۔ سید اعظم علی۔ ۲۔ سید شجاعت علی۔

۷۳۔ اولاد:۔ سید اعظم علی ابن نوازش علی (ان کی اہلیہ مسماۃ عابدہ بیگم بنت سید شمس الدین علی تھی) آپ کی دو صاحبزادیاں۔ ۱۔ اللہ رکھی بیگم زوجۂ سید جیون علی۔ ۲۔ سفارش فاطمہ زوجۂ سید احمد حسین اور ایک فرزند سید ضامن (جن سے نثار فاطمہ بنت سید ذوالفقار علی منسوب تھی) سید ضامن کے ایک فرزند سید عبدالعزیز تھے۔

۷۴۔ اولاد:۔ سید شجاعت علی ابن سید نوازش علی ابن سید محبت علی ابن سید شجاعت علی ابن مراد علی اورنگ آبادی (متوفی ۶ر اکتوبر ۱۸۵۵ء) ان کی منکوحہ مسماۃ فیض النساء بنت سید افضل علی تھی (جس کے بطن سے ایک فرزند سید جیون علی تھے۔

۷۵۔ اولاد:۔ سید جیون علی ابن سید شجاعت علی کی ایک دختر مسماۃ حبیب النساء (زوجۂ سید اسمٰعیل ابن سید مظہر علی) اور تین فرزند۔ ۱۔ سید غالب علی (متوفی ۱۳۰۹ھ) جن سے مسماۃ جعفری بیگم بنت سید ذوالفقار علی منسوب تھی)۔ ۲۔ سید حاتم علی کی اہلیہ محمودی بیگم بنت سید قاسم علی فرید آبادی۔ ۳۔ سید طالب علی (جن سے مسماۃ نواب بیگم بنت سید ذوالفقار علی منسوب تھی)۔

۷۶۔ اولاد:۔ سید حاتم علی ابن سید جیون علی ابن سید شجاعت علی (سلسلۂ سید مراد علی اورنگ آبادی) کے ایک فرزند سید علی تھے جنھوں نے ۱۳۱۸ھ میں

وفات پائی۔

۷۷۔ اولاد:۔ سید الٰہی بخش کلو ابن سید محبت علی ابن سید شجاعت علی ابن سید مراد علی اورنگ آبادیؒ۔ آپ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محبت علی۔ ۲۔ سید شفقت علی۔

۷۸: اولاد:۔ سید محبت علی ابن سید الٰہی بخش کلو (ان کی زوجہ گلزار بانو بنت سید اسد اللہ بن سید نجم الدین علی از نبیرگان سید شاذن آپ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید حسن احمد۔ ۲۔ سید حسین احمد۔

۷۹۔ اولاد:۔ سید شفقت علی ابن سید الٰہی بخش عرف کلو کے ایک فرزند سید احمد حسن تھے۔ جن سے مسماۃ سفارش فاطمہ بنت سید اعظم علی منسوب تھی اور سید احمد حسن کے ایک فرزند سید علی احمد تھے۔

۸۰۔ اولاد:۔ سید صدر الدین فرزند دوم سید عبدالعزیز ابن سید صدر الدین ابن سید محمد اشرف (از نبیرگان سید شاذن) ان کی اہلیہ مسماۃ بیگم صاحبہ بنت سید رحیم علی دہلوی۔ آپ کے ایک فرزند سید فضل اللہ اور دو صاحبزادیاں مسماۃ زیب النساء اہلیہ سید شجاعت علی ابن سید مراد علی (اورنگ آبادی)

۸۱۔ اولاد:۔ سید فضل اللہ ابن سید صدر الدین اورنگ آبادی ابن سید عبدالعزیز آپ کے تین فرزند تھے۔ ۱۔ سید شمس الدین علی۔ ۲۔ سید نجم الدین علی۔ ۳۔ سید مکرم علی۔ سید نجم الدین علی کے ایک فرزند سید سیف الدین علی (لاولد) ایک لڑکی بی بی سعیدہ زوجۂ سید بہادر علی ابن سعادت علی۔

۸۲۔ اولاد:۔ سید شمس الدین علی ابن سید فضل اللہ۔ ایک دختر مسماۃ عابدہ بیگم زوجۂ سید اعظم علی اور تین فرزند۔ ۱۔ سید نجم الدین علی۔ ۲۔ سید غضنفر علی۔ ۳۔ سید معظم علی۔

۸۳۔ اولاد:۔ سید نجم الدین علی ابن سید شمس الدین علی بخاری کی منکوحہ مسماۃ فتح دولت بنت سید ولایت علی تھیں۔ آپ کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید رحم علی (لاولد)

۲۔ سید مظہر علی۔ ۳۔ سید باقر علی (ان کی زوجہ کریم النساء ہمشیرۂ سید سرفراز علی)
۴۔ سید ذوالفقار علی۔ ۵۔ سید اسد اللہ۔

۸۴۔ اولاد:۔ سید مظہر علی ابن سید نجم الدین علی کی صرف ایک لڑکی حیدری بیگم تھی جو سید قربان حسین سے منسوب تھی۔

۸۵۔ اولاد:۔ سید اسد اللہ ابن سید نجم الدین علی کی دختر مسماۃ گلزار بانو سید محبت علی سے منسوب تھی اور ایک صاحبزادے مسمی سید باقر حسین جن سے مسماۃ حیدری بیگم بنت سید مظہر علی بیاہی گئی۔

۸۶۔ اولاد:۔ سید ذوالفقار علی ابن سید نجم الدین علی اورنگ آبادی کے چھ صاحبزادے۔ ۱۔ سید اصغر حسین ان کی زوجہ مسماۃ بتول فاطمہ بنت سید غلام نجف۔ ۲۔ سید حسین سے اولاد فاطمہ بنت سید ثابت علی منسوب۔ ۳۔ سید تجمل حسین۔ ۴۔ سید محمد حسنین۔ ۵۔ سید محمد سبطین۔ ۶۔ سید نورالحسن

۸۷۔ آل سید ذوالفقار علی مذکور۔ آپ کی پانچ لڑکیاں۔ ۱۔ نیاز فاطمہ (زوجہ محمد ضمان)۔ ۲۔ نواب بیگم زوجۂ سید طالب علی۔ ۳۔ محمد فاطمہ (زوجہ سید علی اکبر بن سید غلام نجف)۔ ۴۔ جعفری بیگم زوجۂ سید غالب علی۔ ۵۔ مختار فاطمہ۔

۸۸۔ اولاد:۔ سید غضنفر علی ابن سید شمس الدین علی ابن سید فضل اللہ ان سے مسماۃ (کفایت النساء منسوب تھیں) ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید امداد حسین ۲۔ سید غلام نجف (زوج امیر بانو بنت سید مختار علی)

۸۹۔ اولاد:۔ سید امداد حسین ابن سید غضنفر علی (آپ کی زوجہ بی بی برانی بنت سید الہی بخش کلو) ایک فرزند سید تفضل حسین لاولد فوت۔

۹۰ اولاد:۔ سید غلام نجف ابن سید غضنفر علی کے دو فرزند اور دو دختر۔ ۱۔ سید علی اکبر (ان کی زوجہ محمد فاطمہ بنت سید ذوالفقار علی)۔ ۲۔ سید علی اصغر (متوفی ۱۳۲۴ھ)۔ ۳۔ بتول فاطمہ زوجۂ اصغر حسین ابن سید ذوالفقار علی اورنگ آبادی۔ ۴۔ امیر فاطمہ۔

۹۱۔ اولاد:۔ سید روح اللہ ابن سید محمد اشرف از اولاد سید صدرالدین ابن سید شادن۔ مدفن روح اللہ گڈھ شکارپور۔ ان کی ایک لڑکی مسماۃ بی بی نیک بخت (زوجۂ سید محمد بن سید حسین بن سید محمد طیب بخاری) اور تین فرزند۔ ۱۔ سید محمد شاہ جیو۔ ۲۔ سید برہان۔ ۳۔ سید محمد پناہ۔

۹۲۔ اولاد:۔ سید برہان فرزند دوم سید روح اللہ (سلسلۂ سید شادن بخاری) کے چار فرزند۔ ۱۔ سید ابراہیم۔ ۲۔ سید شیخ۔ ۳۔ سید ناصر۔ ۴۔ سید فضل اللہ بڈھ۔

۹۳۔ اولاد:۔ سید محمد شاہ جیو فرزند اکبر سید روح اللہ کے تین صاحبزادے ۱۔ سید جان محمد (ابوالبنت)۔ ۲۔ سید نظام الدین۔ ۳۔ سید اشرف۔

۹۴۔ اولاد:۔ سید نظام الدین ابن سید محمد شاہ جیو ابن سید روح اللہ کی دو صاحبزادیاں۔ ۱۔ سیدۃ النساء زوجہ سید رحم علی بن سید بدرالدین بخاری (والدہ ماجدہ سید زین العابدین بخاری)۔ ۲۔ مسماۃ روشن بخت (زوجہ سید حسن علی بن سید محمد عارف ساکن لوہا ڈھیری)۔ اور تین صاحبزادے ۱۔ سید محمد شاہ جیو۔ ۲۔ سید فضل علی۔ ۳۔ سید روشن علی۔

۹۵۔ اولاد:۔ سید محمد شاہ جیو ابن سید نظام الدین بخاری کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید اشرف علی۔ ۲۔ سید امداد علی۔ ۳۔ سید ہدایت علی۔ ۴۔ سید چراغ علی ۵۔ سید صادق علی۔

۹۶۔ اولاد:۔ سید امداد علی ابن سید محمد شاہ جیو ابن سید نظام الدین (سلسلۂ سید شادن) (زوجہ مسماۃ آمنہ ہمشیرۂ سید بلاقی ابن سید رحمت اللہ۔

(الف) آل سید امداد علی۔ پانچ صاحبزادیاں۔ ۱۔ ہدایت النساء (زوجۂ سید دلدار علی)۔ ۲۔ مقبول النساء (زوجۂ سید مبارک علی)۔ ۳۔ نہایت النساء (زوجۂ سید محبت علی)۔ ۴۔ بی بی مکھن (زوجۂ سید غلام سجاد)۔ ۵۔ ممتاز بانو (زوجۂ سید جہانگیر علی بن سید بلاق علی)

(ب) اولادِ ذکور:- سیّد امداد علی کے تین فرزند تھے۔ ۱۔ سیّد عبداللہ (ان کی زوجہ عزت بانو بنت سیّد نذر علی)۔ ۲۔ سیّد محمد (ان کی زوجہ امیر النساء بنت سیّد علی مردان)۔ ۳۔ سیّد عبداللطیف (ازواج۔ ۱۔ نیاز بانو بنت سیّد بلاق علی۔ ۲۔ امتیاز بانو (متوطن علی گڈھ)۔

۹۷۔ اولاد:- سیّد عبداللہ ابن سیّد امداد علی ابن سیّد محمد شاہ جیوؒ کے دو فرزند تھے۔ ۱۔ سیّد عاشق حسین (ان کی زوجۂ اوّل اعجاز فاطمہ بنت سیّد غلام سجاد)۔ زوجۂ ثانی اصالت النساء بنت سیّد حسین علی کشمیری۔ ۲۔ سیّد رونق حسین (زوجہ حسینی بنت سیّد غلام سجاد)۔

۹۸۔ اولاد:- سیّد عاشق حسین ابن سیّد عبداللہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد باقر حسین۔ ۲۔ سیّد قائم حسین۔

۹۹۔ اولاد:- سیّد رونق حسین ابن سیّد عبداللہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد حیدر حسن لاولد۔ ۲۔ سیّد تصدق حسین ابن سیّد رونق حسین کے ایک فرزند سیّد آلِ حسن تھے۔

۱۰۰۔ اولاد:- سیّد محمد فرزند دوم سیّد امداد علی (۹۶) ابن سیّد محمد شاہ جیوؒ کے ایک فرزند سیّد محمد حسنین اور ایک دختر مسماۃ محمدی بانو۔

۱۰۱۔ اولاد:- سیّد عبداللطیف ابن سیّد امداد علی کے ایک فرزند عزیز الحسن تھے۔ اور تین لڑکیاں۔ ۱۔ مسماۃ اشرفی بانو۔ ۲۔ نظیر بانو (زوجہ سیّد شریف حسین)۔ ۳۔ مصطفائی زوجۂ سیّد جعفر حسین)۔

۱۰۲۔ اولاد:- سیّد چراغ علی ابن سیّد محمد شاہ جیو ابن سیّد نظام الدین کے ایک فرزند سیّد صادق علی لاولد۔ ان کی اہلیہ بی بی اچھی (جن کے متبنّیٰ سیّد عبداللہ بن سیّد امداد علی تھے)۔

۱۰۳۔ آلِ سیّد چراغ علی:- ۱۔ مسماۃ بی دھنا (زوجہ سیّد ببر علی)۔ ۲۔ امداد النساء، ۳۔ اشرف النساء، آخر الذکر دونوں یکے بعد دیگرے سیّد علی ہادی ابن سیّد

زین العابدین کے حبالۂ نکاح میں آئیں۔

۱۰۴۔ اولاد:- سیّد ہدایت علی ابن سیّد محمد شاہ جیو ابن سیّد نظام الدین (سلسلۂ سیّد شادنؒ) کے دو فرزند اور تین صاحبزادیاں۔
۱۔ سیّد طفیل حسین۔ ۲۔ سیّد دلاور علی۔ اور صاحبزادیاں۔ ۱۔ صادق النساء زوجۂ سیّد نذر علی۔ ۲۔ رحمت بانو (زوجۂ محمد نقی)۔ ۳۔ طفیل النساء (زوجۂ سیّد واجد علی)۔

۱۰۵۔ اولادو آل:- سیّد طفیل حسین ابن سیّد ہدایت علی۔ (ان کی زوجہ ملک دولت بنت سیّد عابد علی تھیں) جن کے بطن سے تین لڑکیاں۔ ۱۔ مسماۃ مینڈو زوجۂ سیّد فدا حسین۔ ۲۔ نور فاطمہ زوجۂ سیّد محمد حسین ابن سیّد علی ہادی۔ ۳۔ نور بانو زوجۂ محمد مرتضیٰ ابن سیّد علی ہادی اور تین فرزند۔ ۱۔ سیّد علی شاہ۔ ۲۔ سیّد احمد شاہ (صغیر سن فوت)۔ ۳۔ سیّد محمد شاہ۔

نوٹ:- سیّد علی شاہ ابن سیّد طفیل حسین (لاولد) (ان کی زوجۂ اوّل نصرت النساء بنت سیّد محسن علی ابن مولوی دلدار علی اور زوجۂ ثانی مسیت النساء بنت سیّد سلامت علی ابن رحمت علی تھیں)۔

۱۰۶۔ اولاد:- سیّد محمد شاہ ابن سیّد طفیل حسین کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد محمد رضی ۲۔ سیّد حسن (زوجۂ اوّل سیّد محمد شاہ۔ مسماۃ سیّدۃ النساء بنت سیّد محمد محسن ابن سیّد علی ہادی۔ زوجۂ ثانی مجید النساء بنت احمد علی خاں کھوکر ساکن سنبھل)

۱۰۷۔ اولاد:- سیّد محمد پناہ فرزند خرد سیّد روح اللہ ابن سیّد محمد اشرف المشہور بہ (شکارپور دادے والے) کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد روح اللہ (لاولد)۔ ۲۔ سیّد لطف اللہ۔

۱۰۸۔ اولاد:- سیّد لطف اللہ ابن سیّد محمد پناہ کے دو فرزند۔ ۱۔ سیّد باغ علی۔ ۲۔ سیّد مہربان علی۔

۱۰۹۔ اولاد:- سیّد باغ علی ابن سیّد لطف اللہ کی ایک لڑکی مسماۃ بتول النساء زوجۂ

سید محمد رضا اور چار فرزند۔ ۱۔ سید بشارت علی۔ ۲۔ سید اکرام علی۔ ۳۔ سید سخاوت علی۔ ۴۔ سید تہور علی۔

۱۱۰۔ اولاد:۔ سید بشارت علی ابن سید باغ علی ابن سید لطف اللہ کی زوجۂ اوّل کرامت النساء اور زوجۂ ثانی حسینی بیگم بنت سید اکرام علی (ان کے ایک فرزند سید ذاکر حسین اور تین لڑکیاں۔ ۱۔ اصغری زوجۂ سید مبارک حسین۔ ۲۔ ذکیہ زوجۂ سید ممتاز حسین ابن سید احسان علی۔ ۳۔ اصغری زوجۂ آفتاب علی۔

۱۱۱۔ اولاد:۔ سید ذاکر حسین ابن سید بشارت علی (سلسلۂ شکارپور دادے والے) کے دو فرزند تھے۔ ۱۔ سید افضل حسین۔ ۲۔ سید قاسم حسین۔

۱۱۲۔ اولاد:۔ سید سخاوت علی ابن سید باغ علی ابن سید لطف اللہ (دادے والے) کے ایک فرزند سید امتیاز حسین تھے جن سے امیر بیگم بنت محمد حسن منسوب تھی۔

۱۱۳۔ اولاد:۔ سید تہور علی فرزند چہارم سید باغ علی کی تین لڑکیاں۔ ۱۔ نیاز بانو۔ ۲۔ تمیز بانو (زوجۂ سید علی حسین۔ ۳۔ بی بی بڈھن (زوجۂ سید اولاد حسین) اور تین فرزند۔ ۱۔ سید علی محمد۔ ۲۔ سید ابراہیم حسین۔ ۳۔ سید محمد حسن۔

۱۱۴۔ اولاد:۔ سید علی محمد ابن سید تہور علی کے تین فرزند۔ ۱۔ سید ولی محمد (ان کی زوجہ کنیز فاطمہ بنت محب علی)۔ ۲۔ سید نایب حسین۔ ۳۔ سید احمد حسین۔

۱۱۵۔ اولاد:۔ سید احمد حسین ابن سید علی محمد کے ایک فرزند سید حیدر حسن۔

۱۱۶۔ اولاد:۔ سید محمد حسن ابن تہور علی کی ایک لڑکی امیر بیگم زوجۂ امتیاز حسین اور ایک فرزند سید ہادی حسن اُن کے سید وصی حیدر حسن۔

۱۱۷۔ آل:۔ سید اکرام علی ابن سید باغ علی۔ (زوجۂ اوّل بی بی کلو بنت سید معشوق علی، زوجۂ ثانی بی بی بیجو بنت سید علی رضا خاں) چار لڑکیاں۔ ۱۔ حسینی بیگم زوجۂ سید علی شبیر۔ ۲۔ عالیہ بیگم زوجۂ سید محمد حسین ساکن مالیرکوٹلہ۔

۳۔ جعفری بیگم زوجہ سید بنیاد علی عبداللہ پوری۔ ۴۔ تقی بیگم زوجۂ سید محمد تقی۔

اولاد:۔ فرزندان سید اکرام علی ابن سید باغ علی۔ ۱۔ مولوی سید علی حسنین (متوفی ۱۳۲۰ھ)۔ ۲۔ سید فدا حسین۔ ۳۔ سید عبدالحسن۔ ۴۔ سید جعفر حسین۔

۱۱۸۔ اولاد:۔ سید علی حسنین ابن سید اکرام علی ابن سید باغ علی دادے والے کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید اسمٰعیل متوفی ۱۳۱۹ھ (ان کی زوجہ سجادی بنت سید عبدالحسن)۔ ۲۔ سید ناصر علی۔ ۳۔ سید کاظم علی۔

۱۱۹۔ آل:۔ سید عبدالحسن ابن سید اکرام علی۔ ایک لڑکی مسماۃ سجادی بیگم (از بطن سیدہ بنت سید محب علی ابن سید عالم علی منسوب بہ سید اسمٰعیل ابن سید علی حسنین)۔

۱۲۰۔ آل:۔ سید جعفر حسین ابن سید اکرام علی (ان کی زوجہ کلثوم بنت سید محمد رضا) کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ اعجازی زوجۂ سید بنیاد علی عبداللہ پوری۔

۱۲۱۔ اولاد:۔ سید مہربان علی برادر باغ علی ابن سید لطف اللہ (متوطن ولی الپور) کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید محمد رضا۔ ۲۔ سید معصوم علی۔ ۳۔ سید جعفر حسین۔ ۴۔ سید اسمٰعیل حسین۔ ۵۔ سید قربان حسین۔

۱۲۲۔ اولاد:۔ سید قربان حسین ابن سید مہربان علی کے ایک فرزند سید مہربان حسین تھے (سلسلہ شکارپور دادے والے ختم)۔

اولاد:۔ سید ابوالاکرام ابن سید صدرالدین محمد غوث ابن سید جلال سُرخ بخاری ثم اوچی (سادات بخاری دہلوی)

۱۔ اولاد:۔ سید عبدالوہاب بخاری فرزند دوم سید محمد عرف میاں بلو ابن سید ابوالاکرام۔ آپ کے دو فرزند۔ ۱۔ سید رفیع الدین۔ ۲۔ سید محمد بخاری۔

۲۔ اولاد:۔ سید محمد بخاری فرزند دوم سید عبدالوہاب بخاری اوّل۔ آپ کے دو فرزند اور ایک دختر۔ ۱۔ سید جمال الدین دہلوی۔ ۲۔ حاجی سید عبدالوہاب دہلوی

اور دختر مسماۃ شرف خاتون۔

۳۔ اولاد:۔ سید جمال الدین دہلویؒ ابن سید محمد بخاری (متوفی ۹۸۴ھ) کے ایک فرزند سید محمد ان کے دو فرزند سید نظام الدین اور سید عبد الغفار دہلوی، اور سید نظام الدین کے ایک فرزند سید عبد الغفار۔

نوٹ:۔ مخفی مبادکہ سید جمال الدین بخاری دہلوی کشمیر بھی گئے تھے اور وہاں کے مشہور صوفی مخدوم حمزہ کشمیریؒ کو خلافت بھی عطا فرمائی تھی اس کے بعد دہلی واپس آ گئے تھے۔

۴۔ اولاد:۔ حاجی سید عبد الوہاب بخاری دہلوی ابن سید محمد بخاری ابن سید عبد الوہاب اوّل۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ ۱۔ سید مدثر (سجادہ نشین)۔ ۲۔ سید مشائخ۔ ۳۔ سید مزمل۔ ۴۔ سید ابو الغیث۔

۵۔ اولاد:۔ سید مشائخ ابن سید حاجی عبد الوہاب بخاریؒ کے چار فرزند۔ ۱۔ سید علی۔ ۲۔ سید عبد الرحیم۔ ۳۔ سید عبد الکریم (از بطن نور خاتون بنت میر پیر وراثت زادہ بود)۔ ۴۔ سید عبد الشکور بخاری۔

۶۔ اولاد:۔ سید عبد الکریم ابن سید مشائخ مذکور کے ایک فرزند سید محمد سعید، ان کے دو فرزند سید عبد الوہاب اور سید یوسف کے ایک فرزند سید عبد الوہاب (ان کی زوجہ بی بی ماہ جی مغلانی از قبیلۂ نواب فدائی خاں)

۷۔ اولاد:۔ سید عبد الوہاب ابن سید یوسف (از احفاد سید عبد الکریم)۔ ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد باقر۔ ۲۔ سید محمد یوسف (بخاری) تھے: سید محمد باقر کو مولانا رحم علی بخاری نے جو سید محمد مدثر سجادہ شریف کی اولاد سے تھے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔

۸۔ اولاد:۔ سید محمد یوسف بخاری ابن سید عبد الوہاب بخاری مذکور برادر سید محمد باقر کے پانچ فرزند تھے۔ ۱۔ سید جعفر۔ ۲۔ سید محمد علی۔ ۳۔ سید جلال۔ ۴۔ سید احمد۔ ۵۔ سید زین العابدین کے ایک فرزند سید محمود اور سید جعفر کے

۱؎ خزینۃ الاصفیاء مطبوعہ ص۵۵ جلد ۲۔

ایک ہی فرزند سید سلطان علی تھے۔

۹۔ اولاد:۔ سید محمد علی ابن سید محمد یوسف بخاری، ابن سید عبد الوہاب بخاری کے ایک فرزند سید رفیع الدین محمد پناہ سجادہ روضۂ حاجی سید عبد الوہاب بخاری دہلی۔

۱۰۔ اولاد:۔ سید رفیع الدین محمد پناہؒ ان کے دو فرزند۔ ۱۔ سید محمد مصطفےٰ (لاولد)۔ ۲۔ سید اسد اللہ۔

۱۱۔ اولاد:۔ سید اسد اللہ ابن سید رفیع الدین محمد پناہ کے ایک صاحبزادے سید باقر علی۔

۱۲۔ آل:۔ سید باقر علی ابن سید اسد اللہ کی دو صاحبزادیاں مسماۃ صاحب النساء اور فیض النساء تھیں۔

۱۳۔ اولاد:۔ سید جلال ابن سید محمد یوسف برادر سید محمد باقر ابن سید عبد الوہاب بخاری کے ایک فرزند سید علی رضاؒ ان کے سید محمد اور ان کے سید کرم حسین بخاری۔

۱۴۔ اولاد:۔ سید کرم حسین ابن سید محمد کے تین فرزند۔ ۱۔ سید حسین علی۔ ۲۔ سید قطب علی۔ ۳۔ سید امیر علی۔

۱۵۔ اولاد:۔ سید حسین علی ابن سید کرم حسینؒ کے ایک فرزند سید سعادت علی۔

۱۶۔ اولاد:۔ سید سعادت علی ابن سید حسین علی کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید غالب علی۔ ۲۔ سید وجیہ الدین دہلوی۔

۱۷۔ اولاد:۔ سید قطب علی ابن سید کرم حسین کے دو صاحبزادے۔ ۱۔ سید مصاحب علی۔ ۲۔ سید محبوب علی۔

۱۸۔ اولاد:۔ سید امیر علی فرزند خرد سید کرم حسینؒ کے ایک فرزند سید علی بخاری مقیم الہ آباد (سلسلۂ حاجی عبد الوہاب بخاری دہلوی ختم شد)

۱۔ اولاد۔ سید ابو الغیث فرزند خرد سید صدر الدین محمد غوث ابن سید جلال سرخ بخاریؒ۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید عبد اللہ عدل (عدلانی)

۱؎ نظام الانساب قلمی جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ - ۳۸۸ ۔

۲۔ سید عبدالفتح المعروف بہ میاں فتوؒ۔

۲۔ اولاد:۔ سید عبداللہ عدلانی ابن سید ابوالغیث کے تین صاحبزادے۔ ۱۔ سید حسن۔ ۲۔ سید لطف اللہ۔ ۳۔ سید ابوالغیث۔

۳۔ اولاد:۔ سید حسن فرزند کلاں سید عبداللہ عدلانی کے ایک صاحبزادے سید نظام الدین اُن کے سید بازید اُن کے سید شیخ اُن کے سید محمود بخاری (عدلانی)۔

۴۔ اولاد:۔ سید محمود ابن سید شیخ (عدلانی) کے تین فرزند۔ ۱۔ سید احمد۔ ۲۔ سید سردار دہلوی۔ ۳۔ سید حامد۔

۵۔ اولاد:۔ سید احمد ابن سید محمود ابن سید شیخ عدلانی کے دو فرزند۔ ۱۔ شیخ فرید نواب مرتضیٰ خاں جن کی اولاد گلاب خاں دہلی میں سکونت پذیر ہے۔ نواب مرتضیٰ خاں مذکور کی ایک لڑکی مسماۃ بی بی بانو دیوان سید فضل اللہ بخاری شکارپوری سے منسوب تھی۔ ۲۔ سید جعفر فرزند خورد سید احمد۔

۵/۱ آل:۔ سید سردار دہلوی ابن سید محمود ابن سید شیخ کی ایک لڑکی مسماۃ زینت بخت زوجہ سید مصطفیٰ برادر دیوان سید فضل اللہ بخاری۔

۶۔ اولاد:۔ سید حامد ابن سید محمود ابن سید شیخ ابن سید بازید ابن نظام الدین ابن سید حسن عدلانی کے دو فرزند۔ ۱۔ سید روح اللہ۔ ۲۔ سید بازید مصطفیٰ خاں صوبہ دار ٹھٹہ۔ مدفن اوچہ۔ (ان کی زوجہ مسماۃ تاج خاتون بنت سید روح اللہ شکارپوری تھیں)۔

۷۔ اولاد:۔ سید بازید مصطفیٰ خاں صوبیدار ابن سید حامد بخاری۔ آپ کی ایک دختر مسماۃ بی بی راحل (زوجہ سید زین العابدین خاں) اور چار صاحبزادے ۱۔ سید علی اکبر۔ ۲۔ سید دین دار خاں۔ ۳۔ سید اسداللہ۔ ۴۔ سید باقر۔

۸۔ اولاد:۔ سید اسداللہ ابن سید بازید مصطفیٰ خاں کے پانچ فرزند۔ ۱۔ سید نصر اللہ۔ ۲۔ سید ہدایت اللہ۔ ۳۔ سید شجاعت اللہ۔ ۴۔ سید عبداللہ

۵۔ سید علیم الدین (آخرالذکر سے مسماۃ میرزائی منسوب تھی) اور دختران۔ ۱۔ مسماۃ چمنی۔ ۲۔ بی بی رحیمہ۔ ۳۔ بی بی بدھی۔

۹۔ اولاد:۔ سید علیم الدین ابن سید اسداللہ ابن بازید مصطفیٰ خاں کے ایک فرزند سید شمس الدین سیف اللہ۔

۱۰۔ اولاد:۔ سید شمس الدین سیف اللہ ابن سید علیم الدین بخاری کے دو فرزند ۱۔ سید محمد باقر۔ ۲۔ سید جلال۔ سید جلال کے ایک فرزند سید سیف اللہ اُن کے سید بنیاد علی اُن کے ذوالفقار علی ان کے ضامن علی ان کے سید برکت علی۔

۱۱۔ اولاد:۔ سید برکت علی ابن سید ضامن علی مذکور کے دو فرزند سید ذوالفقار علی۔ ۲۔ سید حسین (ساکن عبداللہ پور ضلع میرٹھ)۔

۱۲۔ اولاد:۔ سید روح اللہ برادر بازید مصطفیٰ خاں بخاری کے دو فرزند۔ ۱۔ سید جعفر۔ ۲۔ سید جان محمد۔ اور چار لڑکیاں۔ ۱۔ بی بی لاہو زوجہ سید طیب ابن دیوان فضل اللہ بخاری۔ ۲۔ تاج خاتون زوجہ سید اسداللہ۔ ۳۔ بی بی خوندہ زوجہ علی اکبر۔ ۴۔ بی بی بوا جیو زوجہ سید الہداد ساکن لوہاڈیرہ۔ سید جعفر ابن سید روح اللہ کے ایک فرزند مسمی سید محمد صادق المخاطب بہ سیادت خاں شکارپوری لاولد تھے۔

۱۳۔ اولاد:۔ سید لطف اللہ فرزند دوم سید عبداللہ عدلانی کے ایک فرزند[عہ] سید الہدت (سید الہداد) ان کے سید جلال، ان کے سید عبدالقادر اُن کے سید محمد خاں اُن کے سید نظام الدین اُن کے سید دینداد خاں المعروف بہ سید چھوڑ۔

۱۴۔ اولاد:۔ سید عبدالغیث فرزند سوم سید عبداللہ عدلانیؒ کے ایک فرزند سید عبدالفتاح ان کے سید ابوسعید، ان کے دو فرزند سید اسمٰعیل اور سید بڈھ۔

۱۵۔ اولاد:۔ سید اسمٰعیل ابن ابوسعید کے دو فرزند۔ ۱۔ سید عبداللہ لاولد۔ ۲۔ سید دریا خاں اُن کے ایک فرزند سید ابوسعید تھے۔

عہ نظام الانساب صفحہ ۳۸۷/۳۸۸ جلد ۲۔

کتابیات

۱۔ الدر المنظوم۔ ترجمہ اردو جامع العلوم۔ مترجمہ ذوالفقار احمد بھوپالی مطبوعہ ۱۳۰۹ھ
۲۔ انتخاب نفائس الفنون فی عرائس العیون (فارسی) مخطوطہ سنٹرل لائبریری (آصفیہ) حیدر آباد۔ کتابت تقریباً اوائل تیرھویں صدی۔
۳۔ الفرع النامی فی اصل السامی (فارسی) مؤلفہ صدیق حسن۔ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۱ھ
۴۔ اخبار الاخیار۔ فارسی۔ مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مطبوعہ دہلی۔
۵۔ بحر ذخار (فارسی) مؤلفہ وجیہہ الدین کاکوری (متوفی ۱۰۳۱ھ) مخطوطہ سنٹرل لائبریری آصفیہ، حیدر آباد۔
۶۔ بزم صوفیہ اُردو۔ مؤلفہ صباح الدین عبدالرحمن۔ مطبوعہ۔ اعظم گڈھ۔
۷۔ بستانِ آصفیہ۔ اُردو۔ مانک راؤ وٹھل راؤ۔ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۶ھ
۸۔ تاریخ الاولیاء۔ اُردو۔ مؤلفہ سید امام الدین احمد۔ مطبوعہ بمبئی ۱۲۹۱ھ۔
۹۔ تاریخ سندھ حصہ اوّل۔ مؤلفہ ابوظفر ندوی۔ مطبوعہ۔ اعظم گڈھ ۱۹۴۷ء۔
۱۰۔ تاریخ فیروز شاہی (فارسی) مؤلفہ شمس سراج عفیف۔ مطبوعہ ۱۸۶۲ء۔
۱۱۔ تاریخ فرشتہ۔ محمد قاسم فرشتہ (ترجمہ اُردو، مطبوعہ ۱۹۲۶ء۔ جلد ۲ (مطبوعات جامعہ عثمانیہ)
۱۲۔ تذکرہ مشکوٰۃ النبوۃ۔ مؤلفہ غلام علی موسوی (فارسی۔ تالیف ۱۲۱۹ھ) مخطوطہ سنٹرل لائبریری (آصفیہ) حیدر آباد۔
۱۳۔ تذکرہ اولیائے دکن۔ مؤلفہ عبدالجبار خاں ملکاپوری۔ مطبوعہ جلد ۱ و جلد ۲ ۱۳۳۱/۱۳۳۲ھ۔
۱۴۔ تذکرۂ بے نظیر، مؤلفہ عبدالوہاب بخاری دولت آبادی۔ مطبوعہ دیکھو سنہ ۱۶۰
۱۵۔ تذکرۂ خزینۃ الاصفیاء۔ مؤلفہ غلام سرور لاہوری (مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء ۱۲۹۰ھ
۱۶۔ تحقیقاتِ چشتی، مؤلفہ نور احمد چشتی لاہوری۔ مطبوعہ۔
نور احمد چشتی

۱۷۔ تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار مؤلفہ نواب صدیق حسن بخاری مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۸ھ۔
۱۸۔ تحفۃ الکرام مؤلفہ علی شیر قانع۔ تالیف ۱۱۸۱ھ۔ مطبوعہ ۱۳۰۴ھ۔
۱۹۔ تذکرہ گلزار ابرار مؤلفہ محمد غوثی (شیخ محمد شطاری) قلمی (آصفیہ سنٹرل لائبریری)
۲۰۔ ثمرات القدس (تذکرہ اولیاء) مؤلفہ امام بیگ عالمگیری (مخطوطہ سالار جنگ لائبریری)
۲۱۔ جامع العلوم فارسی (ملفوظات مخدوم جہانیاں) مؤلفہ علاؤ الدین علی ابن سعد مکتوبہ ۱۱۵۶ھ۔
۲۲۔ جامع الطرق، عربی (سلاسل مخدوم جہانیاںؒ) مؤلفہ برہان الدین قطب عالمؒ گجراتی (مخطوطہ سنٹرل لائبریری حیدر آباد)
۲۳۔ خزانۂ جلالی۔ مؤلفہ احمد المدعو بہ بھائی یعقوب قلمی۔ مرتبہ فرید بن عبداللطیف (سنٹرل لائبریری حیدر آباد)
۲۴۔ خزانہ جواہر جلالی۔ مؤلفہ ضیاء العباسی۔ قلمی
۲۵۔ خلاصۃ العارفین قلمی آصفیہ مکتوبہ ۱۱۹۳ھ۔
۲۶۔ ذکرِ کرام۔ اُردو۔ مؤلفہ حفیظ الرحمن بھاولپوری۔ مطبوعہ دہلی۔
۲۷۔ ذخیرۃ الخوانین مؤلفہ شیخ فرید بکھری۔ مخطوطہ بابائے اُردو ہسٹاریکل سوسائٹی ص ۵۰۸
۲۸۔ روایح مصطفےٰ (تذکرہ) فارسی۔ مؤلفہ سید صدر الدین احمد علوی۔ مطبوعہ (فارسی) ۱۳۰۵ھ
۲۹۔ ریاض الانساب الموسوم بہ بحر الانساب۔ مطبوعہ بمبئی۔
۳۰۔ سفر نامہ مخدوم جہانیاںؒ۔ مخطوطہ سنٹرل لائبریری۔ آصفیہ۔ حیدر آباد۔
۳۱۔ سفینۃ الاولیا شہزادۂ دارا شکوہ۔ قلمی " تالیف ۱۰۴۹ھ
۳۲۔ سیر نامہ " مطبوعہ
۳۳۔ سیر نامہ " مؤلفہ احمد برنی (حالات قدم شریف) قلمی
۳۴۔ سیر الاولیا۔ مؤلفہ شیخ مبارک کرمانی۔ مطبوعہ۔ ۱۳۰۲ھ
۳۵۔ سلسلۃ الاسلام۔ مؤلفہ ابراہیم بن شیخ زین اولیاء چشتی داماد شیخ سلیم چشتی۔

تالیف ۱۰۶۸ھ (مخطوط آصفیہ سنٹرل لائبریری حیدرآباد)۔

۳۶۔ سیر العارفین۔ مؤلفہ مولانا جمالی۔ (متوفی ۹۴۲ھ) مطبوعہ ۱۳۱۱ھ

۳۷۔ شجرہ خاندانی خانوادہ ہائے بخاری کڑپہ مملوکہ سید قادر علی بادشاہ بخاری۔

۳۸۔ شجرۂ خاندانی۔ سید شاہ ریاض علی بخاری ساکن لائل پور۔ پاکستان۔

۳۹۔ شجرۂ خاندان شاہ اسمٰعیل بخاری اورنگ آبادی۔ قلمی آصفیہ

۴۰۔ شجرۂ خاندان شاہ خداوند ہادی بخاری، قلمی مملوکہ شاہ فصیح اللہ حسینی حیدرآبادی

۴۱۔ شرف الانساب۔ مؤلفہ سید غوث محی الدین رضوی، مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۳۲ھ شمس الاسلام پریس۔

۴۲۔ کنز الانساب۔ مؤلفہ سید عطا حسین۔ مطبوعہ مطبع صفدری بمبئی۔

۴۳۔ لطائف اشرفی۔ مطبوعہ۔ مؤلفہ نظام حاجی غریب الیمنی۔

۴۴۔ ماہ نامہ۔ (فارسی) مؤلفہ غلام حسین جوہر۔ قلمی۔ سنٹرل لائبریری حیدرآباد۔

۴۵۔ منبع الانساب۔ مؤلفہ شاہ تقی الدین ابن مخدوم شعبان الملت قلمی سنٹرل لائبریری حیدرآباد (۳۹۳ متفرق)۔

۴۶۔ مقرر نامہ (مکتوبات مخدوم) مؤلفہ تاج الدین احمد بن معین سیاہ پوش سلطانپوری (تالیف ۷۷۶ھ) (سنٹرل لائبریری حیدرآباد)۔

۴۷۔ مرات احمدی۔ مؤلفہ محمد حسن (مرزا)۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۸ء

۴۸۔ مراۃ الاسرار مؤلفہ مولانا عبد الرحمن، مخطوط آصفیہ سنٹرل لائبریری۔ تالیف ۱۰۴۵ھ

۴۹۔ محبوب السیر و نگارستان آصفی۔ مؤلفہ عزیز جنگ۔ مطبوعہ عزیز المطابع ۱۳۲۳ھ

۵۰۔ مشاہیر مشائخ ہند۔ مطبوعہ درویش پریس دہلی ۱۳۳۴ھ۔

۵۱۔ مناقب برہانی۔ مؤلف سید عبد الرحمن المعروف بہ شاہ بڈو۔ قلمی (سنٹرل لائبریری حیدرآباد) تالیف ۱۰۴۶ھ۔

۵۲۔ مجمع الاولیا۔ مؤلفہ شاہ علی اکبر۔ قلمی (کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد)

۵۳۔ مخزن الواصلین۔ قلمی (سنٹرل لائبریری۔ حیدرآباد)

۵۴۔ مآثر الامرا۔ مؤلفہ شاہ نواز خاں مرتبہ آزاد بلگرامی۔ مطبوعہ جلد ۳۔

۵۵۔ نزہۃ الخواطر (عربی) مؤلفہ مولوی عبد الحی۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد۔

۵۶۔ نسب نامہ سادات۔ قلمی ۱۱۶ سنٹرل لائبریری حیدرآباد۔

۵۷۔ نظام الانساب۔ مؤلفہ سید منصور علی بخاری۔ قلمی۔ جلد ۱-۲ تالیف ۱۳۰۷/۱۳۲۸ھ ۱/۷۵ دیکھ

۵۸۔ مخزن نامہ کلاں۔ مؤلفہ ضیاء اللہ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ۔

۵۹۔ واقعات قوم قائم خانی راجپوت۔ مؤلفہ عطا محمد خان قائم خانی مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکس ۱۹۳۱ء

۶۰۔ رسالہ نوائے ادب بمبئی، جنوری تا اکتوبر ۱۹۵۱ء (مقالہ برجلالی احمد آبادی از پروفیسر اکبر علی ترمذی)۔

۶۱۔ رسالہ معارف ۱۹۴۹ء جولائی تا دسمبر۔ اعظم گڈھ (گجرات کے کتب خانے از ابو ظفر ندوی)

۶۲۔ رسالہ ماہ نو۔ کراچی اکتوبر ۱۹۵۵ء۔ ترجمہ مضمون سید فیروز از ابن انشاء۔

۶۳۔ امپیریل گزیٹر۔ جلد ۲ و جلد ۱۷۔ جلد ۲۲۔ جلد ۲۴۔

۶۴۔ انگریزی ٹائمز ورلڈ گزیٹر۔ J.G. CHISHOLEM مطبوعہ ۱۸۹۹ء۔ ناشر (ٹائمز آف لندن)

۶۵۔ بہاولپور گزیٹر۔ مطبوعہ ۱۹۰۸ء لاہور۔

۶۶۔ ملتان گزیٹر۔ ۱۹۲۶ء

۶۷۔ بلند شہر گزیٹر (سالار جنگ لائبریری) جلد ۵ مرتبہ ایچ۔ آر۔ نیول۔

۶۸۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱۔ مطبوعہ۔

۶۹۔ آرکیولاجیکل رپورٹ متعلقہ کتبات کرنول مرتبہ۔ ڈ۔ دیسائی مطبوعہ محکمہ آثار قدیمہ دہلی۔

۷۰۔ لاہور گزیٹر۔ مرتبہ۔ جی۔ سی۔ واکر مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ لاہور۔ طبع ثانی۔

۷۱۔ جھنگ گزیٹر۔ ۱۸۸۴ء۔ مطبوعہ لاہور۔

۷۲۔ سیکلوپیڈیا آف انڈیا، مؤلفہ ایڈورڈ بالفور۔ مطبوعہ۔
